C6
·V1766Bh
·U1

Gaylord
PAMPHLET BINDER
Syracuse, N. Y.
Stockton, Calif.

* BP188.9
W335
1900Zz
ISLAM

~~G6 .V1766fh .U1~~
INSTITUTE
OF
ISLAMIC
STUDIES
10309 *
McGILL
UNIVERSITY

3932347

۷۸۶

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من رانی فقد رای الحق

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے دیکھا مجکو تحقیق دیکھا اللہ کو

الحمد للہ والمنۃ کہ رسالہ تصنیف جد امجد ولی نعمت حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

Vali Allah, Shah

مسمّٰی بہ

Fuyuzu-l-Haramayn

فیوض الحرمین

معہ ترجمہ اردو

سعادت کونین

جسمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح مقدس و مطہر سے حضرت شاہ صاحب موصوف نے بموقع حج مبارک مختلف مسائل کو حل کیا اور تفصیل کے ساتھ اس رسالہ مین درج فرمایا جسکو عموی مکرم سید ظہیر الدین احمد عرف مولوی سید احمد صاحب ولی اللہی مرحوم نے عرصہ ہوا طبع کیا تھا اب شائقین کے پے در پے مزید اصرار سے فقیر سید عبد الغنی جعفری ولی اللہی نواسہ و جانشین حضرت شاہ صاحب ممدوح و

مالک مطبع احمدی متعلق مدرسہ عزیزی دہلی کلان محل

نے بیتاب پرنٹنگ ورکس چاہ رہٹ دہلی مین چھپوایا

حق رجسٹری بنام فقیر سید عبد الغنی جعفری محفوظ ہے

بار دوم

قیمت پختہ

C6
V1766f

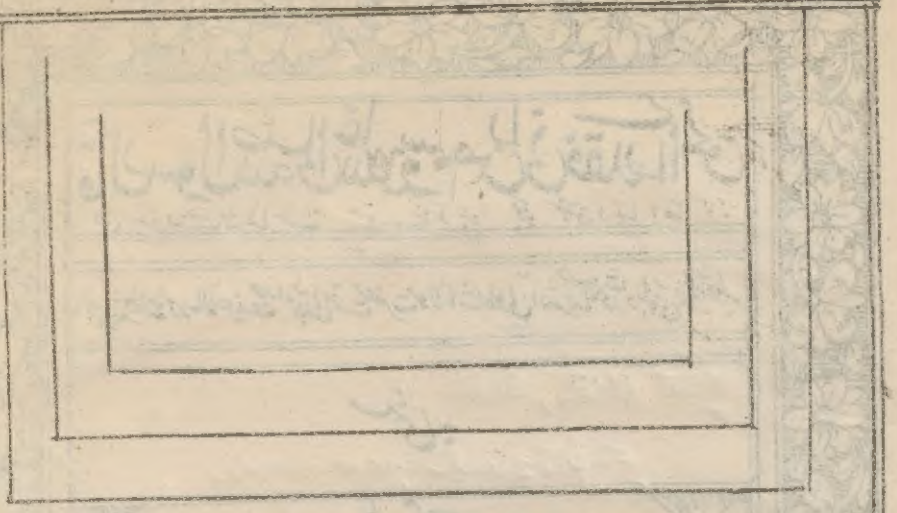

بسم الله الرحمن الرحيم

اللهم انی احمدك واثنی علیك وابوء لك بالتقصیر
فی الحمد والثناء واستغفرك واستعین بك واعلم انه
لا یغفر الذنوب الا انت ولا یعیننی غیرك فی الشدة
والرخاء واوجه وجهی الیك واسلم نفسی لك نسلی
وصلوتی ومحیای ومماتی تعالیت عن شراكة
الشركاء واعوذ بك من شرور نفسی ومن سیئات
اعمالی والح علیك فی سوال الهدایة لمحاسن الاخلاق
ومكارم الاعمال واعتقد انه لا یعیذنی من هذه
ولا یهدینی لهذه الا الذی فطرنی وفطر الارض
والسماء واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شریك
له واشهد ان محمدا عبده ورسوله افضل الرسل
والانبیاء صلی الله علیه وعلیهم وعلی آله واصحابه
ما تعاقب الملوان وما اظلت الخضراء واقلت الغبراء
اما بعد فیقول العبد الضعیف ولی الله

بسم الله الرحمن الرحیم

الٰہی مین تیری حمد و ثنا کرتا ہون اور اقرار کرتا ہون کہ تیری
حمد و ثنا مین قاصر ہون تجھسے مغفرت چاہتا ہون اور تجھی سے
مدد مانگتا ہون اور خوب جانتا ہون کہ سوا تیرے کوئی گناہ نہین
بخشتا اور بجز تیرے کوئی میری مدد نہین کر سکتا رنج و راحت
مین اور تیری ہی طرف متوجہ ہون اور تجھی کو اپنے تئین
سونپتا ہون تیرے ہی واسطے ہے میری سب عبادت اور میری زندگی
اور تیرے ہی ہاتھ ہے کوئی تیرا شریک نہین اور پناہ چاہتا ہون تجھسے
اپنے نفس کی برائیون سے اور اپنے اعمال کی برائیون سے اور کمال عجز سے
سوال کرتا ہون کہ اچھے اخلاق اور نیک اعمال کی ہدایت کر اور میرا عقیدہ ہے
کہ کوئی نہین برائیون سے بچانے اور بھلائیون کی ہدایت کرنیوالا مگر جسنے مجھے پیدا
کیا اور زمین و آسمان کو بنایا اور گواہی دیتا ہون کہ سوا اللہ کے اور کوئی معبود نہین
وحدہ لا شریک ہے اور گواہی دیتا ہون کہ محمد اسکے بندے اور رسول ہین سب
رسولون سے افضل اور سب نبیون سے بڑھکر اللہ کا درود ہو اونپر اور انکی آل و اصحاب پر آگے
پیچھے رات دن مین اور جبتک آسمان سایہ کرے اور زمین اٹھائے اما بعد کہتا ہے عبد ضعیف ولی اللہ

ابن عبد الرحیم الدھلوی عاملهما الله تعالی
بلطفه ونعّمهما بما حبته من اعظم نعم الله تعالی
علیّ ان وفقنی لحج بیته وزیارة نبیه علیه افضل الصلوٰة
والسلام سنة ثلث واربعین والف من الهجرة
النبویة وهی اعظم من هذه النعمة بکثیر ان
جمیع الحج الشهود والمعروف هو الحج الجحیب النکرة
وزیارته بالمعاینة الزیارة عمیاء وفتاة نعمة
اعظم وهی من جمیع النعم زجبت ان اضبط
المسلمین ما شاهدته کما علمنی ربی تبارک وتعالی
وکما استفدته من روحانیة نبینا صلی الله علیه وسلم
تذکرة لی ولبصیرة لاخوانی عسی ان یکون ذلک اداء
لبعض ما وجب علی من شکرها وسمیت الرسالة
بفیوض الحرمین حسبنا الله ونعم الوکیل ولا
حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم **فمن**
تلک المشاهد الذی رایت فی المنام
جماعة من اهل الله شطر منهم حال الذکر والذی
داشت قد ظهرت علی قلوبهم الانوار وعلی
وجوههم النضارة والجمال وهم لا یعتقدون
وحدة الوجود وشطر منهم یعتقدون وحدة
الوجود ویشتغلون بنوع من الفکر فی سریان
الوجود وظهرت علی قلوبهم نجالة والحجام فی
جنب الحق القائم بتدبیر العالم عموما والنفوس
خصوصا وعلی وجوههم سواد وقحول فاجتمع
الفریقان قال اهل الذکار والاوراد لا نزدد
هذه الانوار والجمال علینا فخبرنا هدیٰ طریقکم

ابن عبد الرحیم دہلوی خدا تعالیٰ دونوں پر اپنی مہربانی فرمائے
اور رحمت کرے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے سب سے بڑی نعمت یہ ہے
کہ اُس نے مجھے توفیق دی حج بیت اللہ و زیارت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی ۱۱۴۳ھ ہجری الکہزار ایکسو تینتالیس میں اور اس نعمت سے
بدرجہا بڑی نعمت یہ ہے کہ میرا حج مشاہدہ اور معرفت کے ساتھ ہو
نہ حجاب اور نامعلومی کے ساتھ اور زیارت بھی زیارت
آنکھوں والوں کی زیارت نہ اندھوں کی نئی زیارت سو یہ ہر نعمتوں ایک
سب نعمتوں سے بڑی یہ نعمت ہے میں نے چاہا کہ میں لکھ لوں
ان مشاہدہ کے اسرار جیسے مجھے اللہ تبارک و تعالیٰ نے معلوم کرائے ہیں
اور جسطرح مجھے فائدے پہنچے ہیں روحانیت رسول اللہ صلی اللہ
وسلم سے اُنکو میں نے استفادہ کیا ہے تاکہ میرے لئے یادگار اور
میرے بھائیوں کے واسطے باعث بصیرت ہو اس سے
اُمید ہے کہ کچھ شکر ادا ہو جائے اور اس رسالہ کا نام میں نے
فیوض الحرمین رکھا کافی ہے اللہ ہمکو اور اچھا
کارساز ہے ہمارا اور برائی سے بچنے اور نیکی کرنیکی قوت اُسی سے ہے
اُن مشاہدوں سے **مشاہدۂ اوّل** میں نے خواب میں ایک
جماعت کثیر اہل اللہ کی دیکھی اُنمیں سے ایک فرقہ قابل ذکر و یاد داشت کا تھا
اُنکے دلوں پر انوار اور چہروں پر تروتازگی اور خوبصورتی ظاہر ہوتی تھی
اور وہ وحدت الوجود کا عقیدہ نہیں رکھتے تھے اور دوسرا فرقہ وحدۃ
والوں کا تھا جو ایک طرح کے فکر سریان وجود میں مشغول تھے اُنکے دلوں پر
شرمندگی و خجالت اس حق امر سے کہ عالم
کے تدبیر عموماً اور نفسوں کی خصوصاً حق ہے اُن کے
چہرے سیاہ اور منہ سوکھے ہوئے تھے پس دونوں فریق
بہشتی ہیں اہل ذکر و ورد نے کہا کہ ہمکو ہمارا انوار و جمال نفع
نہیں آتا پس ہم تم سے بہت طریقہ ہدایت پر ہیں

وقال اهل وحدة الوجود اليس ان اضمحلال الموجودات
في الوجود الحق امر حق مطابق للواقع
فعلمنا سرا جهلتموه فلنا الفضل عليكم فلما
كثر التشاجر بينهم حكموني ورفعوا الى مشاجرتهم
فقمت بين هولاء وهولاء ثم قلت من العلوم
الصادقة ما يتهذب به النفس ومنها ما لا يتهذب
به النفس وذلك لان الله تعالى خلق النفوس
باستعدادات شتى ولكل نفس مشرب من العلوم
الحقة اذا استغرقت فيه تهذبت وصلحت واذا
لم تستغرق فيه لم تتهذب ولم تصلح فهذه المسئلة
وان كانت من العلوم الحقة ولكنكم جميعا ليست
هذه مشربكم وانما مشربكم التوجه الى الحقيقة
الجامعة بحسب تضرعات الملاء الاعلى اما اصحاب
الانوار فانهم وان جهلوا هذه المسئلة لكنهم لم
يخطئوا مشربهم من الحق فتهذبت نفوسهم
وصلحت وبلغت ما خلقت لاجله من الكمال
واما اصحاب وحدة الوجود فانهم وان اصابوا في
المسئلة لكنهم اخطأوا مشربهم من الحق لانهم
لما سرحوا افكارهم في مرعى السريان ضاع
من ايديهم التعظيم والمحبة والتنزيه التي عرفت
بها الملاء الاعلى ربها وورثتها من قوى الافلاك
بحكم الفطرة فامتلاء العالم بمعرفتهم وما
ورثوه منها فلم تتهذب نفوسهم ولم تبلغ
ما خلقت لاجله فانتم ايها القائلون بوحدة
الوجود وسريان الوجود في العالم نطق منكم

اور وحدۃ الوجود والون نے کہا کیا سب موجودات کی
ہستی حق کی ہستی کے آگے نابود ہونی امر حق کے مطابق
واقع نہین پس ہمین وہ راز معلوم ہوگیا جس سے تم جاہل رہے
پس ہمکو تم پر فضیلت ہے جب انمین تنازع بڑہ گیا تو انہون نے مجکو منصف
بنایا اور اپنا جھگڑا میرے سامنے پیش کیا پھر مین اُن دونون فرقون مین منصف
بنا اور کہا کہ بعض علوم صادقہ ایسے ہین جنسے نفس مہذب ہوتا ہے
اور بعضے ایسے ہین جنسے نفس تہذیب نہین پاتا اسواسطے
کہ اللہ تعالی نے نفسون مین طرح طرح کی استعدادین پیدا کی ہین
اور علوم حقہ مین سے ہر نفس کا ایک مشرب ہے جب اس مین
مستغرق ہو جائے تہذیب پاتا ہے اور سنور جاتا ہے
اور جو اسمین مستغرق نہو تو مہذب نہین ہوتا ہے اور نہ اصلاح
پاتا ہے سو یہ مسئلہ اگرچہ علوم حقہ مین سے ہے لیکن تم
دونون سبب کا یہ مشرب نہین اور تمھارا مشرب تو ضرور حقیقت جامعہ
کی طرف متوجہ ہوتا ہے موافق تضرع فرشتون کے سو نور والا
فرقہ اگرچہ اس مسئلہ سے جاہل رہا مگر اپنے مشرب حق
کو پہنچ گیا اور انکے نفس مہذب ہو گئے اور سنور گئے اور جس کمال
کیواسطے پیدا ہوئے تھے اسکو پہنچ گئے لیکن وحدۃ الوجود والے
اگرچہ مسئلہ کو پہنچ گئے پر اپنے مشرب حق کو نہ پہنچے اسلئے کہ جب انہون
نے اپنا فکر سریان وجود مین صرف کیا تعظیم و محبت و تنزیہ ہاتھ
سے جاتی رہی جس سے فرشتون نے اپنے رب کو پہچانا اور وارث
ہوئے اس کے قوا افلاک بحکم فطرۃ پس عالم انکی معرفت سے
پر ہوگیا اور جو نہ وارث ہوئے اس کے انکے نفس مہذب نہوئے
اور نہ وہ اسکو پہنچے جس کے لئے پیدا ہوئے سوائے وحدت
الوجود والے اور سریان الوجود فی العالم کے قائلو ظاہر کردیا تمھارے
اس راز کو اس جزو نے جس کے لائق یہ علم نہین

بهذا السر خير وليس من شانه هذا العلم واما الجزء
الذي مشرب به هذا العلم فانه اخبرني فيكم ممسوخ
لا يعلم بهذا السر والاجزاء الفاطنة فيكم وهي
العناصر الفلكية فاقلة لما يليق بها من الكمال
انما الخبري بهذا السر من كان ذلك الجزء فيه
غالبا فيكم بالقوة الملكية فافهموا
هذه المسئلة واذعنوا بها ثم قلت وهذا من
الاسرار التي اختصني بها احكم بما بينكم فيما
اختلفتم فيه والحمد لله رب العالمين ثم التفت

مشهد آخر

رايت بصري روحي تدليا
هو شخص واحد متصل في ذاته ساري في العالم
كله كان العالم ستارة فوقه وهو داخل فيه
وفطنت حينئذ ان هذا التدلي اذا توجه اليه
العارف بصره بصيرة روحه وفني فيه فوقع
تاثيره وارشاده وصح له التصرف في الخلق بالحق
وهذا التدلي له وجهان فواجب يحذى هذا الوجود
الخارجي وهذا كالون منطبع في الواح النفوس
يعني بالنور والوجه الثاني يحذو حذو الوجود
الذهني وهذا يتصادق مع الذات وهو الاسم
والتدلي ولاجله يقال ان النقشبندية اقرب
الطريقة الى النهاية في البداية ومن وصل الى الذات
بواسطة هذا التدلي لم يعلم الا الاختيار
والارادة وعلم نفسه مغمورا في بحر الامكان

معرفة عظيمة

ادراك الحق
المتدلي الى عباده باعظم التدليات ان

لیکن وہ جزء جسکا مشرب یہ علم ہے پس وہ تم مین گو نگا اور مسخ ہے اور وہ اس راز کو نہین جانتا اور تم مین عناصر فلکیہ جو اجزاء فاطنہ اس کمال کے ہین بالکل نہین اس سر کے لئے وہ شخص لایق ہے جسمین یہ جزء بہت غالب ہو اور اس کو تمکو نکر دین پس ظہورات گھیر لینے والے وہ ہین دونون فریق سمجھ گئے اور یقین کر لیا پھر مین نے کہا اللہ نے مجھکو خاص کیا ان اسرار سے جس مین تمھا اختلاف تھا اس مین میں نے منصفی کر دی والحمد للہ رب العالمین پھر میری آنکھ کھل گئی

مشہد آخر

مین نے اپنی روح کی آنکھ سے تدلی کو دیکھا کہ وہ ایک شخص واحد متصل فی ذاتہ تمام عالم مین سرایت کی ہوئی ہے گویا عالم اس پر پردہ اور وہ عالم مین ہے اس وقت مین نے جانا کہ وہ تدلی ہے کہ عارف جب اسکی طرف متوجہ ہو اور اپنی روح کی آنکھ سے اسکو دیکھے اور اسمین فنا ہو جائے تو اسکا ارشاد کی تاثیر قوی ہوتی ہے اور اسکا تصرف خلق مین حق طور پر صحیح ہوتا ہے اور اس تدلی کی دو جہتین ہین ایک وجود خارجی کی طرف یہ تو ایک لون منطبع ہے الواح نفوس مین اسکا نام نور ہے دوسری جہت وجود ذہنی کی طرف ہے یہ ذات کے ساتھ صادق آتی ہے سو یہ اسم اور تدلی ہے نقشبندیہ یا اسی لئے کہ ہم نے نہایت کو بدایت مین درج کیا ہے جو شخص اس تدلی تک وسیلے سے واصل بذات ہوتا ہے نہین جانتا سوا اختیار اور ارادہ کے اور اپنے تئین ڈوبا ہوا جانتا ہے ایک دریا ناپیدا کنار مین .....

معرفت عظیمہ

حق تعالی کا ادراک جو اپنے بندون کی طرف اعظم تدلیات کے ساتھ متدلی ہے اگر

كان ببصر الروح فهو من مقامات الكمل و
ان كان بعلم الروح فهو مما يشترك فيه العوام وكذا
استماع كلامه ان كان بسمع الروح فهو من مقامات
الكمل وان كان بعلم الروح فهو مما يشترك
فيه العوام **تحقيق شريف** اعلم ان
للنفس الناطقة بصرا وسمعا ولسانا غير هذه
الجوارح المحسوسة وتحقيق ذلك ان هنالك
لطيفتين احديهما القيومية الالهية المتعلقة
بالبدن الحالة فيه مع قطع النظر عن النسمة ولها
في معرفة الاشياء وجهان ان تفيض عليها صورة
مجردة من مبداء الصور وهو العلم وان تفضي
الى شيء من الاشياء ويتصل به وهذا الاتصال
اذا اعتبر بالانكشاف البصري يسمى بصرا واذا
اعتبر بالانكشاف السمعي يسمى سمعا واذا اعتبر
بانكشاف العلوم بالافادة والاستفادة يسمى
كلاما فمن هذا الوجه يرى الفرد ربه عز وجل
ومن هذا الوجه يلهم ويكلم من الله ومن ارواح
الافلاك والملاء الاعلى وارواح
من مضى من الصالحين و
ربما ينزل لون من روية
الروح ربها الى النسمة
ومن النسمة الى جارحة البصر
فيتمثل هيئة متصلة فيقول الفرد رايت ربي
بعيني وهو صادق فيما قال ومن هذا الباب
ما ادعاه ابن عباس رضي الله عنهما من رويت

روح کی آنکھ سے ہے تو یہ کاملون کا مقام ہے اور اگر روح کے
علم سے ہے تو اسمین عام بھی شریک ہین اور اسیطرح
اسکا کلام سن لینا اگر روح کے کان سے ہے تو وہ مقام
کاملونکا ہی اور جو روح کے علم سے ہی تو اسمین عام بھی داخل ہین
تحقیق شریف جاننا چاہیے کہ نفس ناطقہ کیواسطے
سوا ان جوارح محسوسہ کے کی آنکھ اور کان اور زبان ہی اسکی
تحقیق یون ہے کہ اس جگہ دو لطیفے ہین ایک تو قیومیہ الہیہ جو بدن
کے متعلق ہے اور اسمین حلول کئے ہوئے ہی روح مع قطع نظر سو
معرفت اشیاء مین اسکی دو جہتین ہین ایک تو یہ
مبدء صور سے کوئی صورت مجرد اسپر افاضہ ہو
یہ تو علم ہے دوسرے یہ کہ کسی شے کا اشیا مین سے افاضہ کرے
اور اس سے متصل ہو جائے اور یہ اتصال اگر انکشاف
بصری اعتبار کیا جائے تو اس کو بصر کہین گے
اور اگر انکشاف سمعی اعتبار کیا جائے تو اس کا نام
سمع ہے اور اگر انکشاف العلوم بالافادہ والاستفادہ
اعتبار کرینگے تو کلام ہے سو اسی جہت سے فرد اپنے پروردگار
بزرگ و برتر کو دیکھتا ہے اور اسی سے الہام کیا جاتا ہے اور اسی سے اللہ سے باتین
کرتا ہے اور ارواح افلاک اور فرشتون سے اور جو
نیک لوگ گذر گئے ہون ان کی ارواح سے باتین کر لیتا ہے
اور کبھی روح کو جو اپنے رب کو دیکھتی ہے اس سے
نسمہ پر ایک لون نازل ہوتا ہے اور نسمہ سے حس بصر پر
وہ لون ایک ہیئت متصلہ بنجاتا ہے اسوقت فرد کہنے لگتا ہے
کہ مین نے اپنی آنکھ سے اپنے خدا کو دیکھا اور سچ ہے اسکا کہنا
اور اسی قبیل سے ہی وہ جو حضرت ابن عباس رضی اللہ
عنہما سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا

النبی صلی اللہ علیہ وسلم ربہ ومن ھذا الباب
کلام موسی علیہ السلام واتصلت یوما بروح
الشمس ورأیتھا وسمعت منھا فقلت عجبا لک
ترین الناس استضاؤا منک واستفادوا منک
الغلبۃ والظھور علی اطوار شتی ثم انھم ینکرون
علیک ویزورون بک وانت لا تنتقمین منھم ولا
تغضبین علیھم قالت الیس ان تکبرھم وابتھا
جھم بانفسھم شعبۃ من ابتھاجی بنفسی فانا
فی کل ذلک لا التفت الی صورۃ التکبر وانما
التفت الی حقیقۃ الابتھاج وانما الکل ابتھاجی
بنفسی فھل یجوز لاحد ان یغضب علی کمال
نفسہ وینتقم من نفسہ ثم افضائی الی
الشمس فرأیتھا فیاضا بالطبع والجبلۃ وکذا
کل فلک ورأیت ارواح الافلاک ملتئمۃ ومتو
فقۃ فی علومھا وھممھا **زیادۃ ایضاح**
ان شئت ان تکتب حقیقۃ ھذا الوجدان
فاصغ لما القی الیک اعلم ان علم النفس الناطقۃ
اعنی بھا نورا بسیطا ھو تقلید القیومیۃ
الجسد واحد وتنزل الطبیعۃ الکلیۃ التی
ھی النقطۃ الفعالۃ فی الخارج بصورۃ
خاصۃ بمعلوم ای معلوم کان انما یکون
عندنا باتحاد المدرک والمدرک ثم دراکھا
اما ان یکون لنشأۃ کلیۃ تشمل النفس او تشمل
جسدھا کالصورۃ الانسانیۃ او الحیوانیۃ
او الارض والماء وسائر العناصر او القوۃ

اور اسی قبیل سے حضرت موسی علیہ السلام کا کلام کرنا
اور ایک روز مین روح آفتاب سے متصل ہو مینے اُسے دیکھا اور اس سے
سُنا مین نے کہا بڑا تعجب ہے کہ جو لوگ تجھسے روشنی طلب
کرتے ہین اور فائدہ اٹھاتے ہین تیرا غلبہ اور ظہور طرح طرح
سے دیکھتے ہین پھر تیرے منکر ہین اور تجھسے مقابلہ کرتے ہین
اور تو نہ کسی سے انتقام لیتا ہے نہ کسی پر غصہ ہوتا ہے
تو اُس نے کہا کیا اُن کا تکبر اور اُن کے اپنے نفسون سے
خوشی میری جان کی خوشی کا شعبہ نہین ہے مین اُن
حالتون مین صورت تکبر کیطرف کچھ التفات نہین کرتا اور میری التفات
شادمانی کی حقیقت کیطرف ہے اور یہ سب خوشیان میری نفس
کی شادمانی ہے تو پھر کیا کوئی اپنے کمال نفس پر غصہ ہوا کرتا ہے
یا انتقام اس سے لیتا ہے پھر جب یہ امر ہو چکا۔
پس مین نے اُسے دیکھا کہ وہ بالطبع اور جبلی فیاض ہے اور اسیطرح تمام
افلاک اور مینے دیکھا کہ ارواح افلاک متوافق اور ملے ہوئے ہین اپنے
علمون اور ہمتون مین **زیادہ ایضاح** اگر تو چاہے
اس وجدان کی حقیقت دریافت کرنا تو سُن جو مین
کہون جان کہ نفس ناطقہ کا علم جس سے
مراد نور بسیط ہے وہ مقید ہونا ہے
قیومیۃ کا ایک جسم واحد کے لیئے اور تنزل
طبیعت کلیہ کا کہ وہ ایک نقطہ فعالہ ہے خارج
مین کسی معلوم خاص کی صورت مین گو کوئی معلوم
ہو ہمارے نزدیک مدرک اور مدرک کا ایک ہونا ہے
پھر اس کا ادراک یا واسطے نشاء کلیہ کے ہوگا
جو نفس کو شامل ہوا یا جسم کو شامل ہوگا جیسے صورت
انسانیہ یا حیوانیہ یا زمین اور پانی اور باقی عناصر یا قوت

الشمسية والقمرية واما ان يكون لشيء خاص
قسيم لهذه النفس المدركة مثل ادراك نفس
زيد نفس عمرو فان كان الاول فصفة ادراك
النفس لتلك الحقيقة ان يتجرد الى نقطة هي بازاء
تلك الحقيقة الشاملة في النفس فتبقى بها
وتفنى عن غيرها فتنتقط هذه النقطة بنفسها
ويتجلى لها جميع احكام تلك الحقيقة تجليا ذوقيا
تحقيقيا فهذا معنى قولنا يتحد المدرك والمدرك
في هذه الصورة وان كان الامر الثاني فصفة
ادراك النفس لتلك الحقيقة القسيمة لها ان
تجتمع معها في حضرة من حضرة الطبيعة الكلية
فتغلب نفس على نفس اما من جهة الجزء الغالب
على هذه النفس والقوة المستتبعة لغيرها
من القوى او من جهة اكثر القوى على غيرها
اذا لم يكن هذه القوة منفردة وجميع تاثير النفوس
بعضها في بعض انما يكون بالغلبة والمحبة
ولهما ان تتجرد نفس الى قوة مودعة فيها
غالبة او مغلوبة وهذا في الكمل او القوة
الغالبة وهذا في غيرهم وهناك نفس اخرى
فيها تلك القوة لكن ظهور احكامها هناك اقل
واضعف من النفس الاولى فادركت المؤثرة
المؤثرة والمؤثرة المؤثرة بحاسة تلك القوة
واتصلت هذه بهذه فظهر احكام لم تكن
وربما كانت هذه القوة فيها مستتبعة للقوى
الاخرى بحيث نه ضمحلة متلاشية فيها

شمسیہ اور قمریہ اور یا اُس کا ادراک کسی ایسی خاص شے
کے لئے ہوگا جو اس نفس مدرکہ کے قسیم ہے جیسے زید کا نفس عمرو
کے نفس کو ادراک کرے پس اگر اول ہی تو ادراک نفس کی صفت کے
واسطے اُس حقیقت کی یہ ہے کہ تجرد کرے اس نقطہ کیطرف کہ وہ اس حقیقت
شاملہ فی النفس کے مقابل ہے تو باقی رہیگی اُسکے ساتھ اور فانی ہوگی
اُسکے غیر سے اُس وقت وہ نقطہ بنفسہا بیدار ہوگا اور اس حقیقت
کے سب احکام تجلی ذوقی تحقیقی طور پر روشن ہو جائینگے۔
اس صورت ہمارا یہ قول کہ مدرک اور مدرک ایک ہو جاتے ہین
پس یہ معنی مراد ہین اور اگر ہوگا امر ثانی تو ادراک کی صفت کے واسطے
اُس حقیقۃ قسیمہ لہا کی یہ ہوگی کہ اُس کے ساتھ جمع ہو کسی حضرت
مین حضرات طبیعہ کلیہ سے تو غالب ہوگا ایک نفس دوسرے
نفس پر یا اُس جزء کی جہت سے جو اُس نفس پر غالب ہے اور
اُس قوۃ پر جو دوسری قوتون سے پیروی طلب ہے یا جہت سے اکثر
قوتون کی اس شرط سے کہ یہ قوۃ منقطع نہو کیونکہ تاثیر ایک نفس کی
دوسرے مین غلبہ سے ہوتی ہے اور محبت سے اور کُنہ اُن دو
وجہون کا یہ ہے کہ نفس مین جو ایک قوت امانت ہے
غالب یا مغلوب نفس اُسکی طرف یکسو ہو جاوے سو یہ کاملون
مین ہے یا قوت غالبہ یہ غیر کاملون مین ہے اور
یہان ایک اور نفس ہے جس مین یہ قوۃ ہے لیکن اُسکے
احکام کا ظہور یہان بہت کم اور ضعیف ہوتا ہے
پہلے نفس سے۔ پس ادراک کیا مؤثر نے مؤثر کو
اور مؤثر نے مؤثر کو اُس قوۃ کے حس سے اور یہ
اُس سے ملگئے تو ظاہر ہوئے وہ احکام جو نہ تھے اور
کبھی یہ قوۃ جو اس نفس مین ہے دوسری قوتون سے
پیروی طلب ہوتی ہے ایسی کہ مضمحل اور نابود ہو جاتی ہے اُنمین

فتنعزل عن احكامها و اثارها و انما يبقى
حكم القوة الغالبة فيقال اثرت هذه النفس فى
تلك النفس و فادتها تلك الكيفية والحق انها
ما اكتسبتها من خارج بل صرفت عنان توجهها
الى جزء منها و قوة مودعة فيها حتى تلاشت احكام
سائر القوى والاجزاء فاذن عند الغلبة و
الاستتباع من هذه والمحبة والتبعية من
تلك لابد من اتحاد النفسين لا مطلقا بل
من جهة قوة وجزء ولا فى جميع المواطن بل
فى موطن من مواطن الطبيعة الكلية وهذا
معنى قولنا يتحد المدرك والمدرك فى هذه
الصورة واذا عرفت هذا فاعلم ان لهذه
النفس بالنسبة الى تلك حالات واوضاعا
احدها الاتحاد والاستغراق فيها والذهول
عن غيرها وثانيها ان ترجع كل نفس الى
ملاحظة نفيها مغمورة فى معنى الاتحاد
فتتلون بافضاء اليها مع انفكاك ما و شعور
انها ليست هى من جميع الوجوه بل وجه دون
وجه و هذه الحالة تسمى بالروية وثالثها ان
يغلب سائر الاحكام بحيث يغيب حكم هذه
القوة وتصير كالمستتر وحينئذ يظهر
لتلك الاحكام صورة ضعيفة بالنسبة الى
الاتحاد وبالنسبة الى الروية فيكون افضاء
ما من جهة الغالبة وقبول ما من جهة المغلوبية
فيقال كلمت نفس زيد نفس عمرو و سمعت

تو معزول ہوجاتی ہے احکام اور آثار سے اور فقط قوۃ غالبہ
باقی رہجاتی ہے اسوقت کہا جاتا ہے کہ اس نفس نے اُس نفس
مین اثر کیا اور اُس کیفیت کا فائدہ پہنچایا اور سچ یہ ہے کہ اُس
نفس نے کچھ خارج سے نہین حاصل کیا بلکہ اپنے ہی جزء کیطرف
توجہ کی ہے اور اپنی ہی اُس قوۃ کی طرف جو اس مین امانت ہے
اسقدر کہ سب قوتون اور اجزا کے احکام نابود ہوگئے تو اُسوقت غلبہ
اور استتباع اس طرف سے اور محبت پیروی اس طرف سے ہوئی
تو ضرور ہے دو نفسون کا اتحاد سے سو مطلق نہین بلکہ قوۃ
اور جزء کی جہت سے اور نہ کل جگہ بلکہ طبیعۃ کلیہ کے کسی جاے
مین۔ اور اسکے یہ ہی معنی ہین جو ہمنے کہا مدرک اور مدرک
ایک ہوجاتے ہین اس صورت مین اور جب تمنے یہ جان لیا
تو جان لو کہ اس نفس کے واسطے بہ نسبت اُسکے حالات اور
اوضاع ہین اوّل یہ کہ متحد ہونا اور مستغرق ہوجانا اسمین
اور اسکے سوا کو بھول جانا دوسرا یہ کہ نفس رجوع ہو طرف
ملاحظہ اُس کی فنا کے درحالیکہ مستغرق ہو معنی اتحاد مین پس
رنگا جائیگا بسبب ملجانے کے اُس سے باوجود کسیقدر جدا ہونیکے اور شعور
اس بات کے کہ وہی نہین ہوگیا کل وجہ سے بلکہ کسی وجہ سے
اس حال کو رویۃ کہتے ہین تیسرا یہ کہ غالب ہوجائین سب
احکام ایسی طرح کہ غائب ہوجائے اس قوۃ کا حکم اور
یہ قوت چھپ جائے اور اُس وقت ظاہر ہوگی
ان احکام کے واسطے صورت ضعیف بہ نسبت
اتحاد اور بہ نسبت رویۃ کے تو افضا ہوگا غالبیت
کی جہت سے اور قبول کسیقدر
مغلوبیت کی جہت سے تو کہین گے زید کے
نفس نے کلام کیا عمرو کے نفس سے اور اُس نے اس کا

هذه كلامها وراءها ان تغيب احكام تدرك
القوة غيبوبة اشد من ذلك فلا يبقى الا خيال
لطيف مكتنف باحكام اضداد تلك القوة
متميزا عنها فيقال حينئذ حصلت صورة
في الذهن او انتقشت فيه انتقاش الصورة
في المرآة ذوينا اربع حالات والكل حكم فيه من
المدبرين الثانية اللطيفة النفسية فيها حاكم
جلية من شانها الاتصال بالفعل فان قيل لها
السمع يسمى ذوقا او الى البصر يسمى بصرا او الى
الذوق يسمى ذوقا او الى اللمس يسمى لمسا ولعله
الذي يسمى حسا مشتركا ومنه يقع الاحتلام
لكل حاسة فاحتلام البصر رؤية النقطة نهبا
دايرة فالدايرة ليست في الخارج انما هو من
احتلام الحس المشترك في احتلام البصر
ان يرى الانسان شيئا مرغوبا من المذوقات
فينفصل الريق من اللسان واحتلام اللمس
ان يقرب من الانسان انسان يدغدغه فيما
يتصل من بدنه ويجد دغدغة في نفسه فما تدرك
السمع معرفة رنين النغمات والاشعار فانها
القوية لا يلتفت الى الجوارح الظاهرة بل تاتي
ببصرها وسمعها وذوقها ولمسها وان شئت
الحق فهذه الحاسة هي التي يتم بها ادراكات الحواس
الظاهرة واذا انفكت الادراكات من ادراكها
استقلت هذه الحاسة وابدت من خيال العرش
موجودات مثالية على حسبها كما يتشكل

کہ جس طرح ہماری دنیا میں قوت کے ختم ہونے سے
سے غائب ہو جاتی ہیں اسکی نسبت بیشتر کچھ ہوتی ہے ایک
خیال لطیف محفوظ اس قوت کی ضدوں میں ہوتا ہے بلا شوق
کہ ہیں کہ ذہن میں صورت حاصل ہوئی اور منقش ہو گئی
ذہن میں جیسے آئینہ میں صورت منقش ہو جاتی ہے تو چار
حال ہوئے اور ہر ایک کیلئے حکم ہے یہ نہایت خوب سوچنے
سے رائج ہے اور دوسرا لطیفہ نفسیہ ہے جس میں حاسہ
جلیہ ہے وہ فعل سے متصل ہوا کرتا ہے اسوقت اگر کان کہا جائے
کہ ہیں کان یا آنکھ کی طرف قیاس کریں آنکھ کہا جائیگا
یا ذوق کی طرف قیاس ہو تو نام اس کا ذوق ہوگا یا لمس کی طرف
تو لمس کہا جائیگا اور شاید یہ وہی ہے جو حس مشترک کہا جاتا ہے
مشترک اسکو اسلئے کہتے ہیں کہ تمام حواس کو احتلام ہوتا ہے
کہ دائرہ جیسے سودائرہ کوئی خارج میں ہوتا نہیں وہ احتلام ہے
حس مشترک کا اور زبان کا احتلام یہ کہ کسی مرغوب شے کو دیکھکر منہ
میں پانی بھر آئے یا ذوقہ رسمہ کا احتلام یہ کہ آدمی کچھ
فریب ہو یا خوشی سے کھڑا ہو اور جسم پانی سے بدن
سے الگ ہو کہ ہیں اگر ہو اور احتلام کان کا راگ
کے سننے اور شوق کے بڑھ جانے میں ہے جو ظاہر کے
حواس ہیں ان سے تو یا کہ ان کا ادراک ہوتا ہے
لذت اٹھاتا ہے اور اگر پیچھے ہو تو حس مشترک سے تمام
حواس ظاہر اور ادراک ان سے پورے ہوتے ہیں
اور یہ حاسہ اپنے میں سے جو کچھ
ہوا وہ قوت یہ حاسہ ہے جو مستقل ہوتا ہے اور
خیال عرش سے ان چیزوں کے موجودات
مثالیہ پیدا کرتے ہیں جیسے جن اور ملائکہ متشکل

مشہد آخر

من شعائر الله نور ابعلو وعظمت وكيفية
انما حقيقة النور مناسبة الشئ بالروحانيات
وهيئة راسخة فيه هي من اثر الروحانيات
فيدرك الانسان من هذه الهيئة بحاسة
روحه ادراكا انطباعيا فان يتذوق منه
ويزداد مناسبة بالنور وحانيات والناس اذا
توجهوا الى شعائر الله صاروا اخر بالفتح
انما يتفع بنية وعزيمة حديث فمن كان هذا
الفعل لله باعتقاد ان هذا من شعائر الله
وحزب تنفتح حدقة من احداق روحه فتحس
بالنور فتغلب قوة ملكية على البهيمية فحق
تمعن في هذا النور فتدرك التدلي الذي
هو اصل هذه المشاعر فيبهت ويتحير

مشہد عظیم وتحقیق شریف

التدلي الاعظم الجليل المعبر عنه بالفارسية
المراد منه تقريب افرادهم الى الله امتثل
في عالم المثال المفسر تارة بالانبياء عامة
ونبينا محمد صلى الله تعالى عليه وعليهم اجمعين
خاصة وتارة بالكتب الالهية عامة القرآن
العظيم خاصة وتارة بالصلوة وتارة بالكعبة
فعرفت هذا التدلي الواحد الذي في ذاته
بقطع النظر عن كثرة تجلياته الصادرة
الحاصلة عنه بحضرات الاسماء والصفات

ہوتے ہین **مشہد آخر** مین نے دیکھا کہ اللہ
تعالی کی ہر شعائر کا نور بلند ہوتا ہے اور مین نے دریافت
کی حقیقت اسکی بیشک حقیقت نور کی مناسبت شئے کی
روحانیات سے اور ایک ہیئت راسخہ ہے اس مین جو
روحانیات کی تاثیر سے ہے اس ہیئت سے انسان ادراک
کرلیتا ہے روح کے حاسہ سے ایک ادراک انطباعی
اس طرح سے کہ خوش ہوجاتا ہے اور مناسبت زیادہ ہوتی ہے
روحانیات سے اور شعائر اللہ کی طرف جب لوگ متوجہ
ہوتے ہین تو گروہین بنجاتے ہین ایک وہ گروہ ہے کہ اپنی
نیت اور عزیمت کے سبب نفع پائے یعنی جو کام کرے
اللہ کیلئے اس اعتقاد سے کہ یہ عبادت شعائر اللہ سے ہے
ایک وہ گروہ ہے کہ اسکی روح کی آنکھ کھل جاتی ہے پس وہ نور
سے معلوم کرتا ہے اسکی قوۃ ملکیہ غالب آجاتی ہے قوۃ بہیمیہ پر
ایک وہ گروہ ہے جو اس نور مین غور کرے اور ادراک کرے
وہ تدلی کہ جو اصل ہے شعائر اللہ کی پس وہ متحیر ہوجائے

مشہد عظیم وتحقیق شریف

حق تعالی نے
مجھ مطلع کیا اس تدلی عظیم وجلیل کی حقیقت جو نوع بشر کی طرف
متوجہ ہے مراد اس سے اللہ کا قرب آسان ہونا ہے
وہ تدلی تمثل ہے عالم مثال مین منفسر ہے
کبھی عموماً دوسرے نبی اور خصوصاً ہمارے نبی صلی اللہ
علیہ وعلیہم اجمعین سے اور کبھی منفسر ہے کتب آسمانی
سے عموماً وخصوصاً قرآن عظیم سے اور کبھی منفسر ہے
نماز اور کبھی کعبہ شریف کے ساتھ پس مین نے پہچانا
اس تدلی واحدانی کو کہ ظاہر ہے ظہورات کثیرہ مین موافق
معدات صحیحہ یعنی انسان کی دستون اور عادتون کے

ومركوزات اذهانهم التي اذا انتقلوا الى البرزخ
كانت تلك الاوضاع والعادات والعلوم
معهم لا تفارقهم فيعدون في خطيرة القدس
لانعقاد صورة مثالية بهذا التدلي الجليل
ثم ينزل في العالم الجسماني متى اراد الله ومتى ما
استعد له العالم بحسب الاوضاع العلوية
والسفلية واطلعت على حكمة الانفسار وعلى
تميز كل انفسار عن الانفسار الآخر بخاصية
لا توجد الا فيه من تلقاء معدات اعدت
لذلك فنحن نبين لك ان شاء الله هذه الحقيقة
الوحدانية وكيفية انفسارها اعلم ان الشخص
الاكبر لما تقرر في الخارج كان اول شيء منه ان
عرف ربه واخبت له فكانت في مداركه صورة
علمية لها وجهان وجه يحذو حذو ما في
الشخص الاكبر من الجسم والجسمانيات
والروح والروحانيات ووجه يحذو به حذو
الوجود الذهني ويصير نفس المعلوم وبهذا
الوجه الاخير تدلى من تدليات الحق جل
وعن وهذا نصيب الشخص الاكبر من
معرفة ربه وله مقام معلوم لا يتجاوزه وكل
من في جوفه وحيزه فانما نصيبه من
معرفة ربه تنزل ما من تنزلات هذا التدلي
في منزل مقيد فينزل هنالك بقدر المتجلي
له وفيه ويراعي في هذا التنزل احكام الجانبين
فهذه معرفة عظيمة عض عليها بنواجذك

اور جو اُن کے ذہنوں میں مقرر ہیں ایسی کہ جب [illegible] میں جائیں
تو وضعیں اور عادتیں اور علوم اُن کے ساتھ ہوں اُن سے جدا
نہوں آمادہ کریں خطیرہ قدس میں صورت مثالیہ کے منعقد ہونیکے
واسطے اس تدلی جلیل سے پھر عالم جسمانی میں آئیں جب خدا
چاہے اور مستعد ہو واسطے اُس کے عالم موافق اوضاع علویہ
اور سفلیہ کے اور حق تعالیٰ نے مجھے مطلع کیا انفسار کی حکمت پر
اور ایک کو دوسرے سے پہچاننے پر اس خصوصیت سے
جو اسی میں ہے معدات کی طرف سے جو آمادہ ہیں اسکے
لئے ہم بیان کریں گے تجھ سے انشاء اللہ تعالیٰ اس
وحدانیۃ کی حقیقت اور اُسکے انفسار کی کیفیت جان تو
کہ شخص اکبر جب مقرر ہوا خارج میں سب سے پہلے اُس نے
پہچانا اپنے رب کو اور خشوع کیا اُس سے
تو اس کے مدارک میں صورت علمیہ تھی جسکی دو جہتیں ہیں
ایک اس طرف جو شخص اکبر میں ہے جسم اور جسمانیات
اور روح اور روحانیات اور دوسری جہت
وجود ذہنی کی طرف جس سے نفس معلوم ہو جاوے اور اس
جہت اخیر سے تدلی ہے تدلیات حق تعالیٰ سے اور
یہ نصیب میں ہے شخص اکبر کے اپنے رب کی
معرفت کے سبب اور اس کے لئے
مقام معلوم ہے جس سے تجاوز نہیں اور جو کچھ اسکے
جوف اور حیز میں ہے پس صرف اس کے نصیب
میں اپنے رب کی معرفت سے تنزل ہے تنزلات
اس تدلی سے ایک منزل مقید میں پس یہاں نازل
ہوتی ہے بقدر متجلی لہ اور فیہ کی اور رعایت کیجاتی ہے اس
تنزل میں احکام جانبین کی پس یہ بڑی معرفت اسکو خوب دانت سے پکڑ

وبالجملة فلما انحاز كل فلك وعنصر بروحه
ظاهره او خفيته كان اول امر ظهر من احكامه
انه عرف ربه واحبه اليه واستمد في ذلك
استمدادا جبليا بالشخص الاكبر لانه اصله
ومبدء وجوده وتوجه الى الذات فقط كما كان
الشخص الاكبر متوجها اليها فقط ولكن اعد
الشخص الاكبر والتدلي المنعقد فيه لفيضان
صورة خاصة في مدارکه وهذه معرفة اخرى
ثم لما انحازت المثل وهي التي تدعى ارباب
الانواع تعين لكل نوع احكامه متميزة عن
احكام نوع اخر وكان ذلك في امثال وكان
منها الانسان فتميز من سائر الانواع بقسط
من المعرفة ولم يترك سدى واودع فيه
الامانة ثم ظهرت الاشخاص البشرية من
هذا المثال الانساني على طريقة القسمة الا
نحصارية كما ان صاحب الموسيقي يتفحص
عن نغمات الوتر فيجد كذا وكذا نغمة لا يزيد
ولا ينقص ثم يقول لو انا ركبنا النغمة بنغمة حصل
لنا الابعاد كذا وكذا لا يزيد ولا ينقص كما
يعطيه القسمة الحاصرة العقلية ثم يركب
الابعاد بعضها ببعض وهلم جرا حتى ينتظم
الالحان محصورة في عدد خاص فيحفظها
ويعرف لكل حكما وخاصية ووقتا فيظهر
لحنا هذا اليوم في تلك الساعة في ذلك المجلس
ولحنا آخر في يوم وساعة اخريين وهكذا

عرض جب فلک اور عنصر پھر اپنی روح ظاہر یا خفیہ کا تو اول اس سے
جو امر ظاہر ہوا یہ ہے کہ اس نے اپنے رب کو پہچانا اور اس کے ساتھ
خشوع کیا اور مدد چاہی مدد چاہنا طبعی و سرشتی شخص
اکبر سے اس لئے کہ وہ اس کی اصل اور مبدء وجود ہے
اور متوجہ ہوا طرف ذات کے فقط جس طرح شخص
اکبر متوجہ تھا طرف ذات کے فقط لیکن آمادہ کیا شخص اکبر
نے اور جو اس میں تدلی منعقد ہے واسطے فیضان
صورت کے ایک خاصہ ہے اپنے مدارک میں اور یہ معرفت دوسری
ہے پھر جب معین ہوئیں مثالیں جن کو رب النوع کہتے ہیں
تو تعین واسطے ہر نوع کے اسکے احکام جو کہ متمیز ہیں
دوسرے نوع کے احکام سے اور یہ عالم مثال میں اور ان
میں سے انسان ہے سو یہ سب نوعوں سے متمیز ہوا بسبب
حصہ پانے معرفت کے اور مہمل نہ چھوڑا گیا اور امانت رکھی
گئی پھر اشخاص بشری ظاہر ہوئی اس مثال انسانی سے
تقسیم انحصاریہ کے طور پر جیسا صاحب موسیقی ساز کے تار سے
نغمے ڈھونڈھتا ہے تو معلوم کرتا ہے کہ یہ نغمہ یوں ہے
نہ اس سے زیادہ نہ اس سے کم پھر کہتا ہے کہ ہم اگر
مرکب کریں اس نغمہ کو اس نغمہ سے تو ابعاد
حاصل ہوں گے ایسے ایسے نہ زیادہ نہ کم جیسا
کہ معلوم کیا تقسیم حاصرہ عقلیہ سے پھر بعض ابعاد
کو بعض ابعاد سے مرکب کرتا جاتا ہے اسی طرح یہاں
تک کہ لحن مقرر کر لیتا ہے محصور عدد خاص میں پھر
جان جاتا ہے پھر اسے یاد رکھتا ہے اور ہر ایک لحن
اور خاصیت اور وقت معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ
راگ آج اسوقت اور اس محل کا ہے اور دوسرا راگ اس روز اور اس وقت کا

الی غیر النہایۃ فلو ان عمرہ امتد الی الابد ما
انقضی عجائبہ وھی کلھا انفسار لما علمہ اولا
بالقسمۃ الحاصرۃ فلما ظھرت الاشخاص
البشریۃ فی عالم الجسم واختلفت استعدا
داتھم وقواھم منھم الزکی ومنھم الغبی
ومنھم صاحب النفس القدسیۃ ورجعت
الی اللہ ھممھم ونفوسھم وخلاصۃ بشریتھم
فی خطیرۃ القدس فصاروا ھنالک
کالامر الواحد یقع علیھم اسم واحد وینسبون
الی مثال واحد ھو الانسان الالھی ویتقارب
امورھم ومدارکھم تنزل ھذا التدلی
الاعظم ھنالک فصار ذلک فی عالم المثال
قدم صدق لھم ومقاما معلوما بالنسبۃ
الیھم ونصیبا لھم من ربھم فکانت النفوس
الانسانیۃ اذا تجردت عن وسخ العادات
الحیوانیۃ والھیئات الفاسقۃ الجسمانیۃ
فطفت الی ھذہ الخطیرۃ فبرق ھنالک
بارق جلال ثم یتحدر وتبقی حائرۃ کھیئۃ لا
تدری من این الی این ھل تعود حیلۃ فاقتضی
تدبیر الحق ان یتحرک الیھم ھذا التدلی وینزل
ویتشخص وینفسر حتی یتیسر اقترابھم الیہ
وانصباغھم بہ فانفسر انفسارات بحسب
المعدات فکان من تلک الانفسارات النبوۃ
وذلک ان الاشخاص لما اصطحبوا فیما بینھم
سخر الاکمل الاعقل الاوثق من کان دونہ

اسی طرح بے نہایت اگر اس کو عمر ملے تو ابد تک [illegible]
تمام نہون۔ پس اور یہ سب انفسار ہین جو پہلے
جان چکا ہے قسمت حاصرہ سے تو جب ظاہر
ہوئے اشخاص بشری عالم جسم مین اور اس کی
استعدادین اور قوتین مختلف تھین کہ بعضے ذکی
اور بعضے کند ذہن اور بعضے صاحب نفس قدسیہ [illegible]
اُن کی ہمتین اور نفوس رجوع ہوئے اللہ کی طرف
اور اُن کی خلاصہ بشریت خطیرہ قدس مین تو اس
جگہ ایک امر واحد کہ اُن پر اسم واحد کا واقع ہوتا ہے
اور نسبت کئے جائین مثال واحد کی طرف وہ انسان
الٰہی ہے اور باہم قریب ہین اُن کے امورات [illegible]
مدارک تنزل کیا تدلی اعظم نے وہان وہ عالم مثال [illegible]
اُن کے واسطے قدم صدق ہو گیا اور مقام معلوم [illegible]
اور اُنکے نصیب اُنکے رب کی طرف سے تو نفوس انسانیہ
جب پاک ہوئے عادات حیوانیہ اور ہیئت فاسقہ
جسمانیہ کی کثافت سے تو اُٹھائے گئے خطیرہ قدس کی طرف
اور ایک سخت برق جلال چمکی پھر وہ متحیر ہو گئے اور [illegible]
حیرت مین رہ گئے نہین معلوم کہ کہان تھے کہان ہین اور [illegible]
کی بھی کوئی صورت ہے یا نہین اُسوقت تدبیر حق اسبات کی
مقتضی ہوئی کہ یہ تدلی [illegible]
اور متشخص منفسر ہو جاتا ہے یہان تک اس سے قرب [illegible]
ہو جاتا ہے اس [illegible] اُسوقت منفسر [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

في السياسة المدنية فكانت
دينهم البشر وخلقهم وامرا مركوزا في اذهانهم
فلو ساسوا وجدوا ذلك في صدورهم كالاتفاقات الضرورية الاولية من غير تامل ولو
ساسوا اجروا ذلك معهم على يزدحهم ومقامهم
فصار ذلك معدا لانفسار هذا التالي بصورة
جسمانية [illegible] على سائر
الاشخاص وصعد رؤسهم من راية ونفخت في
[illegible] وظهرت
[illegible] نبوة ورسالة وانما اعني
[illegible] الرياسة
[illegible] التشخيص لا فيضان
العلوم فقط او الاتباع فقياداً منهم
[illegible] الشهيدية كما
[illegible] صلى الله عليه
[illegible] الانفسارات الصلوة وذلك
[illegible] خلق عند البشر في قبيل [illegible]
[illegible] محسوس ينضبط اسرار معنوي
[illegible] الهيكل وينصرف الاحكام من مدح
[illegible] وهو الذي يذكر ويخبر عنه
[illegible] الى الخلق وهذا طبيعة البشر و
[illegible] مركوزا ذهانهم فاصطفى الحق
خلقا من اخلاق البشر وهيئة من هيئات
[illegible] وصبغا من صبغ ارواحهم
[illegible] بالمقام المعلوم

سیاسی و تدبیر منزلی و سیاست مدنی میں تو مسخر کرلیتا
ہے وہ جاتی ہے یعنی بشر اور خلق اور ایک امر ذہن میں
جما ہوا اگر نہ رہیں تو اسکو پائیں اپنے سینوں میں مانند
رفاقت اتفاقات ضروریہ اولیہ کے بے تامل اور اگر مر جائیں
تو اُسے ساتھ لیجائیں اپنے برزخ اور معاد میں تو یہ امر ہوجاتا ہے
معد اس تدلی کی انفسار کیواسطے صورت جسمانیہ میں اور وہ
تقدم انسانی ہے سب اشخاص پر اور اس کا صادر ہونا اسکی
رسم سے اور پھونکی جاتی ہے اس صورت جسمانیہ میں روح
الٰہیہ تو ظاہر ہوتی ہیں اسکی برکتیں اور ہوجاتی ہے
نبوت و رسالت اور یہاں میری مراد نبوت سے
وہ ہے جو بوجہ ریاست اور تقدم اور مجادلت
اور تسخیر کے ہو نہ فقط فیضان علوم اگرچہ انقیاد کی
اُنمیں سے بالتبع رغبت کریں اور نہ میری مراد نبوت جامعہ
شہیدیت ہی جیسے کہ ہمارے سردار اور نبی محمد صلی اللہ علیہ
وسلم کیواسطے آئی اور ان انفسارات میں سے ایک نماز ہے
اور یہ اسلیئے کہ بشر کے ہر خلق کے واسطے فعل ہیں اور وہ
کالبد یعنی جسم ہے محسوس ہیں اسرار معنوی منضبط
ہوتے ہیں اسکی صورت کے ساتھ اور اُسکی مقام
مدح و ہجو کے منصرف ہوتے ہیں اور وہی ذکر کی
جاتی ہے اور اسی کی خبر کہی جاتی ہے اور اشارہ
کیا جاتا ہے طرف خلق کے اور یہی ہے طبیعت
اور وعا بشر اور ہی ذہنوں میں جما ہوا امر ہے پس
حق تعالیٰ چُن لیتا ہے ایک خلق اخلاق بشر سے
اور ایک ہیئت ہیئات نفوس سے اور کچھ رنگ رنگوں سے وہ صورت انصباغ کی ہے مقام معلوم کے ساتھ

فی خطیرة القدس واعنی بذلک الخلق والهیئة
الاحسان والتخشع لربه والتنظف عن هیئات
ظلمانیة فاسدة فهذا خلق موجود فی حیز
امتزاج النفس بالحیوانیة لکنه اشبه الاشیاء
بالمقام المعلوم الذی له فی عالم خطیرة القدس
فجعله کانه هو هو کما جعل البدن کانه النفس
ثم اصطفی افعالا واقوالا یکون تفسیرا لذلک
الخلق وتنطبق علیه فجعلها کانها هو وکان
من تلک الانفسارات الکتب المنزلة وذلک
لان اشخاص الانسان الهموا بکتابة الکتب
وجمیع الرسائل لینفعهم فی الازمنة المتطاولة
والاقطار المتباعدة ویبقی نص صاحب الکتاب
غضا طریا ولا یخله غلط فی الروایة بالمعنی
ولا نسیان فکثر ذلک فیهم فتحرک هذا
التدلی بصورة اخری حذو ما عندهم فصار
الرسول المحتظی بالبوارق المختطفة له من
البشریة الی خطیرة القدس خادما لارادة
الحق فانعقدت علوم الملاء الاعلی و
مجادلاتهم للبشر فی شبهاتهم الفاسقة
ارادة رحمة ربهم والهام الخیر فی صدور
هم وحیا متلوا فی مدارک الرسول فانتظم
الکتاب واول کتاب کذلک التوراة وانما
قبله صحف تشتمل علی علوم فاضت
علی قلب النبی فجمعها من شاء من الامة
وکان من تلک الانفسارات ملته وذلک

خطیرة القدس مین اور میری مراد خلق اور ہیئت
سے احسان ہے اور خشوع اپنے رب کے روبرو
اور پاکیزگی ہیات ظلمانیہ فاسدہ سے پس
یہ خلق امتزاج نفس بالحیوانیہ کے حیز مین موجود ہے
لیکن وہ بہت مشابہ ہے اس مقام معلوم
سے جو عالم خطیرة القدس مین ہے اور اس خلق کو
کردیا ہے گویا ہو ہو جیسا بدن کو کردیا ہے گویا کہ
وہ نفس ہے پھر اللہ تعالی نے ان افعال و اقوال کو
چن لیا کہ جو اس خلق کی تفسیر ہوتے ہین اور اسپر منطبق ہوتے
ہین پھر اسکو گویا کہ ہو ہو کردیا اور اسی انفسارات مین سے کتب آسمانی
ہین اور یہ اس لیے کہ اشخاص انسانی کو الہام ہوا کہ وہ
کتابین لکھین اور رسالے جمع کرین تاکہ زمانہ دراز تک
نفع دین اور دور تک نفع پہنچے اور صاحب کتاب کی نص
مضبوطی و استحکام کے ساتھ باقی رہے غلطی نہو اور روایت
بالمعنی مین غلطی اور نسیان خلل انداز نہو اور کتابت انمین پھیل گئی پھر اس تدلی نے
دوسری صورت مین حرکت کی مقابل اسکے جو اشخاص انسانی
مین تھا تو پس جو رسول بہو یاب انوار الہی ہین اور جو
بشریت سے خطیرۂ قدس کے طرف اٹھا لیے گئے ہین ارادہ
الہی کے خادم ہوگئے پس منعقد ہوئی علوم ملائکہ اور انکا
مجادلہ شبہات فاسقہ مین رحمت رب کی ارادہ سے اور
الہام خیر سے انکے سینہ مین از روے وحی متلو کے رسول
کے مدارک مین پس منتظم ہوگئے کتاب اور پہلی کتاب
اور اسی طرح توریت اور اس سے پہلے صحیفہ تھی کہ
مشتمل تھی ان علمون پر جو نبی کے قلب مین پہنچی پھر امت مین سے
جس نے چاہا جمع کرلیا اور ان انفسارات مین سے ملت ہے

ان اشخاص البشر الهموا عقد الرسوم فيما بينهم
فعقدوا رسوما منزلية ورسوما مدنية ورسوما
معاشية ومعاملية وصار ذلك من صميم
امرهم دخل في ضروريات علومهم فحمل الله
قلب النبي قابلا لانعقاد رسم يعلم من ربه فيه
روح الهي وبركة ونور وهو الشرع والملة ومن
تلك الانعقادات بيت الله وذلك ان الناس
قبل سيدنا ابراهيم توغلوا في بناء المعابد الكنائس
فبنوا بناء على اسم الشمس في وقت يغلب فيه
روحانية الشمس وكذلك القمر وسائر الكواكب
وزعموا ان من دخل بهذه البيوت اقترب
بصاحبها وانحى ذلك بالضروريات وصار التوجه
الى الامر البسيط عالم يتعين له جهة وموضع
كالامر البعيد فنزل على قلب سيدنا ابراهيم
حذو ما كان في زمنه واصطفى موضعا علمه
مناسبا لهذا الامر بان يكون عند ذلك في الافلاك
والعناصر مقتضية للبقاء وجاذبة لافئدة
الناس اليه عين لتعظيم الناس اياه طرقا وفضاء
وتدلى اليهم بايجابه عليهم وعلم ان الشرائع
تنعقد لا في العادات وهذه حكمة الله
فينظر الى ما عندهم من العادات فما كان
منها فاسدا سجل على تركه وما كان صحيحا ابقى ذلك
الوحي المتلو لا ينعقد الا في الالفاظ والكلمات
والاساليب المخزونة في ذهن الموحى اليه ولذلك
اوحى الله الى العربي باللغة العربية والى الدهقاني

اور یہ یون ہے کہ اشخاص بشر کو آپس مین رسمین منعقد کرنیکا
الہام ہوا تو منعقد ہوئین رسوم مدینہ اور رسوم معاشیہ
معاملیہ اور یہ امران کے نہایت امر ضروری مین سے ہوا
اور اُن کے ضروریات علوم مین داخل ہوا تو کیا
اللہ نے قلب نبی کو قابل انعقاد ایسی رسم
کا جس مین رضاء الٰہی اور برکت نور ہو سو وہ
شرع اور ملت ہے اور ان انعقادات مین سے
کعبہ شریف ہے اور یہ یون ہوا کہ لوگ حضرت
سیدنا ابراہیم سے قبل مشغول ہوئے عبادت
گاہون اور کنیسہ بنانے مین پس انھون نے بنا یا مکان
آفتاب کے نام پر وقت غلبہ روحانیۃ آفتاب کے اور
اور اسی طرح ماہتاب اور باقی سیارون کے نام پر
اور اُنھون نے یہ گمان کیا کہ جو شخص جس مکان مین داخل
ہوگا وہ اس ستارہ کا مقرب ہے اور یہ امر ضروریات مین شامل ہوگیا
اور توجہ ہوگئی بسیط کیطرف جس کیلئے کوئی جہت متعین نہین
مثل امر بعید پس نازل ہوا حضرت سیدنا ابراہیم کے قلب پر مقابل
مین اُسکے جو اس زمانہ مین تھا اور انھون نے ایک جگہ مقرر کی جس کو اس امر کیلئے
مناسب سمجھی کہ وہان تو آئے افلاک و عناصر بقا کے مقتضی ہون اور
جاذب ہون لوگون کے دلونکو اسکی طرف اور مقرر کئے طریقے اور
وضعین تاکہ لوگ اسکی تعظیم کرین اور تدلی کی انکی طرف کہ
اُن پر اسکی تعظیم واجب ہے یہ جان لینا چاہیے کہ شریعت عادات
مین جاری ہوتی ہے اور یہ اللہ کی حکمت سے ہے کہ اللہ تعالیٰ مقرر عادات کیطرف
دیکھتے جو بری ہوتی انکو منع فرماتے اور جو اچھی ہوتی ہین انکو ابقا کرتے
اسیطرح وحی منعقد ہوتی ہے الفاظ اور کلمون اور اسلوبون مین جو متلو اس
شخص کے ذہن مین نہین جو اسکیطرف وحی کیگئی اور اسی واسطے اللہ نے
نے عرب والون کی طرف عربی زبان مین وحی کی اور دہقانی

باللغة السريانية وكذلك الرؤيا الصادقة لا تكون
لا منعقدة في الصور والخيالات المخزونة وكذلك لا يرى
الاكمه في المنام الالوان ولا الاشكال وانما منامه
اللمس والسماع والذوق والشم والوهم والاصم الذي
ولد اصم لا يسمع في منامه صوتا وانما رؤياه البصر
واللمس وغيرهما وان شئت الحق فلا تنعقد
صورة ما بافاضة غيبية في نشاة سواء كانت هذه
الافاضة عادية او خارقة للعادة الا باحكام تلك
النشاة انما يكون مشخصاتها التي منعت الشركة
الوانا واشكالا خاصة بتلك النشاة كهذا الفرس
مشخصاته كلها داخل النشاة الفرسية فكان
الفرس يحتمل ان يكون طوله اربع ذرع وازيد
من ذلك وانقص فكان هذا اربع ذرع لا يزيد
ولا ينقص فهذا ليس الا في تلك النشاة لا غير
وكذلك مميزات النوع التي ميزت هذا النوع
من النوع الاخر كلها امور داخلة في النشاة
النجسية فاذا كل فائض بهذا الوضع بخصوصية
له لا بد معد من تلك النشاة خصصه
بذلك الوضع بقي ههنا شيء وهو ان ايجاد الصور
امره على الامكان والتقدير والتدلي والشعاير
امرها على المسلمات والمشهورات والامور
التي تطمئن اليها النفوس فلذلك كان كل تدلي
له معد من مسلماتهم اذ المراد بالتدليات ان
يطيع العباد ربهم بقلوبهم انقيادا لا يقدرون
على الزيادة عليه ثم يدئبون جوارحهم على حسب

زبان والونکی طرف سریانی زبان مین اور اسی طرح سچے خواب
منعقد ہوتے ہین ان صورتون اور خیالون مین جو ذہن
مین پوشیدہ ہین اسی واسطے کور مادرزاد خواب مین رنگ
نہین دیکھتا اور نہ شکلین اسکا خواب لمس اور سننا
اور چکھنا اور سونگھنا اور وہم ہے اور جو بہرا مادرزاد ہو وہ
خواب مین کچھ سنتا نہین اسکا خواب دیکھنا اور چھونا
وغیرہ ہے اور جو تو سچ پوچھے تو کوئی صورت عالم مین افاضہ غیبیہ
کیساتھ منعقد نہین ہوتی برابر ہے کہ یہ افادہ عادتیہ ہو
یا غیر عادتیہ مگر موافق احکام اس عالم کے ہو بیشک
وہ مشخصات جو شرکت رنگ اور اشکال کو مانع ہین
اس عالم کے ساتھ مخصوص ہین جسطرح یہ گھوڑا کہ کل
مشخصات اسکے داخل ہین عالم فرسیتہ مین گویا گھوڑا احتمال
ہے کہ طول اسکا چار ہاتھ ہو اور اس سے زیادہ اور کم پس یہ
چار ہاتھ نہ زیادہ ہونگے نہ کم تو یہ نہونگے مگر اسی عالم
مین نہ اور جائے اور اسی طرح نوع کے ممیزات جنسیہ نوع
دوسرے نوع سے ممیز ہے سب امور مین جو داخل ہین عالم
جنسیت مین پس اب اس وضع ہر فائض کیواسطے خصوصیت
کے ساتھ ایک ایسا معد اس عالم مین سے ضروری ہے جس نے
اسکو اس وضع کے ساتھ خاص کیا باقی رہی یہان ایک بات
وہ یہ ہے کہ ایجاد صورتونکا تو امر امکان اور تقدیر پر ہے اور تدلی
اور شعایر کا امر مسلمات اور مشہورات پر اور ان امور پر جنسے اطمینان
نفوس ہو اسی واسطے جو تدلی ہے اسکے واسطے معد ہین انکے مسلمات سے
کیونکہ تدلیات سے یہ مراد ہے کہ بندے اپنے رب کی بندگی دل
سے کرین اس طرح سے کہ اسکے زیادہ کرنے پر قادر ہون
پھر اپنے اعضا اس کے موافق عادی بناوین

ذلك فاذا اقتضت المقتضيات ان يكون انسان
عشرة اذرع جعل كذلك لانه ممكن وان لم يكن
مشهورا يطمئن اليه القلوب واما الشرايع
والتدليات فكلها على موافقة المشهور والمسلم
نعم هنالك بركات تميز الصدق من المين والحق
من الباطل وربما يختلج في قلبك ان كل تدلي
لابد ان يكون فيه خرق العادات فكيف يوافق
المشهور فنقول لا تقف على الامر المجمل المطوي
على غره بل محض الامر فاصل الشيء على العادة
لا يجاوزها ما كان الرسول ملكا ولا كان الكتاب
عجميا ولا كان البيت من نور ولكن يظهر عليه
بركات لا توجد في غيره فبالبركات تخرق العادة
لا بالاصل وكان كفار قريش لم يفهموا حكمة
الحق في الفرق بين هذين الامرين فكانوا يقترحون
ان يكون الرسول ملكا وقالوا ما لهذا الرسول
ياكل الطعام ويمشي في الاسواق فرد الله عليهم
مقالتهم وفضح اعتقادهم الفاسد وكذلك ما كانت
صورة غلبة الرسول ان يكون معه ملك
يشهد له او ينزل اليه من السماء كتاب وهم
يرونه بابصارهم كما صرح الحق في سورة
الفرقان وغيرها بل كانت صورة غلبة الملوك
بالمجاهدات والحروب وهذه قضية قضى بها
الوجدان ووجدنا السنة والقرآن مبنيين لها
ولفروعها لا في مسئلة واحدة بل في مسائل
كثيرة والحمد لله اولا وآخرا مشهد عظيم

پس جسوقت مقتضیات تقاضا کرین کہ انسان دس گز کا
ہو ایسا ہی کیا گیا کیونکہ یہ ممکن ہے اگرچہ مشہور نہین جو اس سے
دلونکو اطمینان آجائے لیکن شرایع اور تدلیات موافق مشہور
اور مسلم کے ہین ہان یہان ایسی برکتین ہین جو سچ کو جھوٹ سے اور
حق کو باطل سے جدا کر دیتے ہین اور بسا اوقات تیرے دلمین
یہ بات کھٹکتی ہو کہ ہر تدلی مین خرق عادت کا ہونا ضرور ہے
تو کیونکہ مشہور کے موافق ہوگا تو ہم کہتے ہین کہ امر مجمل اور
پیچیدہ پر ٹھہر نجا بلکہ کرید کر اس امر کی پس اصل
شے کی عادت پر ہے اس سے تجاوز نہین ہوتا رسول
فرشتہ نہین ہوتا اور نہ کتاب آسمانی عجمی اور نہ گھر نور کا
لیکن اسپر برکتین ایسی ظاہر ہوتی ہین کہ اسکے غیر مین
نہین پائی جاتین تو خرق عادت برکتون سے ہوتا ہے نہ اصل سے
اور کفار قریش اللہ کی حکمت ان دونون امرون کے فرق
مین نہین سمجھتے تھے تو اعتراض کرتے تھے کہ رسول فرشتہ ہو
اور کہتے تھے کہ یہ کیسا رسول ہے کہ کھانا کھاتا ہے اور بازارون مین پھرتا
ہے تو اللہ نے انکے قول کو رد کیا اور انکے اعتقاد فاسد کی رسوائی
کی اور اسی طرح رسول کے غلبہ کی صورت یہ نہین کہ فرشتہ اسکے
ساتھ ہو گواہی دیوے یا آسمان سے کتاب نازل ہو اور وہ اپنی
آنکھون سے اسے دیکھین جیسا اللہ تعالی نے سورہ فرقان وغیرہ مین
اسکی تصریح کر دی ہے بلکہ بادشاہونکے غلبہ کی صورت
جہاد اور لڑائیون سے ہے اور یہ ایسا مضمون ہے
کہ وجدان نے اسپر حکم لگایا ہے اور ہم نے قرآن و
حدیث شریف کو اس کا اور اس کے فروع کا
بیان کرنے والا پایا ہے نہ ایک مسئلہ مین بلکہ بہت
مسائل مین والحمد للہ اولا و آخرا مشہد عظیم

نفث فی روعی من قبل الملاء الاعلی اسرار عظیمۃ
حتی امتلأت نفسی وشحمتی بھا وھا ان ذکرھا لک
تفصیلا وعض علیھا بنواجذک اذا اردت
ان تحصل لک کمال الملاء الاعلی المتخاصمین فلا
سبیل الی ذلک الا الالحاح فی الدعاء مع کثرۃ الاطراح بین
یدی رب العزۃ والسؤال منہ بجھد عزیمتک وصدق
وجھتک لا سیما اذا سألت منہ ما کنت مشتاقا الی
تحصیلہ عقدا وطبعا وکان فیہ تکملتک وتکمل الناس
ورافۃ بعامۃ خلق اللہ فاذا رسخت ملکۃ الدعاء
فیک وعقلت کیف تسأل اللہ بصدق الھمۃ
الخ رحلت فی سلک الملاء الاعلی وقد اشار سیدنا
ونبینا محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم الی ذلک
حیث قال من فتح لہ باب الدعاء فتحت لہ ابواب الجنۃ
او الرحمۃ وکذا قال ومن اراد ان یحصل لہ عالی الملاء
الساقل من الملائکۃ فلا سبیل الی ذلک الا
الاعتصام بالطھارات والحلول بالمساجد القدیمۃ
التی صلی فیھا جماعات من الاولیاء واکثار الصلوۃ
وتلاوۃ کتاب اللہ وذکر اللہ باسمائہ الحسنی
او باربعین اسما منھا وھو مشھور فھذا کلہ
رکن واحد فیما یقصد والرکن الثانی کثرۃ
الاستخارات فی الامور المھمۃ بان یجعل نفسہ
سواء بالنسبۃ الی الفعل والترک ثم یسأل الحق
تبارک وتعالی ان یبین لہ ما فیہ المصلحۃ ویجلس
وقد طھر جسمہ وقلبہ مستقبل القبلۃ مستحضرا
ان اللہ تعالی ھو المطلع علی خواطر
القلوب منجذبین ومن اعطاہ اللہ تعالی شیئا من

میرے دل میں ملاء اعلی سے ایسے اسرار عظیمہ آئے کہ میرا
نفس اور روح اُن سے بھر گیا اور انکو تفصیل وار میں بیان کرتا
ہوں تو انکو خوب مضبوط ڈاڑھوں سے پکڑ مضبوط چاہیے
کہ تجکو حاصل ہو کمال ملاء اعلی کا جو متخاصمین ہیں تو اُس کا
کوئی رستہ نہیں مگر دعا اور عاجزی اللہ کے روبرو اور
اس سے سوال کمال عزیمت اور صدق ہمت کیساتھ خصوصاً
جبوقت تو اس سے سوال کرے اُس شے کا جسکے حاصل کرنیکا تو
مشتاق ہے عقل کی رو سے یا طبیعت کی رو سے اور
اسمیں تیرے واسطے اور خلقت کے لئے کمال ہو
اور عام خلقت پر مہربانی ہو جب ملکہ دعا کا تجھ میں
راسخ ہوا اور تو نے جان لیا کہ اللہ سے کیسے صدق ہمت
سے سوال کرتا ہے تو ملاء اعلی کے زمرہ میں داخل ہو گیا اور
تحقیق اشارہ فرمایا ہے نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی
طرف جہاں فرمایا ہے کہ جسکے لئے دروازہ دعا کا کھل جاتا ہے
اسکے لئے دروازہ جنت کا کھل جاتا ہے یا رحمت کا یا کوئی اور لفظ فرمایا اور جو شخص
ارادہ کرے کہ ملائکہ سافل سا ہو جائے تو اسکا کوئی طریق نہیں
مگر یہ کہ بہت پاکیزہ رہے اور پرانی مسجدوں میں جائے جن
میں بہت اولیاؤں نے نماز پڑھی ہو اور کثرت سے نماز
پڑھے اور قرآن شریف کی تلاوت اور ذکر اللہ کے اسماء
حسنی کا یا جو چالیس نام مشہور ہیں انکا ذکر اور یہ سب باتیں
اُس مقصد کی ایک رکن ہیں اور رکن دوسرا مشکل امر میں
کثرت سے استخارہ کرنا کہ نفس کو متوجہ کرے کام کے
کرنے اور نہ کرنے کی طرف پھر اللہ تبارک تعالی سے
سوال کرے کہ وہ ظاہر کرے جسمیں مصلحت ہو اور بیٹھے
باطمینان مطمئن ہو کر اور انتظار کرے کہ کس طرف دل پھرتا اور کہے یا اللہ

نور الصلوة ونور الطهارة بحيث اذا بعد
عهده عن الصلوة او تراكمت عليه الاحداث
والجنابات او امتلات حواسه من الالوان المرئية
والاصوات المسموعة حصلت له هيئة يعقلها
ويميزها ويتازى منها ويتنفر بجبلة عنها ثم
اذا توغل في الطهارات والصلوة وجمع الحواس
في الذكر حصلت له هيئة اخرى يعقلها ويميزها
ويحسن اليها وينشرح بها وكانت الحالتان معلومتين
متميزتين بمنزلة المحسوسات فهو المؤمن
بالايمان الحقيقي الذي يعبر عنه بالاحسان لا شك
في ذلك ومن عرف في ضمن الدعاء والذكر
كيفية الحضور وان لم يقدر على تجريد الحضور
من اللفظ والحرف والخيال فقد اتى بما يهمه
في باب الاحسان **مشهد آخر** رايت
في المنام الليلة العاشرة من صفر سنة اربع
واربعين والف ومائة بمكة المباركة كان الحسن
والحسين رضي الله عنهما نزلا في بيتي وبيد
الحسن رضي الله تعالى عنه قلم انكسر لسانه
فبسط الي يده ليعطيني وقال هذا قلم جدي
رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم قال حتى
يصلحه الحسين فليس ما اصلحه الحسين
كما لم يصلحه فاخذه حسين رضي الله عنه و
اصلحه ثم ناولنيه فسررت به ثم جئ برداء مخطط
فيه خط اخضر وخط ابيض فوضع بين يديهما
فرفعه حسين رضي الله عنه وقال هذا

نور نماز اور نور طہارت کا فہم اسطرح کا کہ جب وہ نماز سے
رہ جائے یا بے وضو ہو جائے یا جنابت آجائے یا اسکے
حواس بھر جائین رنگون سے جو نظر آئین اور آوازون سے
جو سنے تو اسکو ایک ایسی ہیئت حاصل ہو کہ وہ تمیز کر لیتا ہے
اور اس سے اذیت پاتا اور نفرت کرتا ہے جبلی طور پر اس سے [illegible]
جب وہ طہارت اور نماز اور اطمینان سے ذکر کرنے مین مشغول [illegible]
ہیئت حاصل ہوتی ہے تو تمیز کرتا ہے اور اسکو اچھا جانتا ہے
اور اس سے خوش ہوتا ہے اور یہ دونون حالتین جنکو سمجھتا ہے
اور جدا جدا معلوم ہو جائین جیسے بمنزلہ محسوسات کے
تو وہ مومن ہے باایمان حقیقی جس سے عبارت احسان
ہے اسمین کچھ شک نہین اور جو شخص دعا اور ذکر مین
کیفیت حضور پائے اگرچہ قادر نہو محض حضور پر بسبب
لفظ و حرف و خیال کے تو وہ تحقیق اپنے ارادہ کو پہنچا احسان کے
باب مین **مشہد آخر** مین نے خواب مین دیکھا ماہ
صفر کے دسوین تاریخ سنہ ۱۱۴۴ ایکہزار ایکسو چوالیس مکہ مبارکہ
مین کہ گویا حضرت امام حسن اور حسین رضی [illegible] میرے
گھر تشریف لائے ہین اور حضرت امام حسن کے ہاتھ
مین ایک قلم ٹوٹے نوک کا ہے [illegible] انھون
نے ہاتھ بڑھایا بڑھایا کہ مجکو عنایت کرین اور
فرمایا یہ ہمارے جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
ہے پھر فرمایا تا کہ اس کو حسین رضی اللہ عنہ سنوار دین
یہ ویسا نہین ہے جیسا امام حسین رضی اللہ عنہ نے سنوارا
تھا پھر لیلیا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اور سنوار دیا پھر [illegible]
مین بہت خوش ہوا اس سے پھر آئی ایک چادر دھاریدار کہ جسمین ایک سبز [illegible]
اور ایک سفید تھی پھر انکے روبرو رکھی گئی پھر حضرت امام حسین نے اسکو اٹھایا

رداء حمدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم النبی فوضعتہ علی راسی تعظیما و حمدت اللہ تعالیٰ ثم انتبہت

مشہد عظیم و تحقیق شریف

اعلم ان الایمان بما انزل اللہ تعالیٰ علی نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم علی ضربین ایمان الرجل علی بینۃ من ربہ و ایمان یاتی ایمانہ علی بینۃ من ربہ فمثلہ کمثل رجل شہد الامیر حین خلع علی وزیرہ خلعۃ الوزارۃ وولاہ امور المملکۃ وبعثہ الی الناس یخبرہم بذلک وکذا وازال الخفاء ببعثہ وکلفہم بذلک فکل ھذا بمرأی منہ ومسمع البصرت عیناہ حین خلع وسمعتہ اذناہ حین قلد ودعاہ قلبہ حین کلف فھذا الحاضر لم یصر بحضورہ مبعوثا الی الناس ولکن صار مکلفا علی بینۃ وہو مامور امشافہہ واما المؤمن بالغیب فمثلہ کمثل رجل اعمی اخبرہ بصیر بطلوع الشمس فاستیقن بہ حتی انہ لا یجد فی قلبہ نقیضا ولا احتمالا ضعیفا ایضا ولکن جزم قلبہ انما کنتہ ان البصیر اخبر بہ لامن وجہ وتوسط البصیر والکامل من الافراد من جمیع الایمانین فلہ ارتباط بالحق الاول لا یقبل التوسط تتمۃ من ھذا الارتباط جمیع العلوم التی انزلہا اللہ تعالیٰ علی انبیائہ فاستیقن بھا یطمئن بکان علی بینۃ من ربہ فلیس لہ بحسب ھذا الارتباط ناموس یحفظہ ویمسک بیدہ

(الفتاوی ھذہ السالۃ)

ہمارے جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہے پھر بندہ اُٹھا پھر میں نے اسکو تعظیماً اپنے سر پر رکھا اور اللہ تعالیٰ کا شکر کیا پھر میں جاگ گیا

مشہد عظیم تحقیق شریف

جان لینا چاہیے کہ ایمان لانا اُس شے پر جو اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا ہے دو قسم ہے ایک ایمان لانا آدمی کا بینہ پر اپنے رب کے اور دوسری قسم ایمان لانا غیب پر جو جس شخص کو اپنے رب پر ہے اسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی بادشاہ کسی وزیر کو خلعت وزارت کا دے اور حاکم کرے امور مملکت اور اسکو بھیجے لوگوں کو اسبات کی خبر کرے اور اسکو بھیج کر خفا کو دور کرے اور لوگوں کو مکلف کرے وہ شخص سب دیکھ رہا ہے اور سن رہا ہے اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا خلعت دیتے کو اور کانوں سے سنا جو بادشاہ نے کہا اور اسے یاد ہے جب مکلف کیا تو یہ شخص حاضر نہیں ہو جانیکا وزیر حاضر ہونے سے اور نہ مبعوث لوگوں کی طرف لیکن مکلف ہو گیا دیکھکر اور مامور ہو گیا اور جو ایمان بالغیب لایا اسکی مثال ایسی ہے جیسے ایک اندھا ہے اسکو بینا نے خبر دی کہ آفتاب طلوع ہوا اس نے یقین کر لیا ایسے کہ اسکے دل میں اسکے برعکس نہیں اور نہ کوئی احتمال ضعیف بھی لیکن اسکے دل کو یقین ہے کہ آنکھوں والے نے خبر دی ہے نہ بغیر وسیلہ آنکھوں والے کے اور کامل فرد دونوں میں وہ فرد ہے جسکو دونوں قسم کا ایمان ہے اسکو ارتباط حق سے پہلے ہی سے جسمیں توسط نہیں اس ارتباط سے پیشتر شیخ ہوتے ہیں وہ سب علوم جو اللہ نے نازل کئے اپنے نبیوں پر اُس نے اُن پر یقین کیا بلکہ اطمینان کیونکہ وہ تھا بینہ پر اپنے رب کے اس ارتباط کے موافق نہیں کوئی اس پر قرآن کہ اُس کی حفاظت کرے اور اسکو روکے دونوں ہاتھوں سے

وانما حفظ الحق له وعصمته هو الذی یمسك
بیدیه فهو یحس بهذا الحفظ ویری انه لو انقطع
لما کان مستقره الا الهاویة السفلی وهو بحسبه
محقق بالعلم الالهی ووراء ذلك لتدلی یحذو
حذو العوام کماله الایمان بالغیب والانحفاظ
بالنوامیس والجزم بواسطة الخبر والانقیاد
التام للمخبر الصادق والمحبة الصادقة له
فالایمانان متحققان للفرد ولکن عند شعشعان
انوار الایمان الاول قد یخفی الثانی وکنت ذات
لیلة اصلی التهجد فی الحجر اذ تشعشع انوار الایمان
علی بینة فغلبت وبهرت فتاملت الایمان
بالغیب فلم اجده ثم تاملته فلم اجده حتی رایتنی
اتحسر علیه واتاسف ثم بعد حین فاظهر هذا الایمان
واطمئن الخاطر فتدبر **تحقیق شریف**
الاولیاء کثیرا ما یلهمون بان الله تعالی اسقط
عنهم التکلیف وانه خیرهم فی الطاعات ان
شاؤا فعلوها وان لم یشاؤا لم یفعلوها حکی لی
سیدی الوالد رضی الله عنه عن نفسه ان الهم
بهذا وانه دعا الله تعالی ان یقیم علیه التکلیف
وما اختار الا التنمس ولم یکن من مذهبه سقوط
التکلیف عن احد من خلق الله مادام عاقلا
بالغا فرایته یری الالهام حقا ویری مذهبه حقا
ویتحیر فی التطبیق واخبرت عن سیدی العم
قدس سره ان کان یخبر عن نفسه انه الهم
بسقوط التکلیف وقیل له ان عبدت خوفا

سوائے اسکے نہین کہ اسکو اللہ کی حفاظت اور عصمت اپنے روبرو
روکے ہوئے ہے وہ معلوم کرتا ہے اس حفظ کو اور جانتا ہے کہ اگر
اس سے الگ ہوا تو پھر جہنم مین ہی ٹھکانا ہے اور
وہ موافق اسکے محقق بعلم الٰہی ہے اور سوا اسکے اُسکے
واسطے ہی تدلی مقابل عوام کے جسکا کمال ایمان بالغیب ہے
اور حفاظت کرنیوالی شریعت اور یقین بواسطہ خبر کے
اور مخبر صادق کا انقیاد پورا پورا اور اس سے محبت
صادق پس یہ دونون ایمان کی قسمین فرد کے واسطے
محقق ہین لیکن جب پہلی قسم کے ایمان کے نور چمکتے ہین
تو دوسری قسم کے ایمان کے نور چھپ جاتے ہین اور مین ایک
رات تہجد پڑھتا تھا حرم مین انوار ایمان علے بینہ کے
غالب آ گئے اور چمکے اور مین متحیر ہوا مین نے سوچا کہ ایمان
بالغیب ہے تو نپایا اسکو پھر سوچا مین نے تو اسے
نپایا یہانتک کہ معلوم ہوا مین اسپر حسرت کرتا ہون اور
افسوس پھر اسکے بعد نہ ظاہر ہوا یہ ایمان اور سر اور مجھے اطمینان
آ گیا تو اسے غور کرو **تحقیق شریف** بہت اولیاؤن کو
الہام ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمسے تکلیف شرعی معاف کی
تمھین اختیار ہے عبادت چاہے کرو چاہے نکرو حضرت قبلہ گاہی صاحب
نے اپنی حکایت بیان کی مجھسے کہ انکو بھی یہ الہام ہوا اور انھون
نے اللہ سے دعا کی کہ مجھپر شرع کی تکلیف قایم رہے اور انھون نے
سوا شرع کے نہ اختیار کیا اور انکا مذہب نہ تھا تکلیف شرعی معاف ہونیکا
کسی سے جبتک عاقل بالغ ہو کوئی مینے انھین دیکھا الہام کو بھی
حق جانتے تھے اور اپنے مذہب کو بھی حق اور اسکی تطبیق
مین متحیر تھے اور جناب عموی صاحب نے اپنا حال بیان
کیا کہ انکو الہام ہوا کہ تکلیف شرعی معاف کیگئی اور انسے کہا گیا کہ اگر

من النار وذقراجرنا ک من النار وان عبدتک
طمعا فی جنتک فاجرنا وعدنا ک ان ندخلک ایاها
وان عبدتک طلبا لرضاک فقد رضینا عنک فرضا
لا سخط بعده فقال یا ربی ما عبدتک لاشیئ دونک
وکان قدس سرہ یمیل الی ان الکل یسقط
عنهم التکلیف والله سبحانه هو الذی یقیم علیهم
الذین من عنده احیاء هم وهکذا روی عن کثیر
من اولیاء الله تعالی والسر شذ ذاک عندی ان الانسان
انما انفک عن الایمان بالغیب بهذه النواميس
الی الایمان بها علی بدیهة ووجه هذه العبادات
والنواحیس فی نفسه مثل الجوع والعطش
مما لا یقدر علی ترکه ولا معنی لتعلق التکلیف
الا ما فیه من بعید التی جبل علیها ومن کان
من نفسه وصی مشرحا ومجملا تر شح من ذالک
کله الخطاب من الحق انما مثاله هذه
الجبلة والتفصیلیة ان الله تعالی اسقط
عنهم بعد ذالک استمس
بمثل هذه الامور عندی
تیسیر وانما التعبیر هذا
هو مقام الذی هو منار
الالهام کلها حق ولکن
من لسان خاص ومنار معلوم
من لسان الحاکم علی الوقت
متبع بحسب مقام دون مقام والثانی
المطلق ومن الالهام ما یحتاج الی التعبیر

عبادت کرو تو ہمنے تمکو دوزخ سے نجات دی اور جنت کے
واسطے عبادت کرو تو ہمنے جنت کا وعدہ کر لیا تمکو داخل کرینگے
اور ہماری رضامندی کو عبادت کرو تو ہم راضی ہین کبھی غصہ نہ کرینگے
تو انھون نے عرض کیا کہ یا الٰہی مین تیری عبادت کسی شے
کے لئے نہین کرتا سوا تیرے اور وہ قدس سرہٗ مائل تھے
اس بات کیطرف کہ انلوگون سے تکلیف شرعی ساقط ہو جاتی ہے اور
اللہ سبحانہ تعالیٰ اپنے فرمان شریعت سے جسکے اختیار قائم کرینگے
اور ایسا ہی بہت سے اولیاء اللہ سے روایت کیا گیا ہے اور میرے
نزدیک اسمین یہ بھید ہے کہ انسان جب منتقل ہوتا ہے اس
نوامیس پر نادیدہ ایمان لانے سے ایسے نوامیس کیطرف جو
ایمان لانے پر اور پانے عبادات اور نوامیس کو اپنے دل
مین مثل بھوک اور پیاس کے جسکے ترک کرنے پر قادر
نہین اور کچھ معنی نہین اس سے علاقہ تکلیف کے اسلیئے کہ
تو اسکی حیلت ہے جسپر وہ پیدا ہوا برابر ہے کہ یہ سراسر پر
واضح ہو کھلا کھلا یا مجمل ہو تر شح ہوتا ہے اس سے
اسکے باطن پر خطاب اللہ تعالیٰ کا کہ مطلوب ہے کا یہ حالت جبلیہ
اور تفصیلیہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُس سے تکلیف ساقط کی اور
اُس نے بعد اُسکے تکلیف شرعیہ کو انتخاب کیا اپنے قدس سرہٗ
اور میرے نزدیک ان امور کی مثال خواب کی مثال ہے کہ تعبیر
کی حاجت ہے اور تعبیر اس الہام کی حاصل ہونا اس مقام کا ہے
جو الہام کا مطلوب ہے اور میرے نزدیک حق یہ ہے کہ الہام سب حق
ہین لیکن بعضے ان سے بیان خاص اور مطلوب معلوم سے خالص ہین
اور بعضے اُنکے حکم حاکم وقت سے ہین پہلے متبع موافق
بعضے مقام کے ہین اور دوسری قسم متبع مطلق
ہین ۔ اور بعضے الہام تعبیر کے محتاج ہین

فلا بد من من استنباط رجل تام المعرفة ومنه ما لا
يحتاج فتدبر **تحقيق شريف ومشاهد**
اخرى اعلم ان الارواح اذا فارقت اجسادها ضمحل
من القوة البهيمية شيئا وقويت الملكية واستقلت
بما حملت من الكمال وهذا الكمال على وجوه منها
نور الاعمال وذلك لان ملكية اذا اوجب الى البهيمية
ان تعمل عملا من الاعمال الصالحة فانقادت البهيمية
واجتمعت بشراسرها تحت تصرفها حصل
للملكية انشراح وللبهيمية هيئة تناسب هيئة الملكية
وهي غاية كمالها واذا تكرر ذلك مرة بعد اخرى
حصل هذا الكمال في جوهر الملكية والبهيمية
وكان خلقا لهذا النفس وديدنا وحيلة لا تنفك
عنها ابدا ومنها نور الرحمة وذلك لان الانسان
اذا عمل عملا رضي به الله تبارك وتعالى ورحمه جله
لكونه سببا لتفريج الكروب عن الناس كافة
او لكونه سببا لتمام ما اراده الحق بتدليه الى الحق
من الهداية واشاعة النور او لكون هذه النفس
معدودة في عداد التدلي بان التفتت هذه
النفس وطمحت بجهد همتها الى التدلي واندرجت
فيه فعند اجتماع هذه الوجوه الثلثة او وجود
واحد منها يشتمله الرحمة الالهية فيظهر حينئذ
للنفس انشراح ملكي وانبساط ومنها ان النفس
اذا ذكرت جلال ربها اما بالالفاظ او بالمتخيلات
كالاشغال القلبية او بالوهم المحاكي للجبروت
وهو الذي يسميها اكثر اهل الزمان باليادداشت

المشاهدة الثامن

تو ضرور ہے استنباط کرنا کامل معرفت والے شخص کا اور بعضے
الہام محتاج تعبیر کے نہیں پس غور کرو **تحقیق شریف**
ومشاہد اخری جاننا چاہیے کہ جب ارواح اپنے اجسام سے جدا
ہو جاتی ہیں تو بہت سی چیزیں قوۃ بہیمیہ کی مضمحل ہو جاتی ہیں اور ملکیہ
قوتیں قوی اور مستقل ہو جاتی ہیں بوجہ کمال حاصل کرنیکے اور یہ کمال
کئی وجہوں پر ہے انمیں سے ایک نور اعمال ہے اور یہ اسلیے کہ جب قوۃ ملکیہ
قوۃ بہیمیہ کو الہام کرتی ہے کہ کوئی نیک عمل کرے تو قوۃ بہیمیہ مطیع
ہو جاتی ہے اور بالکل اسکے تحت و تصرف میں تو ملکیہ کو خوشی حاصل
ہو جاتی ہے اور بہیمیہ کو حاصل ہوتی ہے ایک ہیئت مناسب ہیئت ملکیہ اور
یہی قوۃ بہیمیہ کا انتہا کمال ہے اور جب امر کے بعد دیگرے کئی بار ہوتا ہے تو
جوہر ملکیہ اور بہیمیہ میں یہ کمال حاصل ہوتا ہے اور اس نفس کیواسطے یہ خلق
و عادت اور طبیعت اور حیلت ہو جاتا ہے کہ ابد تک کبھی اس سے
جدا نہو اور ایک انمیں سے نور رحمت ہے یہ اسلیے کہ انسان جب عمل کرتا ہے
تو اللہ تبارک و تعالی اس سے خوش ہوتا ہے اور اس سبب سے اسپر رحمت
بھیجتا ہے اسلیے کہ انسان تمام لوگوں کی سختی دور کرتا ہے یا اسلیے کہ وہ
سبب ہوتا ہے اسکے پورا ہونیکا جو اللہ نے خلقت پر تدلی
کرنے سے چاہا ہے یعنی ہدایت اور نور کی اشاعت یا واسطے
ہونیکے اس نفس کے معدود شمار تدلی میں کہ یہ نفس التفات کرے
اور مرتفع ہو اپنی ہمت کی کوشش سے طرف تدلی کے اور
داخل ہو اس میں پس جب اسمیں یہ تینوں وجہ جمع ہوئیں
یا انمیں سے ایک اللہ کی رحمت شامل ہوتی ہے تو اس وقت
نفس کو انشراح ملکی خوش ہوتی ہے بعض انسے یہ ہے کہ جب
نفس نے اپنے رب کے جلال کو یاد کیا یا تو لفظوں سے اور یا
خیال سے جیسا کہ اشغال قلبی کا طریقہ ہے یا وہم سے جو عالم جبروت کا حال
بتانیوالا ہے اور یہ وہی ہے جسے اکثر اہل زمانہ یادداشت کہتے ہیں

حصل للنفس وخلص اليها ملكة بسيطة ولون
جبروتي وكثيرا ما يسمى ذلك نور الياد داشت ومنها
نور الاحوال وذلك لان النفس اذا كانت ممن
يتمطى لتبدل الاحوال الخوف والرجا والقلق
والشوق والانس والهيبة والتعظيم وغيرها
خلص الى جوهرها صفاء ورقة قوام فاذا انفكت
عن الجسد ولم يخففها ارادات متجددة
انطبعت فيها الوان اسماء الحق وانواره وحصلت لها
رقائق كثيرة وابتهجت بكل رقيقة فهذا
حال اكثر الارواح وبتلك الانوار تكون كمرآة ملقاة
في الشمس امتلئت نورا وضوءا او كحوض
ممتلئ ماء ضربه نور الشمس في يوم راكد الريح وقت
الهاجرة فاكتسا الماء لون الشمس اذا علمت ما قلناه
وفهمته فاعلم اني لما زرت شهداء بدر رضي الله
تعالى عنهم وقمت بحيال قبورهم سطعت
الانوار من قبورهم الينا دفعة في اول الامر
كمثل الانوار المحسوسة حتى ترددت اني ادركها
بالحس وببصر الروح ثم تاملت فيها اي انوار هي
فوجدتها انوار الرحمة ولما زرت القبر الذي
ينسب الى ابي ذر الغفاري رضي الله تعالى عنه
بصفراء والله اعلم بحقيقة الحال وجلست
حياله وتوجهت الى روحه ظهرت لي كمثل
هلال الثالثة فتاملت فيها فاذا نورها نور الاعمال
ونور الرحمة جميعا الا ان نور الرحمة اغلب واظهر
وكنت قبل ذلك بمكة المعظمة في مولد

تو حاصل ہوتا ہے نفس کو اور دوست ہو جاتا ہے اسکا ایک
ملکہ بسیط اور رنگ جبروتی اور بہت لوگ اسکو نور یادداشت
کہتے ہین اور اُن مین سے نور احوال ہے اور یہ اس لیے
کہ نفس جب ہو جاتا ہے انمین سے جو تیز رو ہین واسطے
بدلنے احوال خوف و رجا اور قلق اور شوق اور انس و ہیبت
و تعظیم وغیرہ کے دوست ہو جاتی ہے اسکی جوہر کی صفائی
اور رقت قوام پھر جب وہ روح جسم سے جدا ہوئے اور اسکو
گھیرا نہ لیا ارادون متجددہ نے تو اسمین منطبع ہو جاتے ہین رنگ اور
انوار اسماء الٰہی کے اور اسکو حاصل ہوتے ہین لطافتین کثیرہ اور
وہ خوش ہوتے ہین ہر لطافت سے پس یہ احوال اکثر ارواح کا ہے
اور اُن نورون سے روح ہو جاتی ہے مانند ایک آئینہ کے
جو دہوپ مین رکھا ہو اور چمکتا ہو روشنی آفتاب سے یا مانند
ایک حوض کے جو پانی سے لبریز ہو اور جسپر آفتاب چمکتا ہو اور ہوا
ٹھہری ہوئی ہو اور دوپہر کا وقت ہو اور وہ پانی نور آفتاب سے
منور ہو پس جب تم نے سمجھ لیا یہ جو ہمنے کہا تو جانلو کہ جب مینے
زیارت کی شہداء بدر کی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور مین اُنکے
مزارونکے گرد کھڑا ہوا تو اُنکے مزارون سے یکبارگی میری طرف نور چمکا
ایسا نور کہ جیسے ان آنکھونکے آگے ہی یہانتک کہ مین تردد مین تھا
کہ ان آنکھونسے دیکھتا ہون یا روح کی آنکھونسے پھر سوچا مینے کہ یہ کونسا
نور ہی تو معلوم کیا کہ یہ انوار رحمت ہین اور جب مینے زیارت کی اُس مزار
کی جو حضرت ابوذر غفاری کا مشہور ہی رضی اللہ عنہ اور جو وادی
صفراء مین ہے اور حقیقت حال خدا خوب جانتا ہے اور جب مین بیٹھا گرد اس
مزار کے اور متوجہ ہوا انکی روح کا تو مجھے معلوم ہوا ایک چاند تیسری شب کا
مینے سوچا تو وہ نور نور اعمال و نور رحمت دونون جمع تھے مگر نور رحمت غالب اور
بہت ظاہر تھا اور اُس سے پہلے مکہ معظمہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی یوم ولادتہ والناس
یصلون علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یذکرو
ارھاصاتہ التی ظھرت فی ولادتہ ومشاھدہ
قبل بعثتہ فرایت انوارا سطعت دفعۃ
واحدۃ لا اقول انی ادرکتھا ببصر الجسد ولا
اقول ادرکتھا ببصر الروح فقط اللہ اعلم کیف
کان الامر بین ھذا وذلک فتاملت تلک الانوار
فوجدتھا من قبل الملائکۃ الموکلین بامثال
ھذہ المشاھد وبامثال ھذہ المجالس ورائت
یخالطہ انوار الملائکۃ انوار الرحمۃ **مشاھد**
اخری بالاجمال لما دخلت المدینۃ
المنورۃ وزرت الروضۃ المقدسۃ علی صاحبھا
افضل الصلوۃ والتسلیمات رایت روحہ
صلی اللہ علیہ وسلم ظاھرۃ بارزۃ لا فی عالم
الارواح فقط بل فی المثال القریب من الحس
فادرکت ان العوام انما یذکرون حضور النبی
صلی اللہ علیہ وسلم فی الصلوات وامامتہ بالناس
فیھا وامثال ذلک من ھذہ الدقیقۃ وکذلک
الناس عامۃ لا یلھجون بشیء الا بما یترشح
علی ارواحھم من علم فیاخذون اما حقیقۃ
واما شبحہ فیخبر واحد ویتلقاہ الاخر بالقبول
لما ادرک ادراکا اجمالیا ویسمعہ ثالث فیؤ
یدہ بوجھہ آخر ورابع فیذکر شبحا مناسبا
وھلم جرا حتی یتفق امۃ من الناس علی ذلک
فلیس اتفاقھم فی مثل ذالک سدی فلا تردر

مولد مبارک مین تھا میلاد شریف کے روز اور لوگ نبی صلی
اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتے تھے اور بیان کرتے تھے وہ
معجزے جو آپکی وقت ولادت ظاہر ہوئے تھے اور وہ مشاہدے جو نبوت سے
پہلے ہوئے تھے تو مین نے دیکھا کہ یکبارگی انوار ظاہر ہوئے مین یہ
نہین کہسکتا کہ آیا ان آنکھون سے دیکھا اور نہ یہ کہہ سکتا ہون
کہ فقط روح کی آنکھون سے خدا جانے کیا امر تھا ان آنکھون سے دیکھا
یا روح کی پس مین نے تامل کیا تو معلوم ہوا کہ یہ نور اُن ملائکہ کا ہے
جو ایسی مجلسون اور مشاہد پر موکل مقرر ہین اور مین نے دیکھا
کہ انوار ملائکہ اور انوار رحمت ملے ہوئے ہین **مشاہدہ**
دوسرا بالاجمال جب مین داخل مدینہ منورہ ہوا اور
روضۂ مقدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت
کی تو آپ کی روح مبارک و مقدس کو دیکھا ظاہر اور
عیان نہ فقط عالم ارواح مین بلکہ عالم مثال مین ان آنکھون سے
قریب پس مین نے معلوم کیا کہ یہ جو لوگ کہا کرتے ہین
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز مین خود موجود ہوتے ہین
اور لوگونکو نماز پڑھاتے ہین اور اور ایسی باتین وہ یہی دقیقہ ہے
اور اسیطرح اکثر لوگ کوئی بات زبان پر نہین لاتے مگر جو انکی
ارواح پر ترشح کرے کسی علم سے تو ہوتی ہے وہ حقیقتاً
یا اسکی صورت پھر ایک اسکو بیان کرتا ہے دوسرا
قبول کر لیتا ہے اس چیز کو جسے اجمالی طور پر معلوم کیا اور
تیسرا اسے سنتا ہے اور وہ اور وجہ سے اسکی تائید کرتا ہے
اور چوتھا سنتا ہے تو ذکر کرتا ہے ایک صورت مناسب
اسی طرح اور یہان تک کہ اس امر پر لوگون کی
ایک جماعت متفق ہو جاتی ہے اور اُن کا اتفاق
ایسے امرون مین مہمل نہین پس تو حقیر نہ سمجھ

المشهورات العوام ولكن تفطن باسرارها يلهجون
ثم توجهت الى القبر الشامخ المقدس مرة بعد
اخرى فبرز صلى الله عليه وسلم في رقيقة بعد
رقيقة فتارة في صورة مجرد العظموت والهيبة
وتارة في صورة الجذب والمحبة والانس والانشراح
وتارة في صورة السريان حتى تخيل ان الفضاء ممتلئ
بروحه عليه الصلوة والسلام وهي تتموج فيه تموج
الريح العاصفة حتى ان الناظر يكاد يشغله
تموجها عن ملاحظة نفسه الى غير ذالك
من الرقائق ورأيته صلى الله عليه وسلم في اكثر
الامور يبدي لي صورته الكريمة التي كان عليها مرة
بعد مرة اني طامح الهمة الى روحانيته لا
الى جسمانيته صلى الله عليه وسلم فتفطنت ان
له خاصية من تقويم روحه بصورة جسده عليه
الصلوة والسلام وانه الذي اشار اليه بقوله ان
الانبياء لا يموتون وانهم يصلون ويحجون في قبورهم
وانهم احياء الى غير ذلك ولم اسلم عليه قط
الا وقد انبسط الي وانشراح وتبدى وظهر
وذلك لانه رحمة العالمين **مشهد آخر**
لما كان اليوم الثالث سلمت عليه صلى الله عليه
وسلم وعلى صاحبيه رضي الله عنهما ثم قلت
يا رسول الله افض علينا مما افاض الله عليك
جئناك راغبين في خيرك وانت رحمة للعالمين
فانبسط الي انبساطا عظيما حتى تخيلت كان
عطافة ردائه لفتني وغشيتني ثم غطني

المشاهدة العاشر

مشہورات عوام کو لیکن تو اسمین ان اسرار کو سمجھ جو وہ
بیان کرتے ہین پھر مین متوجہ ہوا روضہ عالیہ مقدسہ کیطرف
چند بار تو ظہور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لطافت
در لطافت مین کبھی تو فقط صورت مجرد عظموت و ہیبت مین
اور کبھی صورت جذبہ و محبت اور انس و انشراح مین اور کبھی صورت
سریان مین حتی کہ مین خیال کرتا تھا کہ تمام فضا بھری ہوئی ہے
آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کی روح مقدس سے اور روح مبارک اسمین
موجین مار رہی ہی مانند ہوائی تیز کے یہانتک کہ دیکھنے والیکو تموج اور
لطافتونکی طرف نظر کرنے سے باز رکھتا تھا اور مین نے دیکھا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اکثر امور مین اصلی صورت
مقدس مین بار بار باوجودیکہ میری کمال آرزو تھی کہ
روحانیۃ مین دیکھون نہ جسمانیۃ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کو پس مجکو دریافت ہوا کہ آپکا خاصہ ہے روح کو صورت جسم
مین کرنا صلی اللہ علیہ وسلم اور یہ وہی بات ہے جسکی طرف
آپنے اپنے اس قول سے اشارہ فرمایا ہے کہ انبیا نہین مرتے اور نماز
پڑھا کرتے ہین اپنی قبرونمین اور انبیا حج کیا کرتے ہین اپنی قبرون
مین اور وہ زندہ ہین وغیرہ وغیرہ اور جب مین نے آپ پر سلام بھیجا
تو مجھ سے خوش ہوئے اور انشراح فرمائے اور ظاہر ہوئے اور یہ اسواسطے
کہ آپ رحمت للعالمین ہین **مشہد دیگر** جب تیسرا روز ہوا
مین آپ پر سلام پڑھا اور حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق
رضی اللہ عنہما پر پھر عرض کیا کہ یا رسول اللہ عنایت ہو ہمکو کچھ
اسمین سے جو اللہ نے آپکو دیا ہے ہم آپکے عطا کے شوق مین آئے ہین اور آپ
رحمت للعالمین ہین تو آپ نے میری طرف کمال التفات کیا
یہانتک کہ مین نے خیال کیا کہ آپکی عنایت کی اس چادر نے مجکو
لپیٹ لیا اور ڈھانک لیا خوب اچھی طرح چھپا لیا

عظة وتبدى لى واظهر لى الاسرار وعرفنى
بنفسه وامدنى امدادا عظيما اجماليا وعرفنى
كيف استمد به فى حوائجى وكيف يرد هو الى
من يصلى عليه وكيف ينبسط الى من اطرى
فى مدحه او الح عليه فرايته عليه الصلوة و
التسليمات قد صار من جوهر روحه وديدن
نفسه وجبلته وفطرته مظهرية المتدلى العظيم
المنبسط على وجهه البشر حتى يكاد الظاهر
يتميز من المظهر وهذه التدلى العظيم هى
التى تدعى عند الصوفية بالحقيقة المحمدية
وهى التى يصفونها بانها قطب الاقطاب
ونبئ الانبياء وكنهها بروز هذا التجلى فى البرزة
البشرية فلما انعقدت حقيقته فى المثال
متوجهة الى الخلق سميت حقيقة محمدية وقطبا
ونبيا وهى تتحد مع كل من بعث الى الخلق ثم اذا تم
امر البعثة وتوجهه المبعوث الى رحمة ربه وادبر على
الخلق انفكت عنه واما سيدنا رسول الله صلى الله
عليه وسلم فلما كان مندرجا فى اصل بعثته ان يكون
شهيدا يوم القيمة شفيعا يومئذ تمهيدا من الله
للعصاة من خلقه ولطفا منه بالنسبة اليهم
ليخرج منه عليه الصلوة والسلام همة عظيمة
تقتضى شمول الرحمة اياهم وخلوص ملكيتهم
عن بهيميتهم فيكون معك الرحمة الله وجوده
بالنسبة الى اولئك الاقوام وذلك كخلقه قوى
التناسل ليبقى النوع وكذلك خلق فى كل نوع

اور ظاہر کئے مجھپر اسرار اور پہچنوائے مجھے خود اور ایک بڑی اجمالی
میری امداد فرمائی اور بتایا مجھکو کہ کس طرح آپ سے اپنی حاجتون
مین مدد چاہون اور کس طرح آپ جواب دیتے ہین جب آپ پر
کوئی درود پڑھے اور کیسے خوش ہوتے ہین جو آپکی مدح مین
کوشش کرے یا آپ سے الحاح کرے پس دیکھا مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کو کہ آپ اپنی جوہر روح اور عادت نفس و جبلت و فطرت کے باعث
تدلی عظیم کے مظہر ہو گئے اور وہ جو منبسط ہے بشر کے اوپر
جسمین ظاہر اور مظہر کی تمیز نہین ہوتی اور یہی وہ تدلی عظیم
ہے جسکو صوفیہ حقیقت محمدیہ کہتے ہین اور اسی تدلی سے مراد
ہوتی ہے جو صوفیہ کہتے ہین کہ قطب الاقطاب اور نبی الانبیاء ہے اور کنہ
اسکا ہے ظہور اس تجلی کا صورت بشریت مین پس جب منعقد
ہوتی ہے کوئی حقیقت مثال مین متوجہ خلقت
کی طرف اسکا نام حقیقت محمدیہ رکھا جاتا ہے اور قطب
اور نبی اور وہ اس سے متحد ہوتی ہے جو بھیجا جائے خلقت
کی طرف پھر جب وہ امر ہو چکتا ہے اور وہ مبعوث متوجہ ہوتا ہے
رحمت رب کی طرف اور خلقت کی طرف پیٹھ کرتا ہی تو تدلی جدا
ہو جاتی ہے اس سے مگر ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
اصل بعثت مین یہ بات مندرج تھی کہ آپ قیامت کے دن شہید ہون
اور شفیع ہون اس روز اور عذر خواہ گنہگارونکے اللہ کے لطف سے
اور ظاہر ہوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ ہمت عظیم کہ
شمول رحمت کے مقتضی ہے انپر اور انکی ملکیت بہیمیہ سے خالص
کرنیکو کہ آپکا وجود ان لوگونپر رحمت الٰہی نازل ہونیکا باعث ہو
اور یہ ایسا ہے جیسے قوتین تناسل کے بقائے
نوع کے واسطے اور اسی طرح پیدا
کی گئی ہے ہر نوع مین۔

ما یفیدہ عندہ ینوبہ النوائب لم یزل صلی اللہ علیہ
وسلم ولا یزال متوجہا الی الخلق مقبلا الیہم بوجہہ
فذلک کان احق الانبیاء بحلول ہذہ الحقیقۃ
المثالیۃ فیہ واتحادہا معہ بحیث لا یتمیز الظاہر
من المظہر فکانہ عینہا لا یطرء علیہ الانفکاک
وہذا احد معانی ہذا البیت المشہور ؎

افلت شموس الاولین وشمسنا
ابدا علی افق العلی لا تغرب

فاتحادہ بہذہ الحقیقۃ ابصرہ بصر روحی ولمیۃ
الاتحاد تفطنت بہا ورأیتہ صلی اللہ علیہ وسلم
مستقرا علی تلک الحالۃ الواحدۃ دایما لا یزعجہ
فی نفسہ ارادۃ متجددۃ ولا شیء من الدواعی
نعم لما کان وجہہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الخلق
کان قریبا جدا من ان یرتفع انسان الیہ بجہد ہمتہ
فیغیثہ فی نائبتہ او یفیض علیہ من برکاتہ
حتی یتخیل انہ ذو ارادات متجددۃ کمثل الذی یہمہ
اغاثۃ الملہوفین المحتاجین وتامنتہ علیہ الصلوۃ
والسلام الی ای مذہب من مذاہب الفقہ
بمیل لا تتبعہ واتمسک بہ فاذا المذاہب کلہا عندہ
علی السواء لیس علم الفروع فی حالۃ وہذہ من دیدن
روحہ الکریمۃ انما الداخل فی جوہر روحہ اصل علم
الفروع وہو عنایۃ الحق بنفوس البشر من جہۃ
اعمالہم واخلاقہم واصلاحہا وہذا اصل لہ
فروع واشباح تختلف باختلاف الزمان فالداخل
فی جوہر الروح ہذا الاصل فلذلک کان نسبۃ

وہ چیز جو اسے مفید ہو بروقت پیش آنے حادثہ کے ہمیشہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم متوجہ ہین خلقت کی طرف اور
منہ کئے ہوے ہین انکی طرف اسی واسطے سب نبیون سے حقدار
زیادہ ہین بوجہ پائے جانے اس حقیقت مثالیہ کے
آپ مین اور متحد ہونا اسکا آپکے ساتھ اس حیثیت سے
کہ ظاہر اور مظہر مین تمیز نہین گویا کہ وہ بعینہ وہ ہے
حقیقت مین جدا ہی نہین اور یہ بھی ایک معنی ہین اس
بیت مشہور کے ؎ پہلونکے آفتاب چھپ گئے اور ہمارا آفتاب
ہمیشہ بلندی آسمان پر تابان رہیگا اس حقیقت سے
آپکے متحد ہونے کو مین نے اپنی روح کی آنکھ سے دیکھا
اور اتحاد کا سبب مین نے اس سے معلوم کیا اور دیکھا
مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قائم ہمیشہ اسی
حالت واحدہ پر کہ وہان سے آپکو نہ تو کوئی ارادہ متجددہ ہٹا
سکتا ہے اور نہ کوئی داعیہ ہان جسوقت آپ متوجہ ہوتے ہین
خلق کی طرف تو نہایت قریب ہوتے ہین کہ انسان اپنی
کوشش ہمت سے عرض کرے اور آپ فریادرسی کرین اسکی
مصیبت مین یا اسپر ایسی برکتین افاضہ فرمائین کہ وہ خیال کرے
کہ آپ صاحب ارادات متجددہ ہین جیسے کوئی شخص مظلومون محتاجونکی
فریادرسی مین مصروف ہو اور مین نے غور کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مذاہب
فقہ مین سے کس مذہب کیطرف مائل ہین کہ مین بھی وہی مذہب اختیار کرون
تو معلوم ہوا کہ سب مذہب آپکے نزدیک برابر ہین اسحالت مین علم فروع آپکی روح
مبارک کے عادت مین سے بھی نہین آپکی جوہر روح مین علم فروع کی اصل داخل ہے
اور وہ عنایت حق ہی نفوس بشر پر انکے اعمال و اخلاق اور انکی اصلاح
کی جہت سے اور یہ اصل جو اور اسکی فرع اور صورتین مختلف ہوتی ہین اختلاف زمانہ
کے لحاظ سے پس داخل جوہر روح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین یہ اصل ہے اسیواسطے آپکے نزدیک

المذاهب على السواء لا يتميز عنده مذهب من
مذهب لان كل مذهب يحيط بما يجب من
امهات الفقه في الدين المحمدي وان اختلف قولان
احدا لم يقتف واحدا من المذاهب لم يكن راضيا
الله عليه وسلم سخطا بالنسبة اليه الا بالعرض
وهو ان تتفق اختلاف في ملة وتقاتل بين الناس
وتفسد ذات البين وهذا اشد ما يسخط عليه
وكذلك رايت الطرق كلها عند على السواء افضل
المذاهب ويجب التنبيه بعد ذلك على نكتة
وهي انه رب رجل يكون عند ان النبي صلى الله
عليه وسلم يختار المذهب الفلاني وانه الحق المطلوب
ثم يقصر فيه فينعقد في قلبه اعتقادا تقصر
في حب الله ورسوله فيأتي رسول الله صلى الله
عليه وسلم ويقف عند قلبه فيحد بينه وبين النبي
صلى الله عليه وسلم بابا مسدودا لا ينفتح فيقول
هذه معاتبة منه عليه الصلوة والسلام على
تقصيره والتحقيق انه اتاه بصدره ممتلئ مخالفة
وانكبابا فانسد باب الفيض من جهة سوء
القابلية وقد يزعم الانسان ان الخروج عن المذاهب
المدونة خروج عن ربقة التقليد المشروع والا
تقليد لحكم الله وان ليس هناك طريقة مضبوطة
غيرها فيكون الخروج عنها عندهم ارتدادا او ملا
زما للخروج عن ربقة الانقياد فيقطن بان النبي
صلى الله عليه وسلم معاتب عليه وامثال هذه
الشبهات كثيرا ما يقع للطالب ويجب التنبيه

سب مذہب برابر ہیں ایک سے دوسرا جدا نہیں معلوم ہوتا اسلئے
کہ ہر مذہب محیط وحاوی ہوتا ہے ان امہات واصول فقہ پر جو دین
محمدی میں واجب ضروری ہیں اگرچہ مختلف ہو پس اگر کوئی متبع
ایک مذہب کا ہو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسکی نسبت ناراض
نہیں مگر اس صورت میں جبکہ دین میں اختلاف اور تفرقہ ہو کہ جنگ
جدال اور باہمی فساد کا موجب ہو اور یہ امر آپکے غصہ کا موجب ہے
اور اسی طرح میں نے دیکھا کہ تمام طرق صوفیہ مثل مذاہب کے آپکے نزدیک
برابر ہیں اور اسکے بعد ایک نکتہ سے آگاہ کرنا ضروری ہے اور وہ یہ ہے
کہ بعض آدمیوں کے یہ ذہن میں ہوتا ہے کہ فلاں مذہب سوا اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند ہے اور وہی مذہب حق اور مطلوب
ہے پھر قصور ہو جاتا ہے تو اسکے دل میں یہ اعتقاد جم جاتا ہے
کہ میں نے قصور کیا اللہ اور رسول کا پھر حاضر ہوتا ہے حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں اور دیکھتا ہے اپنے اور
اور رسول اللہ علیہ وسلم میں دروازہ بند ایسا کہ نہیں کھلتا تو
کہتا ہے کہ یہ عتاب ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا میری تقصیر سے
اور تحقیق یوں ہے کہ وہ آپکے پاس اسطرح حاضر ہوا ہے کہ سینہ مخالفت
اور کاوٹ سے بھرا ہوا ہے پس فیض کا دروازہ قابلیت نہ ہونے سے بند
ہو گیا اور کبھی گمان کرتا ہے انسان یہ کہ مذاہب مقررہ کو چھوڑنا
شرع کی پیروی اللہ کے حکم کی تابعداری کا چھوڑنا ہے اور
تقلید کے سوا کوئی طریقہ مضبوط نہیں پس اس سے
نکلنا اس کے نزدیک انقیاد شرع سے نکلنے کے برابر ہے
اس سبب سے وہ جانتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا
اسپر عتاب ہے اور اسیطرح کے بہت سے شبہات ہیں جو طالب
کو پیش آتے ہیں اور اس بات سے آگاہ کرنا بھی
ضروری ہے ۔ ۔ ۔

ایضا علی ان ناسا یدخلون المدینة المنورة
فیرون اهلها علی اعمال غیر مرضیة عندهم او فی
نفس الامر فیبغضونهم ویضمرون حقدا ثم
یدخلون الروضة المقدسة ویواجهون فاذا جاء
وقت الصفاء والخلوص ترشح من الحقد مرارة فانکدر
حالهم فایاک ثم ایاک ان یصدک من هذا النور
الاتم علیه الصلوة والسلام امثال هذه الامور
ورایته علیه الصلوة والسلام لابسا لباس العظموت
والتشبه بالجبروت وله رقائق کثیرة بحسب
تعدد کمالاته وتوجهه الناس الیه باستعداداتهم
وامدنی علیه الصلوة والسلام فی ذلک المجالس امدادا
اجمالیا تفصیله المجددیة والوصایة والقطبیة
الارشادیة واعطانی قبولا وجعلنی اماما وصوب
طریقتی ومذهبی اصلا وفرعا لا لجمیع الناس
بل الناس مخصوصین فطرتهم فطرة التحقیق
بشرط ان لا یکون سببا للاختلاف والتقاتل فهذه
النکتة یجب ان ینبه بها کل من اخذ مذهبنا
اصلا وفرعا وطریقتنا سلوکا ثم اردت ان اساله
عن مسائل مبادی الوجود ومراتب الجود والفناء
والبقاء فاذا هو علیه الصلوة والسلام متوجه
بالکلیة الی التدلی المذکور فکلما اردت ان
اساله منعنی استغراقی فی کیفیة حاله عن سواله
وعلمنی ان اجلس بین یدیه فاسال ربی بلسانی
الذی حذو الملاء الاعلی ثم اتلفع بنوره
جدا ثم اسال ثم اتلفع ثم اسال وهلم جرا فعند

کہ جب لوگ مدینہ منورہ مین داخل ہوتے ہین اور
وہان کے لوگون کے اعمال اپنے نزدیک برے دیکھتے ہین
یا وہ اعمال نفس الامر مین برے ہوتے ہین تو انسے بغض و کینہ
رکھتے ہین پھر جب روضۂ مقدسہ مین حاضر ہوتے ہین اور ادھر
متوجہ ہوتے ہین اور صفائی کا وقت آتا ہے اور خلوص کا تو
اس کینہ سے تلخی ٹپکتی ہے اور انکا حال مکدر ہوجاتا ہے خبردار
خبردار اس سے بچنا کہ اس نور اتم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے
امر روکتے ہین اور مین نے دیکھا آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کو
عظموت کا اور تشبہ بالجبروت کا لباس پہنے ہوے اور آپکی
بہت لطافتین ہین موافق شمار آپکے کمالات کے اور لوگونکا آپکیطرف
متوجہ ہونیکے اپنی استعدادون کے موافق اور آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم نے اس مجلس مین میری اجمالی امداد فرمائی کہ تفصیل اسکی
مجددیت اور وصایت اور قطب ارشادیت ہے اور مجکو
قبولیت عطا ہوئی اور کیا مجکو امام اور اچھا فرمایا میرے طریقہ
اور مذہب کو اصلا و فرعا لیکن سب کیواسطے نہین بلکہ واسطے
خاص خاص لوگونکی جنکی فطرت مین تحقیق ہے اس شرط پر کہ وہ سبب
اختلاف اور زد و کشت کا نہو پس اس نکتہ سے واجب ہے آگاہ ہونا
اسے جو ہمارا مذہب اصلا و فرعا اختیار کرے اور ہمارے طریقہ سلوک پر چلے
پھر مین نے چاہا کہ دریافت کرون آپسے مسائل مبادی وجود اور
مراتب جود اور فنا اور بقا تو مین نے دیکھا کہ آپ بالکل متوجہ ہین اس
تدلی مذکور کیطرف پس جب مین چاہتا تھا کچھ پوچھون تو میرا استغراق
آپکی کیفیت حال کے دریافت مین مجکو روک دیتا تھا اور مجکو سکھایا آپنے کہ
آپکے روبرو بیٹھون اور اپنے رب سے سوال کرون اپنی اس زبان سے جو ملاء اعلی
کیطرف ہے پھر مجکو نور نے لپیٹ لیا پھر سوال کیا پھر
لپیٹ لیا پھر سوال کیا غرض اسی طرح پھر اس وقت

ذلك يختلط سوالي وهمته العليا فيصيب السهم
المرعى ورأيته مستقرا على حالة واحدة من حفظ
صورته الكريمة وكونه عيبة وكرشا وقاية ودعاء
للتدلي المذكور متوجها الى الخلق لابسا لباس عظموت
وفيه من القبول والجذب والالفة ما لا يحصى ولا
يدرك انتهاءه فاذا توجه اليه انسان بجهد همته
ولا اريد الانسان العالي اللهم فقط بل كل ذي كبد
يشتاق الى شيء ويتوجه اليه بقصده وشوقه فانه
يتدلى اليه وهذا رد السلام واجابة الصلوات
يعني يحصل بسبب صنع هذا الانسان حالة
شبيهة بالقصد المتجدد وانا اعلمك سرا عظيما
وهو ان الحكمة في جعل هذه النسمة المباركة دعاء
للتدلي ان يتقرب الحق جدا الى اهل الارض والى
سفلتهم ايضا وكان هذا الجود لا يتم الا بتوسط
النسمة ورأيته عليه الصلوة والسلام ينشرح
انشراحا عظيما لمن صلى عليه ومدحه ورأيته صلى
الله عليه وسلم بارزا مفيضا فيض الصحبة
كمثل المشائخ الصوفية في مجالس الافاضة وانا
بين يديه وكل ما علمناك مشهد واحد من مشاهده
وتفطن اخي محمد عاشق بسر عجيب لا اشك
انه من افاضة الحق ان الحج كمال تام من كمالات
ولذلك يظهر في قلوب الحجاج ابتهاج بانفسهم
وتبجح وسر المسئلة ان الوصول الى الله تبارك
وتعالى هو الكمال ولما تدلى الحق الى الخلق بنصب
الكعبة شعارا من شعائره كان الوصول اليها

مختلط ہوگیا میرا سوال اور آپکی ہمت بلند پھر تیر نشانہ پر پہنچگیا
اور دیکھا مینے آپ کی صورت کریمہ کو محفوظ حالت واحدہ پر اور یہ کہ
آپ محل راز اور کثیر الامت اور نگاہبان اور ظرف تدلی مذکور کے
ہین جس حال مین کہ لباس عظموت پہنے ہوئے لوگونکی طرف متوجہ
ہین اور اسمین قبول اور جذب اور الفت بیشمار ہے کہ اسکی
انتہا نہین دریافت ہوسکتی پس جسوقت متوجہ ہو آپکی
طرف کوئی انسان اپنی کوشش ہمت سے اور میری مراد
فقط انسان عالی ہمت سے نہین بلکہ جو اولوالعزم کسی
شے کا مشتاق اور آپکی طرف متوجہ ہو اس شے کے قصد
اور شوق سے تو آپ تدلی کرتے ہین اسکی طرف اور یہی رد
سلام اور اجابت درود ہے یعنی حاصل ہوتی ہے بسبب اس توجہ
کے انسان کو ایک حالت کہ شبیہ ہے قصد متجدد کے
اور مین بتاؤن تجکو ایک سر عظیم اور وہ یہ ہے کہ اس نسمہ
مبارکہ کو تدلی کے طرف بنانے مین یہ حکمت ہے کہ اللہ کا بہت
قرب ہو اہل زمین سے اور جو ان سے نیچے ہین اور یہ بھی ہے
کہ یہ جود تمام نہوتا تھا مگر اسی نسمہ کے توسط سے اور دیکھا
مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت خوش ہوتے
اس شخص سے جو آپ پر درود پڑھے اور آپکی مدح کرے اور
مین نے دیکھا آپکو ظاہر فیض صحبت پہنچانیوالا مانند مشائخ
صوفیہ کے مجلس افاضت مین اور مین آپکے حضور مین ہون
اور یہ سب جو مینے بتایا ایک مشہد ہے مشہدون مین سے اور بھائی محمد عاشق
کو خوب معلوم ہوا ایک سر عجیب مین یقین کرتا ہون کہ وہ حق کی طرف سے
ہے یہ کہ حج ایک پورا کمال ہے اور کمالون مین سے اور اسیواسطے حاجیونکے دلمین
بہت خوشی ہوتی ہے اور اس مسئلہ کا سر یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالی ایک کا
وصول ہے تو کمال ہے جب تدلی کی اللہ نے خلقت کیطرف کعبہ شریف کے
قائم کرنے سے اور اسکو شعائر اللہ سے ایک شعار بنایا تو کعبہ شریف کیطرف وصول اللہ ہی کیطرف وصول ہوا۔

هو الوصول الی الحق بحسب المسافة فالوصول
الی الله علی وجوه والوصول بالمسافة ینتهی بالحج
والله اعلم **مشهد آخر** سألت النبی صلی الله
علیه وسلم عن معنی قوله کنت نبیاً و آدم بین
بین الماء والطین وما کان هذا السوال بلسان
المقال ولا الخطر بالبال بل ملأت روحی شوقاً
وتروحاً الی هذا السر ثم الصقتها بجناب بلسانه
اقدس فلمسلأت منه بصورة مثالیة فاراني صورته
الکریمة المثالیة قبل ان یوجد فی عالم الاجسام
ثم اراني کیفیة انتقاله الی هذا العالم من عالم
المثال واراني اشباح الانبیاء المبعوثین وکیف
افیض علیهم النبوة من حضرة التدبیر هذا و
افیض علیه فی عالم المثال من تلك الحضرة واراني
اشباح الاولیاء کیف یفاض علیهم العلوم
والمعارف بعد ان فوض الی الامر واستبان ووعیت
عنه ما افاض علیه من صورته المثالیة وفطنت
بما اراد فی تلك الافاضة فهاانا افیض لك ما فطنت
اعلم ان الله تبارك وتعالی تدلی باعطیاته وتجلی الی
الخلق بید هذه ون والیه یلجاؤن وهذا التدلی
فی کل برهة من الزمان شأن فیبرز الی الخلق
برزة بعد برزة وکلما برز برزة ظهر فی العالم
عنوان لتلك البرزة وهو الرسول المبعوث الی الخلق
بالامر والنهی والملکیفیة والرسول الذی یاتی بعنوان
تلك البرزة حقیقة فاذا برز برزة ظهر فی الناس
وعلوم ومعارف تناسب تلك البرزة وان لم یعلم

بحسب مسافت اور وصول الی اللہ کے بہت سے طریقے ہیں
لیکن وصول بالمسافت حج سے منتہی ہوتا ہے واللہ اعلم
مشہد آخر میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے اس حدیث شریف کے معنی دریافت کئے جو آپ نے فرمایا
ہے کہ ابھی آدم علیہ السلام آب و گل تھے کہ میں نبی
تھا اور میرا یہ سوال زبان مقال سے نہ تھا اور نہ دل کے
خطرات سے بلکہ اس سر کے شوق و آرزو سے میری روح بھری
ہوئی تھی پھر میں ملا انجناب سے جہاں تک میں قدرت رکھتا
تھا اور آپکی صورت مثالیہ کے قریب پس آپنے دکھائی
اپنی وہ صورت مبارک مثالی جو پہلے عالم اجسام کی پیدائش سے
تھی پھر دکھائی مجھکو کیفیت اس عالم میں آنیکی عالم مثال
سے اور دکھائیں مجھکو صورتیں انبیاء مبعوثین کی اور یہ کہ
کس طرح ان پر افاضہ ہوتا ہے نبوۃ حضرت تدبیر سے مقابل اسکے
جملے آپکو عالم مثال میں اس حضرت سے اور دکھائیں مجھکو صورتیں
اولیاء کی اور یہ کہ کس طرح انکو ملے علم اور معرفت بعد اسکے تو مجھکو
حال معلوم ہو گیا اور ظاہر ہو گیا اور میں نے جان لیا جو آپنے اس افاضہ میں چاہا
میں آپکو بیان کرتا ہوں تم سے جو میں سمجھا جانا چاہیئے کہ اللہ تبارک و
تعالیٰ کی تدلی عظیم خلق کیطرف متوجہ ہے اسی سے سب ہدایت پاتے
ہیں اور اسی کی التجا کرتے ہیں اور اس تدلی کی ہر ایک دم زمانہ میں
شان ہے کہ خلقت کیطرف یکے بعد دیگرے ظہور کرتی ہے اور جب ظاہر
ہوتا ہے کوئی ظہور تو عالم میں اس ظہور کا ایک عنوان ہوتا ہے اور اس سے
مراد رسول ہے جو بھیجا جاتا ہے خلقت کیطرف اللہ کے امر و نہی اور
شریعت کے ساتھ پس رسول اور وہ جو احکام اس عنوان میں اور وہ
ظہور حقیقت جب کوئی ظہور ہوتا ہے تو لوگوں میں علوم و معارف اس

نوٹ: یہ مسئلہ کہ نبوت آدم سے پہلے تھی اگر صحیح ہے تو اس کی توجیہ یہ ہے کہ

انها فائضة منها وانها تناسبها والذين ظهر
عليهم هذه العلوم والمعارف ان كانوا ممن
اعتنوا بالاستنباط من كلام الرسول فهم الا
حبار والرهبان وان كانوا ممن لا يعتنون بذلك
وانما همتهم اخذ العلم من الله تبارك وتعالى
فهم الحكماء المحدثون اهل الحكمة والربانية
فالقومان جميعا آخذان من تلك البرزة علموا
او لم يعلموا وهذه هي المنة العظمى لاخبار الرسول
فانه لا يسمعه الا قوم دون قوم فلما اراد الله تعالى
ان يخلق آدم عليه السلام ليكون ابا لنوع البشر
فارادة خلقه انما هي ارادة خلق البشر جميعا
تحركت الارواح البشرية الى المثال المناسب
بالاجسام فهيكل نبينا صلى الله عليه وسلم
اي هيكله المثالي امكن من نفسه لانطباق
هذا التدلي بحسب برزة من البرزات فانطبق
عليه شبيها من انطباق الكلي على الجزئي وذلك
لسابق عناية الله به والناس ليوجد لهم غياث
يعد لفيضان رحمة الله يوم الحشر ولعقد تشريع
عليهم وذب دوي فاسدة عنهم اذا احتاجوا
الى ذلك اشد حاجة فهذا معنى كونه صلى الله
عليه وسلم نبيا قبل تسوية آدم عليه السلام
ثم لما وجدت اشخاص البشر واختلف طرائقهم
فمن مفرط من مفرط اقتضى التدبير الالهي
ان يسوي امرهم فانطبق التدلي على رجل من
طولاء الاشخاص فاوحى اليه ما فيه صلاح قومه

کہ وہ فائض ہین اُس ظہور سے اور اسکے مناسب ہین اور
جن پر یہ علم ظاہر ہوتے ہین اور معرفتین اگر وہ ایسے لوگ ہین
کہ کلام رسول اللہ سے استنباط کر سکتے ہین تو انکو احبار اور
رہبان کہتے ہین اور اگر وہ لوگ ایسے نہین ہین اور انکی ہمت ہے علم
حاصل کرنا اللہ تبارک و تعالی سے تو وہ لوگ حکماے محدث اہل حکمت
ربانی ہین تو دونون فرقے اس ظہور سے علم حاصل کرتے ہین
اس بات کو جانین یا نجانین اور یہی بڑا احسان ہے اخبار
رسول کہ اُسکو کوئی قوم سنتی ہے کوئی نہین سنتی تو جب
اللہ نے چاہا کہ آدم علیہ السلام کو پیدا کرے وہ نوع بشر کے باپ
ہون تو آدم علیہ السلام کے پیدا کرنیکا ارادہ بیشک سب
نوع بشر کے پیدا کرنیکا ارادہ ہے ارواح بشریہ نے حرکت
کی مثال کی طرف جو اجسام کے مناسب ہے تو پیکر ہمارے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم یعنی آپکی پیکر مثالی بہت ممکن ہوے
اپنی ذات کی رو سے منطبق ہونیکو اس تدلی کے موافق ظہور
کے ظہورات مین سے پس منطبق ہو گئی اُسپر از روے شبیہ کے
جیسے کلی منطبق ہوتی ہے جزئی پر اور بہ سبب اللہ تعالی کی سابق
عنایت سے ہے اُنپر اور لوگونپر تاکہ پایا جاوے ایسا مددگار کہ
معین ہو فیضان رحمت خدا کا حشر کے روز اور اُنکی شریعت
کے منعقد کرنیوالا اور واسطے ہٹا دینے کے انسے امراض
فاسدہ جب اُنکو اُس کی حاجت ہو بہت سخت حاجت
پس یہ معنی ہین آدم سے پہلے اسکے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے نبی ہونیکی پھر جب موجود ہوے اشخاص بشری اور انکے
طریقے مختلف ہوے کوئی افراط کرنیوالا کوئی تفریط کرنے والا
تو تدبیر الٰہی نے چاہا کہ انکے کام مین اعتدال آجاوے تو منطبق ہوئی
تدلی اُن شخصون مین سے ایک شخص پر اور وحی کی اسپر وہ باتین جن مین

وبرز ببعثه برزة ما من البرزات فانما المنطبق
عليه من هذا النبي هو وجوده البشري وانما كان
في المثال حكاية انه يستعد لذلك فيفاض الاستعداد
له واما نبينا صلى الله عليه وسلم فكان الانطباق فيه
بالفعل لا على الحكاية ثم لما وجد صلى الله عليه وسلم
في الخارج برز ببروزه برزة من برزات التدلي
وتلك البرزة كانت مشتملة على قوة مثالية فتلبست البرزة
لباس المثال وسد الآفاق وما كان التدلي قبل بارزا
بلباس المثال وان كان نفس المثال لا بد منه في
الموجود وانما اعني ان المثال لم يكن بين الله وبين
خلقه بحسب بروز هذا التدلي قبله عليه الصلوة
والسلام واما بعد فامتلأ الجو وامتلأت السموات
والارضون بالهيكل المثالي للتدلي فما من آخذ علما
او معرفة او حالا الهيا او كمالا الا وماخذه القريب
هذا الهيكل المثالي علم او جهل فكان عليه الصلوة
والسلام خاتم النبيين وانقطعت النبوة بعده
لا حقيقة عليه السلام التي بعثته كالعنوان لها
هي هذه البرزة المثالية المستطيرة اذا فهمت ذلك
تحقق عندك انه رحمة للعالمين وانه خاتم النبيين
وان الانبياء عليهم السلام انما اخذوا الفيض
عن حضرت التدلي وان كانوا في عالم الاجسام واما الاولياء
فانما ياخذون عن برزة مثالية هي حقيقة بعثته
عليه السلام وما ميزت شخصا من اولئك
الاشخاص عن السر الا ابراهيم عليه السلام
فانه انعقدت نبوته في الروح انعقادا اضعف

اور ظہور کیا اس کے بعثت سے ایک برزہ نے پس اس
شخص پر اس نبی کا وہی وجود بشری ہی منطبق ہے
اور بیشک وہ مثال مین حکایتاً تھا تاکہ مستعد ہو وہ واسطے
اسکے پس افاضہ کیا جاتا ہے وہ جسکی استعداد رکھتا ہے مگر
ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین اسی وقت منطبق تھا حکایتہً
نہ تھا پھر جب ظاہر ہوئے آنحضرت خارج مین تو ظاہر ہوا برزات
تدلی سے ایک برزہ اور وہ برزہ مشتمل تھا قوت مثالیہ پر اس
برزہ نے لباس مثال کو پہنا اور آفاق کو درست و سدید
کر دیا اور پہلے تدلی کا بروز مثال کے لباس مین نہ
تھا اگرچہ نفس مثال کا موجود ہونا تھا اور تحقیق اس سے مراد
میری یہ ہے کہ مثال نہ تھی بحسب ظہور اس تدلی کے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل درمیان اللہ اور خلقت کے لیکن
بعد مین پر ہو گیا جو اور سب آسمان اور زمین ہیکل مثالی تدلی سے
پھر جسکو حاصل ہوا علم یا معرفت یا حال الٰہی یا کمال تو اسکا
ماخذ قریب یہی ہیکل مثالی ہے وہ جانے یا نجانے پس ہوئے
نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین اور منقطع ہو گئی آپکے بعد
نبوت اسلیے کہ حقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جبکہ مبعوث
مانند عنوان نبوت کے تھے وہ یہی برزہ مثالیہ مستطیرہ تھا
جب تم نے یہ بات سمجھ لی تو تمکو معلوم ہو گیا کہ آپ رحمۃ للعالمین
ہین اور خاتم النبیین ہین اور سب انبیاء کو فیض اس
تدلی سے ہوا اگرچہ وہ عالم اجسام مین تھے اور اولیاء اللہ
حاصل کرتے ہین فیض برز مثالیہ سے کہ وہ حقیقت
بعثت آنحضرت ہے اور مجکو تمیز نہین ہوا کوئی
ان اشخاص مین سے اس راز کا مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام
کہ انکی نبوت عالم روح مین منعقد ہوئی ساتھ انعقاد ضعیف کے

من انعقاد نبوة نبينا صلى الله عليه وسلم فظهر
التدلي ببعثته برزة روحية ظهورا اضعف
من ظهور البرزة المثالية عند بعثة نبينا صلى
الله عليه وسلم ولذلك لم يكن بعده كامل نبي ولا محدث
الا في ملته ولما تنقطع النبوة فلما وجد نبينا ظهرت
البرزة المثالية ظهورا بينا فانقطعت راسا وافيضت
العلوم والمعارف فيضانا ثجاجا لانها في الاكثر
منعقدة في المثالي **تحقيق شريف فان**
قلت ما الحكمة في كون الناس في الزمن
الاول بعد آدم عليه السلام مايلين الى جمود القريحة
وخمود الطبيعة مخلدين الى الاحكام البهيمية
يستنبط حينئذ من الارتفاقات الا القليل ولا
من العلوم المحاضرية الطبيعية والالهية الا القليل
النادر مع طول اعمارهم وكثرة امعانهم وخوضهم
ثم لم يزل من بعد ابراهيم عليه السلام يزيد قليلا
قليلا في اليونان والروم والفارس وبني اسرائيل
والمغرب والعراق والعرب حتى وجد سيدنا
رسول الله صلى الله عليه وسلم فثج بعده العلوم
ثجا ونبع منهم العلوم الحكمية والفنون الادبية
والمحاضرية والعلوم الشرعية بحيث لا انتها
لها ولا ارجا **قلت** ان لله تبارك وتعالى تدليا
عظيما امتلاء منه السموات والارضون
وحقيقة معرفة الشخص الاكبر بربه فانه لما
عرف ربه حق معرفته وتصوره كما ينبغي
من تصورة ارتسمت في مدركه صورة شافخة

انعقاد نبوة ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پس ظاہر ہوئی
تدلی ساتھ بعثت برزہ روح ابراہیم علیہ السلام کے ضعیف
ظہور برزہ مثالیہ سے وقت بعثت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کے اور اسیواسطے آپکے بعد نہوا کوئی کامل نبی اور نہ محدث
مگر آپکی ملت مین اور نہ منقطع ہوئی نبوت پھر جب آئے ہمارے نبی تو
ظاہر ہوا برزہ مثالیہ بہت روشنی کے ساتھ اور منقطع ہوگئی نبوت
بالکل اور افاضہ ہوئے علوم اور معرفتین اچھی طرح اسواسطے کہ وہ اکثر
طور پر منعقد تھے مثال مین **تحقیق شریف** اگر تم پوچھو کیا
حکمت ہے کہ زمانہ سابق مین حضرت آدم علیہ السلام کے بعد لوگ کند
ذہن و سرد طبع بہائم سیرت ہوئے کسی نے اسوقت ارتفاقات کا استنباط
نکیا مگر قلیل آدمیون نے اور نہ علوم محاضرات طبعی و الٰہی انکو
حاصل ہوئے مگر شاذ و نادر کو باوجودیکہ عمرین بڑی
پائین اور فکر و خوض بہت کئے پھر بعد حضرت ابراہیم
علیہ السلام کے تھوڑی تھوڑی بڑھتی گئی یونان
و روم و فارس و بنی اسرائیل اور مغرب
اور عراق اور عرب مین یہان تک کہ پیدا ہوئے ہمارے
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر تو علوم کے دریا
روان ہوگئے اور انسے علوم حکمیہ کے چشمے جاری ہوگئے اور فنون ادبیہ
اور محاضریہ اور علوم شرعیہ ایسے کہ جنکی انتہا ہے نہ حد
مین کہتا ہون کہ اللہ تعالیٰ کی ایک تدلی عظیم ہے جس سے
سب آسمان اور زمینین پر ہین اور اسکی حقیقت شخص اکبر
کا اپنے رب کو پہچاننا ہے پس جب اُس نے اپنے رب کو
پہچانا جیسا اس کے پہچاننے کا حق تھا اور اس کا
تصور کیا جیسا چاہیئے اس کا تصور کرنا تو اس کے
مدرکہ مین ایک صورت عالیہ منتقش ہوگئی

تحکی جلال اللہ وعزہ علی وجہہ وھذہ الصورۃ
دائمۃ مادام الشخص الاکبر وھی منطبقۃ علی
اللہ وحاکیۃ لہ اتم حکایۃ واوفقھا بما فی نفس
الامر ثم لما وجدت العناصر والافلاک فی الطبیعۃ
الکلیۃ کانت ھذہ الطبیعۃ محفوظۃ فیھا کان
انحفاظ الطبیعۃ الارضیۃ فی المعدن والنبات
والحیوان والانسان وکانت خواصھا ومقتضیا
تھا وقواھا ایضا محفوظۃ بانحفاظ نفسھا ثم
لما وجدت المعادن والنباتات والحیوانات
والانسان کانت طبائع العناصر والافلاک
محفوظۃ فیھا ولیست ھذہ الا کالمرایا لظھور
خواص الافلاک وحرکاتھا والعناصر وطبائعھا
وکانت طبیعۃ کلیۃ بما معھا من القوی محفوظۃ
فی الافلاک والعناصر فکل فرد من الانسان فی جذر
فوادہ وجوھر نفسہ واسر تحققہ معرفۃ بربہ
الا انھا فی حجب کثیرۃ اذ لوح نفس الانسان عرضۃ
لظھور حکم کل طبیعۃ من طبائع الامھات والمؤمنات
وبقدر انطباع تلک الصور ینتقص صفائھا و
یختفی حکم نقطۃ التدلی الذی ھو الحبل الذی من تمسک
بہ عرف ربہ فتلک الحجب المتراکمۃ بعضھا فوق
بعض فمن رزق التنبہ بحقیقۃ الحقائق وعرف
انفسارھا الی الطبیعۃ الکلیۃ واجزائھا فمثل
نور اللہ عندہ کمشکوۃ فیھا مصباح المصباح
فی زجاجۃ الآیۃ استنارت الحجب کلھا بنور الاصل
واستضاءت بضوئہ وکانت لہ فی معرفۃ لا علمیہ

جو یاد دلائے اللہ تبارک وتعالی کا جلال وجوہ اسکے شایان ہے
اور جب تک شخص اکبر ہے تب تک یہ صورت قائم ہے
اور وہ اللہ تعالی پر منطبق ہے اور اسکی پوری طور پر یاد دلانے
والی اور نفس الامر کے بہت موافق ہے پھر جب پیدا ہوئے
عناصر اور افلاک طبیعت کلیہ مین تو یہ طبیعت کلیہ محفوظ تھی
اُس صورت مین اس طرح جیسی طبیعت ارضیہ محفوظ ہے
معدن اور روئیدگی اور حیوان اور انسان مین اور انکے خواص
اور مقتضیات اور قوا بھی محفوظ ہین ساتھ انحفاظ
اپنے نفس کے پھر جب پائے گئے معادن اور نباتات
اور حیوانات اور انسان تو طبائع عناصر و افلاک
ان مین محفوظ تھے اور نہین یہ مگر مانند مرایا کے واسطے
ظہور خواص اور حرکات افلاک اور عناصر اور اسکے طبائع
کے اور طبیعت کلیہ معہ اپنی قوا کے افلاک و عناصر مین محفوظ
تھی تو ہر فرد انسان کے اصل دل اور جوہر نفس اور بنیاد
تحقیق مین اپنے رب کے معرفت تھی مگر بہت سے پردون اور حجابون
مین اسواسطے کہ لوح نفس انسان سرمایہ ہے واسطے ظہور حکم ہر طبیعت کے طبائع
امہات و مولدات سے اور بقدر منتقش ہونے ان صورتون کے ناقص ہو جاتی ہے
صفائی اس لوح نفس انسان کی اور پوشیدہ ہو جاتا ہے حکم نقطہ تدلی کا وہ تدلی
جو ایک ایسی رسی ہے کہ جو اسکو پکڑے اپنے رب کو پہچان لے پس وہی حجاب ہین
کہ ایک دوسرے پر پڑے ہوئے ہین تو جس شخص کو نصیب ہو گیا تنبہ
حقیقت الحقائق پر اور جان لیا اس نے انفسار تدلی کا جو طبیعت
کلیہ اور اسکے اجزا کی کیطرف ہے تو اسکے نزدیک اللہ کے نور کی مثال
ایسی ہے کہ جیسے ایک چراغ روشن جو شیشہ کی قندیل نہین
ہو کہ کل حجاب نور اصل سے اور اس کی روشنی سے روشن
منور ہو گئے اور وہ حجاب اسکو معرفت الٰہی مین مفید ہو گئے

ومن لم یرزق التنبہ لہا لم یعرف انفسارہا فمثل
ظلماتہ المتراکمۃ کظلمات فی بحر لجی یغشاہ موج
من فوقہ موج من فوقہ سحاب الآیہ واذا
تمہد ہذا فاعلم انہ بقدر اعداد المعدات تظہر
ہذہ النقطۃ وآثارہا وکلما کان الاعداد اتم واوفر
کان ظہورہا اصرح وابین ومن المعدات
الملاء الاعلی ولست اعنی بہم الملائکۃ فقط بل
اعظمہم واشبہہم نفوس الکمل حین طرحت
عنہا جلابیب ابدانہا الکثیفۃ فکل من مات
من الکمل یخیل الی العامۃ انہ فقد من العالم
ولا واللہ ما فقد بل تجوہر وقوی فکل سید من
سادات الملاء الاعلی یوفق لقدح الحجب المتراکمۃ
والوصول الی ہذا التدلی فیدخل موج من ہذا
التدلی فی شرجۃ ہذہ النفس فیمتلی النفس بمعرفۃ
اللہ ثم یعود الموج الی ہذا التدلی فیتحقق لہذا
التدلی تدلی آخر الی ما یلی النفوس البشریۃ
المحبوسۃ فی اجسادہا ویعد العالم لتقریب افاضۃ
المعرفۃ علی تلک النفوس وہکذا تتراکم انوار
الملاء الاعلی وتتزاید اعدادہا بعضہا یلی الاعلی
وبعضہا الاسفل وبعضہا بین ہذا وذاک
حتی امتلاء الجو الذی بین ارض ہذہ النفوس
وبین سماء تلک المعرفۃ فلذلک یکون معرفتہم
فی آخر الزمان اسرع ما یکون واصرح ما یکون
والی ہذہ الدقیقۃ اشار النبی صلی اللہ علیہ وسلم
حیث قال اذا اقترب الزمان لم یکد رؤیا المؤمن

نہ مضر اور جس شخص کو نصیب نہوا تنبہ حقیقت الحقایق پر
اور اُسنے نجانا اُسکے انفسار کو تو اسکی سخت تاریکیونکی مثال ایسی ہے
جیسے ایک گہری دریا کی اندھیریاں تھپیڑے مارتی ہے اسکو لہر پر
لہر اور اسکے اوپر ابر ہے جب یہ تمہید ہولی تو جان لینا چاہیے کہ معدات کے
شمار کے موافق یہ نقطہ ظاہر ہوتا ہے اور اُسکے آثار اور جسقدر کہ
اعداد بہت ہونگے اتنا ہی ظہور بھی صریح اور ظاہر ہوگا اور معدات
مین سے ملاء اعلی پورے ہین اور میری مراد اس سے فقط فرشتے
نہین بلکہ جو نفوس کاملہ کہ اعظم اور اشبہ ہین اُن سے جسوقت
انکے بدن کثیف کی چادرین اُتار ڈالی جاتی ہین تو جب کوئی
کاملین مین سے مرجاتا ہے تو عام لوگ جانتے ہین کہ وہ عالم سے
گم ہوگیا خدا کی قسم وہ گم نہین ہوا پس ہر ملاء اعلی کے
ہر سردار کو حجاب متراکمہ قطع کرنے اور اس تدلی کیطرف
پہنچنے کی توفیق دیجاتی ہے پھر اس تدلی کی ایک موج اس نفس کے
شرجہ مین داخل ہوتی ہے تو نفس اللہ کی معرفت سے بھر جاتا ہے
وہ موج اس تدلی کی طرف عود کرتی ہے پھر متحقق ہوتی ہے اس
تدلی کے اس چیز کیطرف کہ قریب ہے اُن نفوس بشریہ کے جو
اجسام مین ہے اور آمادہ کرتی ہے عالم نفوس بشریہ پر معرفت کا
افاضہ کرنیکی تقریب کیواسطے ایک تدلی جو عود کرے اسیطرح
متراکم ہوتے ہین انوار ملاء اعلی کے اور بڑھتے جاتے ہین اعداد
انکے بعضے قریب اعلی کے اور بعضے اسفل کے اور بعضے اُن دونونکے درمیان
یہانتک کہ پُر ہوجاتا ہے جو اُن نفوس کے زمین اور معرفت آسمانکے بیچ
مین ہے اور اسیواسطے کاملین کی معرفت آخر زمانہ مین پہلے سے
زیادہ سریع اور مصرح ہوتی ہے اس دقیقہ کی طرف اشارہ
فرمایا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جیسا کہ فرمایا
ہے

يخطى اى اذا اقترب من القيمة وكذلك فى الطبيعة
العرشية علوم الارتفاقات الانسانية موضوعة
بل ارتفاقات كل نوع بل احكام جميع النفوس و
الانواع فكل من برع فى استخراج الارتفاقات انما
استمطر الجود مما هنالك واذا ارتسخ هذا الفيض
فى قلبه ثم عاد الى منبعه ظهر لتلك الطبيعة
بحسب هذا الكمال تدلى الى سائر النفوس البشرية
وسهل انطباع تلك العلوم واذا مات هذا البارع
لا يفقد هو ولا براعته ولا هذه الشرجة بل كل
ذلك بحاله وافراد هذه النفوس يعد بعضها
لبعض ونسبتها فى الطبيعة الانسانية المتجسدة
فى المثال لشخص واحد كنسبة القوى والصور
الخيالية فكما ان المقدمات الفكرية تعد لفيضان
النتيجة فكذلك النفوس الزكية تعد لمن كان ساعر
الناس وهذه المعرفة احد معانى قولنا فى القصيدة اللامية

شهدت تداوير الوجود جميعها
تدور كما دار الرحى المتمائل

مشاهد اخرى على الاجمال ما توجهت
قبل قبره عليه الصلوة والسلام الا ورايته حاضرا
ظاهرا اما بان انفتح بصر روحى فرايته على ما هو
واما ان تاثرت نفسى منه تاثرا فكان ذلك الاثر
حاليا عنه فيوما توجهت اليه ونفسى ملاى
من الشوق الى ظهور حقيقة ما خصصت به من
معارف مراتب الجود واستنباط معارف الشرائع
من قبل تفتيش حال النفوس فلصقت نفسى

جسوقت زمانہ قیامت قریب تو مومن کے خواب جھوٹے نہ ہونگے اور
اسیطرح طبیعت عرشیہ مین علوم ارتفاقات انسانیہ موضوع
ہین نہ ارتفاقات ہر نوع بلکہ احکام جمیع نفوس انواع بس جو کوئی
استخراج ارتفاقات مین کامل و فائق ہوا اُس نے یہین سے
فیض پایا اور جب یہ فیض اسکے قلب مین راسخ ہوگیا پھر عود
کیا اپنے منبع کیطرف تو ظاہر ہوا واسطے اس طبیعت کے
بموجب اس کمال کے تدلی طرف تمام نفوس بشریہ کے اور آسان
ہوگیا اُن علوم کا منقش ہونا پھر جب مرتا ہے وہ کامل
و فائق تو گم نہین ہوتا وہ اور نہ اُسکا کمال و فضل اور نہ
وہ شرجہ بلکہ سب بحال خود رہتے ہین اور ان نفوس کے بعض
افراد معد ہوتے ہین بعض کیواسطے اور اسکی نسبت شخص واحد
کیساتھ طبیعت انسانیہ مین جو متجسد فی المثال ہے ایسی ہے
جیسے نسبت قوی اور صور خیالیہ کی اور جیسے مقدمات فکریہ
معد ہوتے ہین فیضان نتیجہ کیواسطے اسیطرح نفوس زکیہ معد
ہوتی ہین تمام آدمیونکی پاکی و صفائی کیواسطے اور یہ معرفت
معانی مین سے ایک معانی ہے جو قصیدہ لامیہ مین ہے اور وہ یہ ہے

شہدت تداویر الوجود جمیعہا ۔ تدور کما دار الرحی المتمائل

مشاہد اخری علی الاجمال مین جب متوجہ ہوا
روضۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تو آپکو حاضر
ظاہر دیکھا یا یہ کہ میری روح کی آنکھ کھل گئی ہے تو آپکو دیکھا
ہے جیسے آپ ہین اور یا میرا نفس متاثر ہوا ہے آپ سے
اور یہ اثر حاکی ہے آپ کا سو ایک روز مین متوجہ
ہوا آپ کی طرف درحالیکہ میرا نفس شوق
سے بھرا ہوا تھا ظہور حقیقت اُس شے سے
جس سے مین خاص ہوا یعنی معارف مراتب اور
استنباط معارف شرائع قسم دریافت حال نفوس سے تو میرا نفس

بنفسه عليه الصلوة والسلام وامتلأت ابتهاجا
بتلك العلوم وثلجا بها ويوما افيض علي نظر
الحق فانه شيء خصص به النبي صلى الله عليه
وسلم من الانبياء لما بينا من هيكل التدلي
واختصاصه وانتقاله بانتقاله الى الناسوت
فتوجهت اليه اشد توجه فانطبع لون هذا
النظر في نفسي معرفت حينئذ نفسي كانها ينظر
اليها الله تبارك وتعالى ويقنت ان من خواص
هذا النظر ان هذا الرجل لا يجلس في مكان
يذكر فيه ربه الا تبعته السموات والارضون
لا سيما اجزاء الارض الى السفلى واجزاء الجو
الى السماء السابعة بل العرش وانه اذا استمكن
من الرجل صار قطبا وفطنت عند الافاضة
انه ليس انطباعا كهيئة الانطباعات بل دخل
في جوهر الروح وديدن النفس ويوما تبدا لي النور
كهيئة اهل الملاء السافل ورايته ينبع من قبره
صلى الله عليه وسلم ينبوعا ثجاجا **مشهد**
آخر بينما انا اصلي سبحة الضحى في مصلى النبي صلى
الله عليه وسلم بين المنبر والقبر اذ تجلى الي السر الذي
استفدت اصله من حقيقة الكعبة وهو قرب
الملاء الاعلى ومخ العبادة ففطنت حينئذ مراد
النبي صلى الله عليه وسلم من قوله اما السجود
فاجتهدوا في الدعاء وقوله لبعض اصحابه اعني
على نفسك بكثرة السجود فهذا القرب لا يحصل
الا [illegible]

المشاهدة الثالثة عشر

آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک نفس سے قریب اور ان
علمونکی خوشی اور سرور سے پر ہوگیا اور ایک روز مجھپر افاضہ ہوئی
نظر حق وہ ایک شے ہے جس سے خصوصیت ہے آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم کو کل نبیون سے بسبب اس ہیکل تدلی کے
جو ہم بیان کر چکے ہین اور اس کا خاص ہونا اور انکا منتقل
ہونا ناسوت کی طرف انکے منتقل ہونیکے ساتھ تو مین بہت
شدت سے متوجہ ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف
تو میرے نفس مین منطبع ہوا لون اس نظر کا تو پہچانا مین نے
کہ گویا میرے نفس پر اللہ تبارک و تعالی نظر کر رہا ہے
اور یقین کیا مین نے کہ اس نظر کے خواص مین سے ہے
کہ ایسا شخص جس مکان مین بیٹھکر اللہ کا ذکر کرے تو اسکی
پیروی کرتے ہین سب آسمان اور زمینین خصوصاً اجزا زمین
کے نیچے تک اور اجزا ہوا کے ساتوین آسمان تک بلکہ عرش
تک اور وہ جب قرار پکڑے تو قطب ہو جاتا ہے اور مینے دریافت کیا
کہ یہ منطبع ہونا اور انطباعات جیسا نہین ہے بلکہ داخل ہے جوہر روح و
طبیعت و نفس مین اور ایک روز میری طرف ایک ایسا نور ظاہر ہوا جیسا صورت
اہل ملاء سافل کے اور مینے اوسے دیکھا کہ وہ روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک
چشمہ کی مانند شدت سے جوش کر رہا ہے **مشہد آخر** ایک روز مین نماز چاشت
پڑھ رہا تھا نمازگاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین درمیان منبر شریف اور روضہ
مقدس کے کہ یکایک ایک اسرار نے تجلی کی مجھپر اسکی اصل کو کعبہ شریف کی حقیقت سے
مینے استفادہ کیا اور وہ قرب ہے ملاء اعلی کا اور اصل سب عبادتونکی اسوقت مجھے دریافت
ہوئی مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس آیت شریف سے جو آپنے فرمائی
اما السجود فاجتهدوا في الدعاء۔ اور جو آپ نے فرمایا ہے بعض
صحابہ سے اعني على نفسك بكثرة السجود پس یہ قرب حاصل
نہین ہوتا مگر ساتھ دعا کے اور تضرع اور زاری اور الحاح اور انطراح کے آگے اپنے

سجدہ کی حالت مین کوشش سے دعا مانگو ۱۲

مدد کرو میری اپنے نفس اور کثرت سجدہ سے ۱۲

المولی وتزلل علی بابه واعتصاما باعتابه ولا
یحصل حتی یجتهد فی الدعاء فی السجدة لان السجود
شبح لهذا القرب ولکل شبح الی حقیقته شارع
من جوهره والرحمة العامة اذا توجهت الی البشر
وارادت الافاضة علیهم کان التعرض لنفحاتها
والتمکن لحلولها والتهیئ لتحققها اعانة لها وتتمیما
لمرادها ولما کان السجود اقرب حال الی التعرض
لنفحات الرحمة امر النبی صلی الله علیه وسلم باکثاره
خاصة فهل ان حقیقة قوله هل تضارون
فی القمر لیلة البدر قالوا لا قال فکذلک ترون ربکم
فلا تغلبن علی صلوة قبل طلوع الشمس وصلوة
قبل غروبها وهی ام التدلی المتجلی یوم القیمة
هو الذی یکون قبل وجه المصلی اذا صلی وهو الذی
یقاصم العبد فی الصلوة ویجاوبه ولکن جلباب
البدن یمنع الناس ان یبصروه ببصر الروح و
ان یغلب هذه البصر بصر الجسد فاذا کان یوم
القیمة وکشف الجلباب استقل بصر الروح و
استتبع بصر الجسد ولیست نشاة الاخری
الا من بقایا نشاة الدنیا ولا فرق بین الرویة ببصر
الروح التی یرزقها الافراد فی هذه الدار وبین
الاخرویة التی تعم المسلمین الا بطرح الجلباب
ثم رایت کل آیة وکل حدیث بحرا مواجا فیه من
الاسرار ما لو کتبت شرح سر واحد منها فی مجلدات
لما احاطته ورایت الاسرار الخفیة مبتذلة فی
اشارات القران والسنة فقضیت العجب کل

مولا کے روبرو سر جھکانے اور اسکے دروازہ پر ناک رگڑنے
اور اسکا آستانہ پکڑنے سے اور نہین حاصل ہوتا جبتک سجدہ
مین دعا کرنیکی نہ کوشش کرے اسواسطے کہ سجدہ اس قرب کا کالبد ہے
اور ہر کالبد کیواسطے اسکی حقیقت کیطرف ایک شاہراہ ہے اسکے جوہر سے
اور رحمت متوجہ ہوتی ہے انسانکی طرف اور انپر افاضہ کا ارادہ
کرتی ہے تو اسکی خوشبوؤنکا پیش آنا اور اسکی حلول کا متمکن ہونا
اور اسکی تحقیق کا آمادہ ہونا مدد ہو جاتا ہے اس رحمت کا اور اسکی
مراد کے پورا ہونیکا سبب اور چونکہ سجدہ بہت قریب تھا نفحات رحمت کے
پیش آنیکا اسواسطے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
واسطے کثرت سجود کے خصوصاً اور مجھپر ظاہر ہوئی حقیقت اس
حدیث شریف کی جواب آپنے فرمائی ہے ہل تضارون فی القمر لیلة
البدر قالوا لا قال فکذلک ترون ربکم فلا تغلبن علی صلوة قبل
طلوع الشمس وصلوة قبل غروبها۔ اور وہ حقیقت یہ ہے کہ
قیامت کے دن جو تدلی جلوہ کریگی وہ وہی ہے جو نمازی کے سامنے
نماز پڑھنے کیوقت ہوتی ہے اور وہ وہی ہے جو نماز مین مقاسم اور
مجاوب ہوتی ہے بندہ کی لیکن پردہ بدن انسانکو روح کی آنکھ
سے دیکھنے نہین دیتا اور روح کی آنکھ بدنکی آنکھ پر غالب نہین
آتی تو جب قیامت کا روز ہوگا اور پردہ اٹھ جائیگا تو روح کی آنکھ
مستقل ہو جائیگی اور جسم کی آنکھ پیچھے رہجائیگی اور عالم
آخرت بقایا ہی نشاء دنیا کا اور کچھ فرق نہین روح کی آنکھ سے
دیکھنے مین جو دنیا مین سب کو حاصل ہو جاتی ہے اور عاقبت مین عام
مسلمان دیکھینگے مگر پردہ کی آنکھ اٹھ جانیسے پھر مین نے دیکھا ہر آیت
اور ہر حدیث شریف کو اسرار کا ایک دریائے مواج کہ اگر انمین سے ایک نہر بھی لکھا جاے
تو بہت جلدون مین نہ آسکے اور مینے دیکھے اسرار خفیہ جو اشارات قرآن
شریف اور حدیث شریف مین محفوظ ہین اور مین کمال متعجب ہوا پھر

العجب فتجلی لی عقیب ذلک التدلی الاعظم
فرایتہ غیر متناھی الارجا ورأیت نفسی غیر متناھیۃ
ورأیتنی قابلت غیر المتناھی بغیر المتناھی فابتلعتہ
کلہ لم اغادر منہ مقدار ذرۃ فرجعت الی نفسی
وتحیرت من عظمھا وکبرھا سویعۃ ثم سری
عنی فاذا انا ملآن من النور یذر علی من فوقی
ومن تحتی وعن یمینی وعن شمالی بل رایتہ ینبع
من قلبی وعینی ویدی وسائر جوارحی وجوانحی
فکان ھذا آخر ھذا المشھد **مشھد آخر**
غاب عنی الھیکل المثالی وتجلی حقیقۃ روحہ
صلی اللہ علیہ وسلم متجردۃ عن الالبسۃ التی کانت
لبسھا حتی بعض اجزاء النسمۃ ووجدتھا
حینئذ کما کنت وجدت بعض ارواح الاولیاء
المتقدمین جدا فنحت من روحی صورۃ متجردۃ
علی شاکلتھا وشاھدت من الانجذاب والشموخ
ما لا یقدر اللسان علی وصفہ **مشھد**
آخر استفدت منہ صلی اللہ علیہ وسلم ان
اتسعت نفسی حتی لحقت بوراثتہ بالبرزۃ
المثالیۃ للتدلی الاعظم التی انتقلت الی الناسوت
مع انتقالہ صلی اللہ علیہ وسلم الیہ واتصلت
بھا وافضیت الیھا وخالطتھا فرایتنی شجالھا
من الشجین احدھما الاتم الاعم القریب الی
حضرت الوجود الخارجی والثانی نسبتہ الی الا
ولا کنسبۃ مخرج المذھب الی صاحب المذاھب
وھو قریب الی حضرت الموجود العلمی و

المشاھدۃ الرابعۃ والعشر

المشاھدۃ الخامسۃ والعشر

اسکے بعد جلوہ گر ہوئی مجھپر تدلی اعظم اسکو مینے دیکھا کہ
اسکی حد ہی نہین ہے اور مین نے اپنے نفس کو دیکھا غیر متناہی اور مین نے
معلوم کیا اپنی تئین کہ ایک غیر متناہی مقابل ہے غیر متناہی کے مین وہ سب نگل گیا
ایک ذرہ بھر بھی نچھوڑا پھر مین رجوع ہوا اپنے نفس کیطرف
اور متحیر ہوا اسکی عظمت اور بزرگی کی وسعت سے پھر وہ تدلی اعظم
مجھسے پوشیدہ ہوگئے تو اسوقت مین نور سے بھرا ہوا تھا
جو میرے اوپر اور نیچے اور میرے دائین اور بائین سے
پڑ رہا تھا بلکہ مین نے اُسے دیکھا کہ میرے قلب اور میرے
آنکھون اور میرے ہاتھون سے بلکہ تمام اعضا سے نکل رہا تھا
اور یہ اُس مشہد کے آخر مین تھا **مشہد آخر** غائب
ہوگئی مجھ سے ہیکل مثالی اور جلوہ گر ہوئی مجھپر حقیقت روح مبارک
رسول اللہ علیہ وسلم کے پاک اور مجرد اُن لباسون سے جو
پہنے تھے یہانتک کہ بعضے اجزاء نسمہ بھی اور مین نے اُسوقت پایا
اسکو جیسے کہ پایا تھا پہلے بعضے ارواح اولیاء متقدمین کو پھر
میری روح سے پیدا ہوئی ایک صورت مجردہ اسکی شکل کی
اور مین نے مشاہدہ کیا انجذاب و بلندی کو اسقدر کہ زبان اُسکی
وصف پر قادر نہین **مشہد آخر** استفادہ کیا مین نے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہ وسیع ہوگیا میرا نفس یہانتک کہ
لاحق ہوا مین آپکی اس وراثت سے تدلی اعظم کی برزہ مثالیہ کو جو
منتقل ہوا ساتھ آپکے منتقل ہونیکے طرف ناسوت کے اور
مین متصل ہوگیا اور پہنچا اور مخلوط ہوگیا اس برزہ سے ایسا
کہ تو دیکھے مین ایک کالبد ہون دو کالبدون مین سے کہ ایک
اُنمین کا اتم اور اعم قریب بھی حضرت وجود خارجی سے اور
دوسری کی پہلے سے ایسی نسبت ہے جیسے تخریج کرنیوالے
مذاہب کے صاحب مذاہب سے کہ وہ قریب ہے حضرت وجود علمی کے

سمیت حینئذ بالزکی وبآخر نقاط العلم وعرفت حینئذ
ان من خالطها وافضی الیها کما خالطت وافضیت
ای دخلت فی جوهر روحه کمثل دخول
الیادداشت فی جوهر النفس بان تنشرح الیقظة
التی جبل علیها الانسان به فمن شعب مقامه
المجددیة والوصایة والقطبیة وامامة الطریق
ان یکون کلمة باقیة فی عقبه والسر عمیق فتدبر

المشاهدة السابعة والعشر

مشهد آخر قمت بین یدیه صلی الله
علیه وسلم وسلمت علیه وتکففت متضرعا الیه والصقت
روحی الیه فبرق منه بارق وتلقته روحی اتم تلقی
فی لمحة واحدة او اقرب من ذلک فتعجبت من سرعة
تلقیها والاحاطة باصلها وفرعها وجمیع ارجاء
ها فی آن واحد بل اقل من آن وذلک البارق تجلی
الحبل الممدود الذی شد به العالم باسره فرایت
هذا التجلی دخل فی جوهر روحه واصل هذا
الحبل الممدود التدبیر الواحد الفایض من المبدء
الذی تفصیله العالم باسره وفروعه التدبیرات
التفصیلیة التی بها یقوم العالم وفطنت ان هذا
الحبل هو حقیقة الحقیقة المحمدیة وما من قطب
محدث او نبی مکلم الا وله نصیب منه والله اعلم

المشاهدة السابع والعشر

مشاهد اخری سلکنی رسول الله
صلی الله علیه وسلم بنفسه وربانی بیده فانا او
یسیه وتلمیذه بلا واسطة بینی وبینه ذلک انه
ارانی صلی الله علیه وسلم روحه المکرمة فعرفنی
بها اذ معرفة المفیض قبل الافاضة فعندی روحه

اور اسوقت میرا نام رکھا گیا زکی اور آخر نقاط العلم اور اسوقت مینے
جانا کہ جو مخلوط ہوا اس بزرگ سے اور پہنچے اسے جیسا کہ مین مخلوط ہوا
اور فائز ہوا یعنی داخل ہوگیا اسکی جوہر روح مین مانند داخل ہونے
یادداشت کے جوہر نفس مین اس طرح پر کہ کھل جاتا ہے وہ یقظہ
جسپر انسان مجبول ہوا ہے پس اس مقام کے شعبے مین سے مجددیت اور
وصایت اور قطبیت اور طریقت کی امامت ہے اور حاصل ہوتی ہے
یہ بات کہ ہو جاوے کلمہ باقیہ اپنے بعد اور اسرار عمیق ہے پس غور کر اسکو
مشہد آخر مین استادہ ہوا روبرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے اور سلام عرض کیا اور کمال عاجزی سے آپکے حضور مین
ہاتھ پھیلائے اور اپنی روح کو آپ سے ملا دیا اور آپ سے ایک نور چمکا کہ میری
روح نے بہت اچھی طرح اس سے ملاقات کی ایک لمحہ بھر کے
عرصہ مین یا اسکے قریب مین نے بہت تعجب کیا کہ کسقدر روح نے
جلدی ملاقات کی اور اصلی و فرع و تمام اطراف کو محیط رہا ایک
آن مین بلکہ آن سے بھی کم مین وہ نور ایک تجلی ہے اس حبل
ممدود کی جس سے تمام عالم بندھا ہوا ہے پس مین نے دیکھا یہ تجلی آپکے
جوہر روح مبارک مین داخل ہے اور اصل اس حبل ممدود کی تدبیر واحد ہے
جو فائض ہے اس مبداء سے جسکی تفصیل تمام عالم ہے اور فروع
اس حبل ممدود کی وہ تدبیرات تفصیلیہ مین جنسے عالم قائم ہے
اور مین نے دریافت کیا کہ یہ حبل ممدود حقیقت محمدیہ کی حقیقت ہے
اور اسی سے ہر قطب محدث اور نبی مکلم کو حصہ ملا ہے واللہ اعلم۔
مشہد آخر مجھکو سالک بنایا خود آپ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپنے میری تربیت فرمائی پس مین
اویسی ہون اور شاگرد ہون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
بلا واسطے کسی کے اور یہ بات یون ہے کہ آپنے اپنی روح مکرمہ مجھے دکھائی اور
اس سے مجھے عارف بنایا کیونکہ معرفت مفیض کے افاضہ سے پہلے ہی میرے نزدیک آپکی روح

صلی اللہ علیہ وسلم اعرف الاشیاء حتی المحسوسات
ثم کان اول تسلیکہ انہ افاض علی تجلیا من تجلیات
الحق وھو الذی برز برزۃ مثالیۃ بوجودہ صلی اللہ
علیہ وسلم فقبلت ھذا التجلی بجوھر روحی
واستغرقت فیہ وفنیت ثم تحققت بہ وبقیت
ثم افاض ثانیا تجلیا آخر ھو اصل ھذہ البرزۃ
المذکورۃ وھی نقطۃ فردۃ جذر افعال الحق
فی العالم واصل تدبیراتہ فیہ فقبلت ایضا و
فنیت فیہ وبقیت بہ ثم افاض ثالثا نقطۃ
الذات مع لون من الجبروت فقبلتھا وفنیت
وبقیت ثم افاض رابعا نقطۃ منعقدۃ فی
الروحانیات بھا اندراج النھایۃ فی البدایۃ فقبلتھا و
فنیت وبقیت ثم عرف خامسا نقطۃ من احوال
النسمۃ وکیفیاتھا محاذیۃ لتلک نقطۃ الروحانیۃ
کانھا ھی ففطنت ان من امکن منھا قوی علی التاثیر
فی التلمیذ وھی شبیھۃ بالعزم والجراۃ لا اقول
عزم شیء او جراۃ علی شیء بل نفس العزم والجراۃ
فتم الصعود والھبوط وھذا ھو السلوک المختصر
الذی یناسب الجذب وھو الاشبہ بحال
الانبیاء صلی اللہ علیہم وسلم **مشھد**
آخر اعطانی اللہ سبحانہ شیئا من طریقہ
فی السلوک بواسطۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم وباشرہ اعطاء روحہ الکریمۃ واطلعنی
علی حقیقۃ ھذا الشیء الذی اعطانی فعرفتھا
حق معرفتھا وعرفت انہ شیء منھا لا عینھا

مکرمہ اعرف الاشیاء ہے یہانتک کہ محسوسات سے بھی پھر پہلے آپکا
اور وہ وہی ہے جس نے ظاہر کیا سلوک بتانا کہ افاضہ کی مجھپر تجلیات
حق سے ایک تجلی اور وہ وجود رسول اللہ علیہ وسلم سے ایک برزہ مثالیہ
پس وہ تجلی مین نے اپنے جوہر روح مین قبول کی اور اُس مین
مستغرق ہوگیا اور فنا ہوگیا پھر مین متحقق ہوا اس سے
اور باقی ہوگیا پھر افاضہ فرمائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے دوبارا ایک اور تجلی کہ وہ اصل اُس برزہ مذکور کی ہے
اور وہ ایک نقطہ مفرد اصل افعال حق کا ہے عالم مین اور
اصل ہے اللہ کی تدبیرات کا عالم مین اسکو بھی مین نے
قبول کیا اور اسمین فنا ہوا اور اُس سے باقی ہوا پھر
افاضہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
تیسری بار نقطہ ذات کچھ رنگ جبروت کے ساتھ
اسکو قبول کیا مین نے اور فانی اور باقی ہوا مین پھر چوتھی بار افاضہ فرمایا
نقطہ جو منعقد ہے روحانیات مین اس سے نہایت کا اندراج بدایت مین ہوتا ہے
قبول کیا اور فنا اور بقا حاصل کی پھر پہچنوایا مجکو پانچوین دفعہ
نقطہ احوال نسمہ کا اور اسکی کیفیات جو مقابل مین اس نقطہ
روحانیہ کے ہے گویا کہ وہ وہی ہے تو مین نے معلوم کیا جو حاصل کرے
اُسکو قوی ہو تاثیر اُسکی شاگرد پر اور وہ مشابہ ہے عزم اور جرأت کے
میری اس سے یہ مراد نہین کہ عزم کسی شئے کا یا جرأت کسی شئے پر بلکہ
نفس عزم اور نفس جرأت میری مراد ہے پس تمام ہوگیا صعود اور ہبوط
اور یہ ایک سلوک مختصر ہے کہ مشابہ جذب کے ہے اور بہت مشابہ ہے انبیا علیہم السلام
کے حال سے **مشہد آخر** عنایت کیا مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنی رستہ کی سلوک کی صورت
بواسطہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور باعث عطا کا ہوئی آپکی روح مکرم اور
مجکو اطلاع دی اس شئے کی حقیقت پر جو مجکو عنایت فرمائی پس مینے پہچانا جسقدر حق
تھا اسکے پہچاننے کا اور مینے جانا کہ یہ اسکے طریق فی السلوک کی ایک صورت ہے نہ عین اسکا

وساحدثك ببعض ما عرفت والحمد لله رب العلمين

بيان حقيقة الطريق

اعلم ان الله تعالى يمن على من يشاء من عباده الاولياء فيهبه طريقة من السلوك وكم من عارف قد عجز عن هذه النكتة على وجهها فربما اطلعه الله على اذكار وافكار يصل بها السالك الى الفناء والبقاء فيقول اعطاني ربي طريقة من السلوك وصدق فيما قال حسب ظنه ولكن التحقيق ان الطريقة ليست عبارة عن تلك الاذكار والافكار بل هي حقيقة منعقدة في الملاء الاعلى يقضي الله بها من فوق السموات فينزل المقضي في الملاء الاعلى فيتقرر هنالك ثم ينزل الامر على حسبه في الناسوت فله تعالى داعية في الملاء الاعلى لا يزال في الناسوت تمثالها ووكرها ومظنتها ما دامت موجودة فاذا نسخت الطريقة واضمحلت الداعية لم تر في الناس لها تمثالا ووكرا ومظنة ولو اجتمع اهل الارض جميعا على ان يعدموا هذا الحافظ الذي قلنا انه وكر لها وما زالوا يقتلون اهلها وحفاظها لم يستطيعوا ان يعدموه ما دامت الداعية موجودة ولو اجتمع اهل الارض جميعا على ان يقيموا عوجها ويصلحوا ما فسد منها على حين فترتها واضمحلالها لم يستطيعوا ان يقيموه حينئذ ومثلها كمثل نجوم السماء لا تزال تنطبع اشكالها في الحياض والجواب ايا كان ليس في قوى البشر ان يصدوا المياه عن ذلك فتلك الداعية هي الطريقة متى ما قضى بها

اور عنقریب مین تمسے بیان کرونگا کچھ کچھ جو مینے پہچانا والحمد للہ رب العالمین

بیان حقیقت الطریق

جان لینا چاہیے کہ اللہ تعالی اپنے پیارے بندونمین سے جسپر احسان کرنا چاہتا ہے تو اسکو عنایت کرتا ہے طریقہ سلوک کا اور کتنے ہی عارف یہ نکتہ جیسا چاہیئے ویسا نسمجھے بسا اوقات اللہ تعالی اسکو مطلع کرتا ہے ذکر وفکر پر کہ جس سے سالک فنا اور بقا کو پہنچ جاتا ہے اور کہنے لگتا ہے کہ اللہ تعالی نے مجکو سلوک کا طریقہ عطا کیا اور وہ سالک اس قول مین اپنے گمان کے موافق سچا ہے مگر تحقیق یہ ہے کہ طریقت اس ذکر وفکر سے عبارت نہین ہے بلکہ وہ ایسی حقیقت ہی جو ملاء اعلی مین منعقد ہے کہ اللہ تعالی اسکا حکم کرتا ہے آسمانونپر سے تو وہ حکم نازل ہوتا ہے ملاء اعلی مین اور وہان ٹھہرتا ہے پھر امر نازل ہوتا ہے اسکے موافق عالم ناسوت مین پس اللہ تعالی کا ایک داعیہ ہے ملاء اعلی مین کہ ہمیشہ ناسوت مین اسکی صورت اور آشیانہ اور جائے ہے جبتک وہ موجود ہے اور جب منسوخ ہوجاتا ہے طریقہ اور جاتا رہتا ہے داعیہ تو نہین نظر آتی لوگونمین اسکی تمثال اور آشیانہ اور جائے پس اگر تمام اہل زمین جمع ہوکر چاہین کہ معدوم کردین اس نگہبانکو جو ہمنے بیان کیا کہ آشیانہ اور جائے ہی اسکی اور ہمیشہ اسکی اہل سے اور نگہبانونسے مقاتلہ کرین تو ہرگز نہین معدوم کرسکتے جبتک وہ داعیہ موجود ہی اور اگر تمام اہل زمین جمع ہوکر چاہین کہ اس طریقہ کی کجی کو سیدھا کردین اور اسکے بگاڑ کو سنوار دین تو سیدھا کرنیکا اور سنوارنیکا اسوقت مقدور نہین ہے اور مثال اسکی ایسی ہے جیسے ستارے آسمان کے کہ ہمیشہ اُن کا عکس حوضون اور تالابون مین پڑتا ہے کسی بشر کی قوت ہی مین نہین کہ پانی کو اس عکس سے روکے پس وہ داعیہ الٰہی طریقہ ہے جب تک حکم ہو

الله تعالى لعبد فقد قضى له بالطريقة ثم تشريح
هذه الحقيقة المنعقدة وبيان اجزائها واركانها
لا يمكن الا لفاطن شديد الفطانة وهاك ما فهمني
ربي يجيء من مدد السماء الاولى نقول وتوسطات
ورى ومن السماء الثانية قواعد منضبطة فتكتب
وتسطر وتعلم وتؤثر كابرا عن كابر وتوفر بها الصدور
وتملاء به الصحف ومن السماء الثالثة لون
طبيعي فتصير طبيعة وتميل اليها الطبائع
وتهيج لها حمية منهم فيحمونها وينصرونها و
يناضلون دونها ويحبونها كحب الاموال والا
ولاد والانفس ومن السماء الرابعة غلبة وقوة
وتسخير فيكون مسخرا لها اكابر الناس واعرضا
هم علمائهم وامرائهم ومن السماء الخامسة
نكاية وشدة فلن ترى منكرا لها الا وقد امتحن
بالمحن وابتلي بالبلايا ولعن وعوقب كان
من الغيب نا الها ومن السماء السادسة
هداية معظمة فيكون سببا لاهتدائهم ومثابة
للناس الى لحمائهم ومن السماء السابعة السرف
الدائم الذي كالندب في الحجر لا يزول حتى تمرع
اوصاله وتقطع اجزائه فهذه اركان سبعة
تلتئم في الملاء الاعلى فيكون جسدا مستوى فيهم
فينفخ من التدلي الاعظم جذب فيها بمنزلة
الروح في الجسد فمن تلبس بتلك الاذكار
والافكار وتزيى بذلك الزي شملته الرحمة
الالهية واتاه الجذب من فوقه ومن تحته

اللہ تعالیٰ کا واسطے کسی بندہ کے پھر تشریح اس حقیقت منعقدہ
کی اور اس حقیقت کی اجزا اور اسکے ارکان کا بیان ممکن نہین
مگر واسطے تو ہین اور تیز فہم کے اور وہ جو مجھے میرے رب نے سمجھایا ہے
وہ یہ ہے کہ آتی ہے آسمان اول کے ذریعہ نقلین اور توسطات اور
لباس اور آسمان دوم سے قواعد منضبطہ پس وہ لکھی جاتی ہین اور
جانی جاتی ہین اور نقل ہوتی چلی آتی ہین بزرگونکو بزرگونسے اور توقیر
پاتی ہین انسے سینے اور صحیفے انسے پر ہوتے ہین اور آسمان سوم سے
لون طبعی کہ وہ طبیعت ہو جاتا ہے اور اسکی طرف طبیعتین مائل ہوتی ہین
اور لوگونکی حمیت اس سے جوش مین آتی ہے وہ اسکی حمایت اور مدد کرتی
ہین اور اسکے غیرونسے جھگڑا کرتی ہین اور اسے جان و مال و اولاد
کی طرح دوست رکھتی ہین اور آسمان چہارم سے غلبہ اور قوت
تسخیر کہ اسکے بڑے اور چھوٹے اور علما اور امرا مسخر ہوتے ہین اور
اور آسمان پنجم سے مغلوب کرنا اور شدت کہ جو اسکا منکر ہو وہ
بلا مین گرفتار ہو اور ملعون ہو اور عذاب مین آجائے گویا کہ ایک
غیب سے اسکا مددگار ہے اور آسمان ششم سے ہدایت معظمہ کہ وہ
سبب ہوتی ہے لوگونکی ہدایت اور کمال حاصل کرنیکا اور
آسمان ہفتم سے شرف دائمی کہ پتھر کی لکیر کہ نہین مٹتی
جبتک وہ پتھر ٹکڑے نہو جائے پس یہ سات رکن ہین کہ ملاء اعلیٰ
مین آکر مل جاتے ہین اور ان کا ایک جسم مستوی بنجاتا
ہے پھر اس جسم مین تدلی اعظم سے ایک جذبہ پھونکا
جاتا ہے کہ وہ بمنزلہ روح کے ہے اس جسم مین پس جو
شخص کہ آراستہ ہو ان اذکار اور افکار سے
اور اس لباس سے مزین ہو شامل ہوتی ہے
اس کو رحمت الٰہی اور آتا ہے اس کو جذب اوپر
اور نیچے . . . . . .

ومن عن یمینہ ومن عن شمالہ ومن حیث
لا یحتسب ثم یربی ہذا الطفل سادات الملاء
الاعلی ویخدمہ الملاء السافل فلا یزال یتقرر
امرہ ویزداد شارۃ حتی یاتی امر اللہ علی ذلک
فہذہ الطریقۃ وقس علیہ المذہب فی الفروع
والاصول فکل من ادعی ان اللہ تعالی اعطاہ
طریقۃ ومذہبا ولم یکن الذی اعطی کما
وصفنا فقد عجز عن معرفۃ الامر علی ما ہو علیہ
ثم لیس کل احد یقضی لہ بکل طریقۃ ولیس
عند اللہ حرف ولا تعیین فی شیء من الاشیاء
بل انما یعطی من حیل میلکان کیا فیہ امداد
الافلاک السبعۃ والملاء الاعلی والسافل ولہ
حظ خاصۃ من التدلی الاعظم ولہ من عارف
عظیم المعرفۃ او فانی باقی شدید الفناء سابغ
البقاء لیس بمبارک زکی فلا یعطاہا وکذلک
لا یتعاطی حفظہا کل احد بل لکل امر رجل خلق
لہ ویسرت جبلتہ لذلک اما صورۃ ظہورہا
فنشاۃ اخری وراء النشات المتعارفۃ تحقیقہا
برکۃ وافضۃ فی الاعراض والافعال **مشہد**
آخر عرفنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ان فی المذہب الحنفی طریقۃ انیقۃ ہی اوفق الطرق
بالسنۃ المعروفۃ التی جمعت وتنقحت فی زمان
البخاری واصحابہ ذی الدان یوخذ من اقوال
الثلاثۃ قول اقربہم الی المتاخرین ثم بعد ذلک
یتبع احتیاط ان الفقہاء الحنفیین الذین

اور دائین اور بائین سے اور وہاں سے جہاں اسکا گمان نہو
پھر اُس طفل کی تربیت کرتے ہین سادات ملاء اعلی اور
اسکی خدمت کرتے ہین ملاء سافل پھر ہمیشہ اسکی شان
بڑھتی جاتی ہی جب تک حکم الٰہی آوے تو پس یہی طریقت ہے
اور اسی پر قیاس کرلو مذہب فروع واصول مین پھر جو
شخص دعوی کرے کہ اللہ تعالی نے اُسے طریقت عطا کی
یا مذہب عنایت کیا اور اسے یہ باتین جو ہمنے بیان کین
عنایت ہوئی ہون وہ عاجز ہے طریقت کی معرفت سے
جیسے اسکی حقیقت ہی اور ہر شخص کے واسطے اللہ تعالی کا
حکم نہین ہوتا طریقت کا اللہ تعالی کے پاس بیکار نہین ہے
کوئی چیز بلکہ اسکو جو اپنی سرشت اور حیات مین
مبارک اور زکی ہے امداد افلاک سبعہ اور ملاء اعلی اور ملاء
سافل عنایت ہوتی ہے اور اسکی ایک رحمت خاص ہے
تدلی اعظم سے پس کتنے ہی عارف عظیم المعرفت یا فانی
باقی شدید الفنا کامل البقا ہین کہ مبارک و زکی نہین
اُن کو نہین عطا ہوتی اور اسیطرح نہین عنایت ہوتی
نگہبانی طریقت کی ہر شخص کو بلکہ ہر امر کے واسطے ایک مرد
پیدا کیا گیا ہے اور اسکی جبلت مین وہ کام آسان کردیا
گیا ہے لیکن اس صورت ظہور کا عالم ان عوالم متعارفہ
کے علاوہ ہے کہ حقیقت اسکی برکت فائضہ ہے اعراض
وافعال مین **مشہد آخر** مجکو جنیدی یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حنفی مذہب مین ایک بہت اچھا طریقہ ہے
وہ بہت موافق ہی اس طریقہ سنت کے جو منقح ہوا بخاری اور اسکے
ساتھ والونکے زمانہ مین اور وہ یہ ہے کہ لیوے اقوال ثلثہ یعنی امام
اعظم و صاحبین مین سے جو قول اقرب ہو زمانہ حاضر سے پھر بعد اسکے فقہا حنفی

لفظہ الثالثۃ (الثلاثۃ)

كانوا من علماء الحديث فرب شئ سكت عنه
الثلثة في الاصول وما تعرضون النفيه ودلت
الاحاديث عليه فليس بد من اثباته والكل مذهب
حنفي **مشهد آخر** ما بين قبره صلى الله
عليه وسلم ومنبره روضة من رياض الجنة كما
ورد في الصحيح اما نية ذلك فما شاهدنا من الانوار
الرابية على كل نور وان من صلى هنالك يستغرق
في بحر النور وان يلتفت واما لميته فان الانسان
اذا صار محبوبا اي دخل في جوهر روحه هذه
البرزة المثالية او هذه النقطة التدبيرية فكان
منظورا للحق وللملاء الاعلى عروسا جميلا فكل
مكان حل فيه انعقدت وتعلقت به همم
الملاء الاعلى وانساق اليه افواج الملائكة وامواج
النور الا سيما اذا كانت همته تعلقت بهذا
المكان والعارف الكامل معرفة وحالا له همة
يحل فيها نظر الحق يتعلق باهله وماله وبيته
ونسله ونسبه وقرابته واصحابه يشمل المال
والجاه وغيرها ويصلحها فمن ذلك تميزت
ماثر الكمل من ماثر غيرهم **مشهد آخر**
استاذنته صلى الله عليه وسلم في رد ما اورده
علماء الحرمين على بعض الصوفية فلم ياذن
لي ورايت العلماء العاملين وفق علمهم
المشتغلين بنوع من التصفية الناشرين
للعلم والدين اقرب اليه واكرم واحب عنده
من هولاء الصوفية وان كانوا اهل الفناء

المشاهدة العشرون

المشاهدة الاولى العشرون

جو علمائے حدیث سے ہین کیونکہ بہت سی ایسی چیزین ہین جو
امام اور صاحبین نے اصول مین نہین بیان کین اور نہ ان کی
نفی کی ہے اور حدیثین انپر دلالت کرتی ہین تو انکا اثبات
ضرور ہے اور سب مذہب حنفی ہین **مشہد آخر**
درمیان منبر مکرم اور روضہ منورہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے ایک باغ ہے جنت کے باغون مین سے
جیسا کہ آیا ہے صحیح حدیث شریف مین سو انیت اسکی
تو یہ ہی کہ ہمنے مشاہدہ کیا اس کا نور سب نورون پر
فایق ہے اور جو وہان نماز پڑھتا ہے وہ دریائے نور مین
مستغرق ہو جاتا ہے اگرچہ وہ التفات نکرے اور لمیت یہ ہے
کہ جب انسان محبوب ہو جاتا ہے یعنی اسکے جوہر روح مین
یہ برزہ مثالیہ یا یہ نقطہ تدبیریہ داخل ہو جاتا ہے تو
اللہ تعالی کا منظور نظر ہو جاتا ہے اور ملاء اعلی کیواسطے
ایک عروس جمیل بنجاتا ہے تو جس مکان مین جاتا ہے ملاء اعلی کے ہمتین
اسکے ساتھ منعقد اور متعلق ہو جاتے ہین اور ملائکہ کی فوجین
اور انوار کی موجین اسکی طرف چلی آتی ہین خصوصا جب اسکی
ہمت متعلق ہو اس مکان معظم کی طرف اور جو عارف کامل معرفت
وحال مین ہوتا ہی اسکی ہمت مین نظر حق نفوذ کرتی ہے اور
جو علاقہ رکھتی ہے اسکے اہل اور مال اور گھر اور نسل اور نسب
اور قرابت دیارونکے ساتھ شامل ہوتی ہے مال اور ابرو وغیرہ
کو اور اصلاح کرتی ہے اور اسی سے کملا اور غیر کملا کیسرتین
متمیز ہوتی ہین **مشہد آخر** مین نے اجازت چاہی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے رد کرنیکی جو علماء حرمین نے بعضے صوفیون پر
اعتراض کئے ہین تو مجھکو اجازت نہ دی اور مین نے دیکھا
کہ علمائے عاملین جنکا علم موافق ہی مشتغلین تصفیہ سے اور نشر علم و دین

والبقاء والجذب الناشئ من صميم النفس الناطقة
والتوحيد وغير ذلك من المقامات الشامخة عند
الصوفية بيان هذا المجمل ان هنا طريقتين طريقة
انتقلت الى الخلق بانتقاله صلى الله عليه وسلم وهي
بالوسائط وهي ترجع الى تهذيب الجوارح بالطاعات
والقوى النفسانية بالذكر والتزكية وحب الله
والنبي صلى الله عليه وسلم والى تهذيب الناس
نشرا للعلم وامرا بالمعروف ونهيا عن المنكر و
سعيا فيما ينفع الناس عامة وما يناسب هذه
المذكورات وطريقة بين الله وبين عبده من
حيث اوجده فوجد وفاضه ففاض وليس في هذه
واسطة اصلا ومن سلك في هذه فانما شانه
ان يتنبه بحقيقة انا ويتنبه في ضمن هذا التنبه
بالحق وينشعب من ذلك الفناء والبقاء و
الجذب والتوحيد وغيرها وكلامنا في الطريقة
الثانية انها ليست عند النبي صلى الله عليه وسلم
بمنوهة ولا مرغوبة لانه عليه الصلوة والسلام
عنوان فيضان الطريقة الاولى وجعله الله في
الخلق وكرا لعنايته بافاضتها ومظنة لظهورها
والاشياء يتفاضل فيما بينها بوجه دون وجه
ان اعتبرتها بما هي في ظرف الوجود العام الذي
لا يغادر جهة الا احاطها حصلت تلك الوجوه
التي يقع بها التفاضل وكان الفضل دائرا
فيها والمنافست منقسمة بينها وان اعتبرتها مضافة
الى سبب واحد اضمحل الفضل من وجه وبقي

اور بقاء اور جذبہ جو ظہور کرے نفس ناطقہ سے در توحید وغیرہ مین ہون
جو صوفیہ کے نزدیک عالی مقامات مین سے ہین بیان اس مجمل کا یہ ہے
کہ یہان دو طریقے ہین ایک طریقہ تو یہ ہی کہ خلقت کیطرف منتقل ہوا
انتقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بالوسایط اور وہ راجع ہے
طرف تہذیب جوارح کی عبادت سے اور قوائے نفسانیہ کے ذکر اور
تزکیہ اور حب اللہ اور حب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور لوگونکی
تہذیب کرنی نشر علم اور امر معروف و نہی منکر سے اور لوگونکے
نفع رسانی مین کوشش کرنیسے اور جو ان مذکورات کی مناسب ہے
اور دوسرا طریق یہ کہ اللہ اور اسکے بندے مین ہے کہ جسطرح
اللہ تعالی نے ایجاد کیا ویسا اُس نے پایا اور جو افاضہ
کیا اسکو پہنچا اور اسمین اصلا واسطہ نہین ہی جس نے سلوک کیا
اس طریقہ کا اسکا حال یہ ہے کہ وہ شخص متنبہ ہو حقیقت انا سے
اور اس تنبہ کے ضمن مین حق سے اور اس سے منشعب ہوئی فنا
اور بقا اور جذب اور توحید وغیرہ اور ہماری گفتگو دوسرے طریقہ
مین ہے کہ یہ طریقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک عالی
نہین اور نہ مرغوب ہے آپکے اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
عنوان ہین فیضان طریقہ اول کے اور اللہ نے آپکو گردانا
ہے آشیانہ اپنی عنایت کا اس طریقہ کے افاضہ اور اسکے ظہور
کے واسطے جائے مقرر کی ہے اور آشیاء آپسمین فضیلت رکھتے
ہین ایک وجہ سے نہ دوسری وجہ سے اگر تو اعتبار کرے
اُس شئے کا کہ ظرف وجود عام مین ہے ایسا کہ سب جہات کو
محیط ہو کسی کو نچھوڑین تو حاصل ہونگے ایسی وجہین کہ
جس سے تفاضل واقع ہو اور ہوگا فضل دائر انمین اور منافست
منقسم ہوگی انمین اور اگر تو اعتبار کرے اُسکو مضاف سبب
واحد کی طرف تو ایک وجہ سے فضل جاتا رہے گا

من وجہ فکان احدہما شیأ علیہم الفضل اصلا
ثم لما انتقل ھذا النور الی الناسوت انتفع
السالکون بکلا الطریقتین اھل الجذب بانفساء
التبتۃ الاجمالی علیھم بسبب ھذا النور فانشرحت
علیھم المعارف ولذلک تری العرفا ینقدح
معارفھم من الکتاب والسنۃ واھل السلوک
باجمعھم الی ھذا النور یرتاضون بہ ویتوجھون
بہ فتدبر فان المسئلۃ دقیقۃ

مشہد آخر

ھل تعرف لم کان الشیخان رضی اللہ عنہما افضل
من علی کرم اللہ وجہہ مع انہ اول صوفی
واول مجذوب واول عارف فھذہ الامۃ
لاتری ھذہ الکمالات فی غیرہ الا قلیلا من قبل
التطفل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم تبینت
ھذہ المسئلۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فاظھر لی وذلک ان الفضل الکلی عند النبی
صلی اللہ علیہ وسلم ما یرجع الی تمام امر النبوۃ
کاشاعۃ العلم وتسخیر الناس علی الدین وما یناسبہ
واما الفضل الراجع الی الولایۃ کالجذب والفناء
فلیس الا فضلا جزئیا من وجہ ضعیف و
الشیخان کانا من المجذوبین الاول حوانی ارھما
بمنزلۃ فوارۃ ینبع منھا الماء فالعنایۃ الالھیۃ تعلقت
بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم فظھرت بعینھا فیھما
فھما الجسب کما انھما بمنزلۃ العرض الذی لیس
ھو الا قائما بالجوھر متمما التحقق فعنی بکم اللہ
وجہ وان کان اقرب الیہ بحسب النسب

اور دوسری وجہ سے باقی رہیگا اور احد الاشیاء کو فضل
اصلا نہ ہیگا ان یہ بات ہے کہ جب منتقل ہوتا ہے نور طرف
ناسوت کی تو دونوں طریقوں سے سالکوں کو نفع ہوتا ہے
اہل جذب پر تو انفساء تبتہ اجمالی کا ہو اسبب اس نور کے
تو انپر کھل گئیں معرفتیں اور اسی سبب تم دیکھتے ہو عارفوں کو کہ
اپنی معرفتیں کتاب اور سنت سے مستفاد خلاف کھتے ہیں اور اہل
سلوک اس نور سے تضرع کرتے ہیں اور آرزو کرتے ہیں اور اس
نور میں مندرج ہوتے ہیں اور اس سے قوام پاتے ہیں پس غور کرو کیونکہ
یہ مسئلہ دقیق ہے

مشہد آخر

کیا تم جانتے ہو کہ
شیخین رضی اللہ تعالی عنہما کس لئے افضل ہوئے حضرت علی کرم اللہ
وجہہ سے باوجودیکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اس امت میں اول
صوفی اور اول مجذوب اور اول عارف ہیں اور یہ سب
کمالات اور میں نہیں مگر قلیل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
طفیل سے میں نے یہ مسئلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں عرض کیا
تو مجھپر ظاہر ہوا کہ فضل کلی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک
وہ ہے کہ راجع ہو طرف امر نبوت کے اور پورا کرنا اسکے مناسب جیسے اشاعت علم کی اور
اور لوگوں کی تسخیر دین کیطرف اور جو اسکے مناسب ہو اور جو فضل
کہ راجع ہو ولایت کیطرف جیسے جذب اور فنا تو وہ فضل جزئی ہے
اور ایک جہت سے ضعیف ہے اور شیخین یعنی اللہ عنہما اول قسم کیساتھ مختص تھے
یہانتک کہ میں انکو دیکھتا ہوں بمنزلہ فوارہ کے کہ اسمیں سے پانی نکل
رہا ہے تو جو عنایت اللہ تعالی کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوئی عین
وہ حضرت شیخین رضی اللہ عنہما میں ظاہر ہوئی پس آپ دونوں حضرات
کمال کے اعتبار سے بمنزلہ ایک ایسے عرض کے ہیں جو جوہر کے
ساتھ قائم اور اسکی تحقیق کو اتمام دینے والا ہے پس حضرت علی کرم اللہ
وجہہ اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت قریب ہیں نسب میں

والجبلة والفطرة المحبوبة منهما واقوى جذبا
واشد معرفة لكن النبي صلى الله عليه وسلم
بحسب كمال النبوة اميل اليهما ولذلك لم يزل
العلماء الحملة لمعارف النبوة يفضلونهما و
لم يزل العلماء الحملة لمعارف الولاية يفضلونه
ولذلك كان مدفنهما بعينه مدفن النبي صلى
الله عليه وسلم واكثر الامور العادية لها مبدأ
معنوي مثل هذا الذي اشرت اليه ومثل جعل
الحجرة المانعة للوصول الى قبره صلى الله عليه وسلم
وذلك سر قوله عليه الصلوة والسلام اللهم
لا تجعل قبري وثنا يعبد من دونك مشهد
آخر رأيت لله سبحانه بالنسبة الى النبي صلى الله
عليه وسلم نظرا خاصا كانه الذي يعبى من مثل
لولاك لما خلقت افلاك فاشتقت الى تلك
النظرة واعجبتني اشد عجب فلصقت به صلى
الله عليه وسلم وتطفلت عليه وصرت كالعرض
بالنسبة الى الجوهر فسامت تلك النظرة واكتنهت
كنهها وصرت منظرا ومرئى لها فاذا هي ارادة
الظهور وذلك لان الحق اذا اراد ظهور شان
احبه وانظر اليه وشانه صلى الله عليه وسلم
ليس بشان رجل واحد بل نشأة مبتدأة
منبسطة على هياكل البشر والبشر نشأة
منبسطة على وجه الموجودات فكانه صلى الله
عليه وسلم غاية الغايات وآخر نقاط الظهور
ولكل موج حركة الى منتهاه ولكل سيل شوق

جبلت اور فطرت محبوبہ مین حضرت شیخین رضی اللہ عنہما سے
اور جذب مین بہت قوی اور معرفت مین زیادہ مگر نبی صلی اللہ
علیہ وسلم بحسب کمال نبوت حضرت شیخین رضی اللہ عنہما
کی طرف بہت مائل ہین اور اسی باعث سے جو علماء معارف
نبوت سے واقف ہین اُنکی تفضیل کرتے ہین اور جو علماء معارف ولایت
سے آگاہ ہین وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی تفضیل کرتے ہین
اور اسی واسطے حضرت شیخین رضی اللہ عنہما کا مدفن بعینہ
مدفن رسول اللہ علیہ وسلم کا ہے اور اکثر امور عادیہ کا مبدا
معنوی ہے مانند اسکے جسکا اشارہ کیا مین نے تمسے اور مانند
گردانے حجرۂ مبارک کے مانع قبر تک پہنچنے سے اور یہ
سر ہی قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو آپ نے فرمایا ہے
اللہم لا تجعل قبری وثنا یعبد من دونک مشہد آخر
مین نے دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف اللہ تعالی کی ایک نظر خاص
ہی گویا کہ وہ مراد ہے مثل لولاک لما خلقت الافلاک سے مجکو اس
نظر کا شوق ہوا اور مجکو نہایت تعجب ہوا پس مین ملاصق
ہوگیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور طفیلی بنگیا اور ہوگیا
مین جیسے جوہر کے ساتھ عرض پس اصرار کیا مین نے اس نظر کا اور دریافت
کیا کنہ اسکا اور ہوگیا مین اسکا منظر اور آئینہ تو وہ ارادہ
ظہور تھا اور یہ اسلیے کہ جب اللہ تعالی نے ارادہ کیا ظہور
شان کا تو اسکو دوست رکھا اور اسکی طرف نظر کی
اور شان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرد واحد
کی شان نہین ہے بلکہ ایک عالم مبتدا ہے جو صورت
بشر پر منبسط ہے اور بشر ایک عالم منبسط ہے وجہ موجودات
پر تو گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غایت الغایات ہین
اور ظہور کے آخر نقاط ہین اور ہر موج کی حرکت ہین اسکی منتہا تک اور ہر سیل کو

الی مبلغہ فتدبر فالسر دقیق **مشهد آخر**
رایت الشفع الیہ صلی اللہ علیہ وسلم والتوسل
لدیہ بعلماء الحدیث والدخول فی عدادهم وبعلم
الحدیث وحفظہ علی الناس عروۃ وثقی وحبلا
ممدودا لا ینقطع فعلیک ان تکون محدثا او
متطفلا علی محدث ولا خیر فیما سوی دینک فیما
اری واللہ اعلم بالصواب **مشهد آخر**
العارف اذا کمل التصقت روحہ بالملاء الاعلی
وهنالک حضرۃ عالیۃ شامخۃ ارتفعت ثم
هممهم ولم ترتفع ثم اجسادهم واولئک ثم
علی همۃ رجل واحد راجعۃ الی تدبیر وحدانی
وان اختلفوا فی تفاصیلها فتدلی هنالک فی تلک
الحضرۃ رب العالمین فغشیهم من النور ما
غشیهم واحتفت هممهم تحت شعشعان
تلک الانوار حتی لا تکاد تتمیز منها ولا تتمایز بینها
وان انا ضربت لحالهم تلک مثلا فلا تعجبی الی کل
غور ونجد فان الامثال لا تفسر الاشیاء الا من
جهۃ دون جهۃ هم بمنزلۃ الهیولی الخفیۃ
التی لا تدرک الا من احکام وآثار تتنجس من هذا
الموجود من جهۃ مسام الهیولی التی هی ام القا
بلیات والنور الغاشی لهم الماحی ایاهم بمنزلۃ
الصورۃ التی تدرک اول ما یدرک وهی اصل الفعلیات
فتنجس فی تلک الحضرۃ احکام متولدۃ من علوم
الملاء الاعلی وهممهم التفصیلیۃ تلطفت فیهم
وارتقت وصفاتها مع هممهم فمن مسامات

المشاهدة الرابعة والعشرون ۲۴

المشاهدة الخامسة والعشرون ۲۵

اپنے مبلغ تک پس غور کر کہ یہ باریک راز ہے **مشہد آخر** میں نے دیکھا
کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں شفاعت اور توسل ہے
انکو جو علماء محدث ہیں اور جو انکی گنتی میں داخل ہیں اور علم حدیث
شریف اور حفظ حدیث شریف ایک عروہ وثقی اور حبل ممدود
ہے ایسی کہ کبھی منقطع نہو پس تو ضرور لازم کر لے اپنے پر یہ کہ
تو محدث ہو یا محدث کا طفیلی ہو ان دونوں باتوں کے سوا بہتری
نہیں ہے جو میری رائے میں ہے واللہ اعلم بالصواب **مشہد آخر**
عارف جب کامل ہوتا ہے تو اسکی روح ملاء اعلی میں جا ملتی ہے اور وہاں
ایک درگاہ عالی ہے اور انکی ہمتیں وہاں پہنچ جاتی ہیں اور انکے جسم وہاں
نہیں پہنچتے وہاں اور وہ مرد واحد کی ہمت پر جسکی ہمت تدبیر وحدانی
کیطرف راجع ہو اگرچہ اس ہمت کی تفصیلوں میں اختلاف ہے
پھر تدلی کرتا ہے اس عالی درگاہ میں رب العالمین پس ڈھانک
لیتا ہے انکو نور میں جسقدر ڈھانک لے اور انکی ہمتیں چھپ جاتی
ہیں اس انوار کی چمک میں یہانتک کہ تمیز نہیں ہوتیں وہ ہمتیں
اور نہ آپسمیں متمائز ہوتی ہیں اور اگر میں انکے اس حال کے
مثل بیان کروں تو دھمکا اور خفا نہو مجھپر ہر نشیب و فراز سے کیونکہ
امثال اشیا کی تفسیر نہیں کرتے ایک جہت سے دوسری جہت سے اور وہ
بمنزلہ ہیولی خفیہ کے ہیں جو دریافت نہیں ہوتا مگر احکام و آثار سے
جو جاری ہوتے ہیں اس موجود سے جہت مسام ہیولی سے ایسا ہیولی
کہ جو اصل قابلیات ہے اور وہ لو کہ جس نور نے انکو ڈھانک رکھا
ہے اور انکو محو کر لیا ہے وہ بمنزلہ اس صورت کے ہے جو سب سے پہلے
مدرک ہوتی ہے اور وہ صورت اصل فعلیات ہے پھر جاری ہوتی
ہیں اس درگاہ عالی میں احکام و آثار جو ملاء اعلی کے علوم سے
متولد ہیں اور انکی ہمتیں تفصیلیہ لطیف ہو جاتی ہیں انمیں اور
بلند ہو جاتی ہے انکی صفات فرشتوں کی ہمتوں کے ساتھ پھر انکی ہمتوں کے

هممهم ينبجس في حظيرة القدس فيضربها النور
ولا يتركها كما هي بل يصيرها قريبا من جوهره
فتختلف حالات الحضرة المقدسة فرضا وسخطا
وضحكا وتبشبشا وقبضا واعراضا ونزولا
في اوقات او محال وترددا في القضاء ولعن الاقوام
وايجابا وتحريما ونسخا وامثال هذه فمن شاهد
هذه الحضرة وعرف اهتزازها وانشراحها و
عزيمتها وكونها كل يوم هي في شان صارت المتشابهات
عنده محكمات ۵ ولم يبق بالاشكال اشكال ريبة
ومن لم يشاهدها لم يصح له ولم يصلح الا ان يفوض
هذه الامور الى الله ويؤمن بجملتها اذا علمت
هذا فتلك الحضرة قبلة همم الملاء الاعلى ومناط
توجههم ومعقد نواصيهم فمن بلغ هذا المبلغ
وقدر الله سابق علمه ان يحصل له ثم فناؤها
ربما اضمحل هنالك فليست روحه تسوس جسده
بل الحضرة فقط فهي السائسة وهي المرشدة وهي
الملهمة وتطفلت على النبي صلى الله عليه وسلم
فاعطيت من ذلك كاسا دهاقا وكان ما كان
والحمد لله رب العالمين وفي محاذاة هذه الحضرة
حضرة اخرى اسفل منها هي مرقى همم الملاء السافل
ومجمع امرهم موضع الهامهم ومحكمة قضائهم
ومناط توجههم ما اشبه شانها بشان هذه الحضرة
المقدسة الصف الحق بواسطة تدليه هنالك
بالمحبة لعباده واتباع رضاهم في بعض الامر
وامثال ذلك والحضرتان جميعا معرفتهما ادق

جاری ہوتا ہے حظیرہ قدس میں پھر اس سے نور چمکنے لگتا ہے
اور ویسا ہی نہیں رہتا بلکہ اسکو اپنے جوہر کے قریب کر دیتا ہے
پس مختلف ہوتے ہیں حالات حضرۃ القدس کے رضامندی اور غصہ
و ہنسی اور خوشی و قبض اور روگردانی اور نزول فی اوقات یا
فی المواقع اور تردد فی القضا اور لعن اقوام اور ایجاب اور تحریم اور
نسخ وغیرہ سے تو جس نے مشاہدہ کیا اس درگاہ کا اور اسکے اہتزاز اور
اور انشراح اور عزیمت کو اور ہر روز ایک شان میں ہونیکو پہچانا
اسکے نزدیک متشابہات محکمات ہیں ۵ اور شک کی کوئی
صورت باقی نہ رہی اور جس نے اس درگاہ کا مشاہدہ نہیں کیا
اسکو صحیح نہیں اور صلاحیت نہیں مگر یہ کہ اللہ کو تفویض کرے
اس متشابہات کا علم اور سب پر ایمان لاوے جب تم نے یہ جان لیا تو
پس وہ درگاہ قبلہ ہے ملاء اعلی ہمتوں کا اور مناط توجہ و معقد
نواصی ان کا پس جو شخص اس رتبہ کو پہنچ گیا اور اللہ نے
اپنے سابقہ علم میں اسکے لئے مقرر کر دیا تھا کہ اسکو حاصل ہو وہاں فنا
اور بقا اکثر اوقات محو ہو جاتا ہے وہاں تو اسکی روح اسکے جسم کی
نگہبانی نہیں کرتی بلکہ وہ درگاہ فقط وہی اسکی نگہبان اور وہی مرشد
اور وہی ملہم ہے اور میں طفیلی بنگیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تو
عطا ہوا مجکو اسکا ایک جام سرشار پس کیا کہوں کیا تھا جو کچھ
تھا الحمد للہ رب العالمین اور اس درگاہ کے محاذی ایک اور
درگاہ ہے اس سے نیچے کہ وہ نردبان ملاء سافل کی ہے اور
انکی مجمع امر ہے اور انکے الہام کی جاے ہے اور انکے احکام
کا محکمہ اور انکی مناط توجہ ہے کہ اسکی شان مشابہ نہیں
اس درگاہ کی شان کے وہاں حق متصف ہے بواسطہ تدلی کے
اپنے بندوں سے محبت رکھنے سے اور انکی خوشنودی کرنے سے
بعض امر میں یہ اور دونوں درگاہوں کی معرفت نہایت باریک ہے

واجل من ان یعالجهما بعقول العامیة والله
الموفق **مشهد آخر** مما انقدح علی من فیض
صحبته صلی الله علیه وسلم علوم کثیرة من حال التام
معرفة بالله منها ان هذا الشخص یمتاز من سائر الناس
بان الاجزاء الفلکیة فیه قویة الظهور نافذة الحکم
وانها یقوم بها صبغ الٰهی یجعل جمیع معانیها مناسبة
بما یلی جناب الحق ومنها ان تام المعرفة لابد ان یکون
فیه نقض التعلقات الدنیویة والاخرویة والجسمانیة
والروحیة غضاطر بالم یخلقه سر سریان الوجود
فی الموجودات وتوجه المبداء بالارادة الحبیة
الی تلک النشات وفطنت انه معنی من معانی
جزئه الذی یحذو حذو زحل فلما حل به صبغ
الٰهی صار هذا النقض محبة ذاتیة تتوجه الی نقطة
الذات فمن صده عن النقیض والتخلی عن الکل
البقاء بالله والتصرف بالحق فی الخلق ولطلوع الارادة
الحبیة من المبداء من طریق کوة تشخصه فلیس
بتام انما التام من حمل هذا النقض فی وعائه
غضاطر یالم یدنسه حب مظهر ولو بالحق بحیث
یکون عنوانا للمحبة الذاتیة وجسدا لروحها
وشبحا لحقیقتها وحمل حب المظاهر لا بنفسه
بل بالحق للخلق لا بانفسهم بل بالحق فی وعائه و
منها ان کل عارف تام المعرفة فانه لا یاخذ شیئا
الا من نفسه وانما اعداد المعدات ان ینبه هذا الفرد
علی جزء موجود فیه ویکشف علیه معناه فیظهر
علیه ما لم یکن ظهر فمن استفاد من غیره شیئا

اور برتر ہے اس سے کہ تمام لوگونکی عقول وہان پہنچ سکے
واللہ الموفق **مشہد آخر** فیض صحبت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے مجھپر کھل گئے بہت علوم اللہ کی معرفت کے پورے حال
ایک انمین سے یہ ہے کہ یہ شخص سب آدمیون سے ممتاز ہے اس امر مین
کہ اجزاء فلکیہ کا اسمین ظہور قوی اور نافذہ الحکم ہے جنسے اور
خدائی رنگ اس سے قائم ہوتا ہے تاکہ کردیوے اسکے تمام معانی کو
اس شے کے مناسب جو جناب الٰہی سے قریب ہے اور ایک یہ ہے
کہ تام المعرفت کیواسطے ضرور ہے کہ تعلقات دنیاوی اور اخروی
جسمانی و روحانی اس سے شدت سے دور ہون اور اسکو بیکار
نکردے سریان الوجود فی الموجودات کا سر اور توجہ مبداء کے
بارادہ حبیت ان عوالم کے اور مین نے جان لیا کہ یہ ایک معنی
ہین اس جزو کے جو مقابل ہے زحل کے پھر جب رنگ الٰہی ہے
تو وہ بے تعلقی محبت ذاتی ہوجاتی ہے کہ نقطہ ذات کیطرف
متوجہ ہے پس شخص نے اسکو بے تعلقی اور خلوت کل سے بقا باللہ
ہے اور تصرف بحق خلقت مین اور ارادہ طلوع حبیت مبداء کا
کیا راہ روزن تشخص اپنے سے وہ پورا پورا نہین ہے پورا پورا وہ
شخص ہے جس نے اس بے تعلقی کو اپنے ظرف مین بہت مضبوطی سے
رکھا اور اسکو آلودہ نہ کیا مظہر کی حب نے اگرچہ ساتھ حق کے ہو
اس حیثیت سے کہ عنوان ہو محبت ذاتی کا اور اسکی روح کا جسم ہو اور
اسکی حقیقت کا کالبد اور حمل کیا حب مظاہر کو لا بنفسہ بلکہ بالحق
واسطے خلقت کے نہ انکے نفسون سے بلکہ بالحق ہو انکی طرف مین اور ایک یہ ہے
جو عارف کامل معرفت ہوتا ہے وہ کسی سے کچھ نہین حاصل کرتا مگر اپنے
نفس سے ہی اخذ کرتا ہے اور تحقیق آمادگی معدات یہ ہے
کہ وہ فرد آگاہ ہو اس جزو سے جو اسمین موجود ہی اور اسکے معنی اسپر کشف
ہوجائین پھر اسکو ظاہر ہوجاے جو ظاہر نہوا تھا تو جو شخص اپنے سے

من غير هذا الوجه فليس بتام المعرفة ومنها ان كل
عارف تام المعرفة فانه يسخر جميع ما سوى الله تبارك
وتعالى وما سوى اسمائه وتدلياته اما بالقهر وهذا
فيما كان ادنى حالا وانقص قوة من نشأة هذا العارف
التي البست فوق جامعية وجعل حجابا دون
معانيه فتارة يكون بهيمية مختلطة بالملكية بقوية
بقوية او ضعيفة بضعيفة وضعيفة بقوية
فيختلف الاحكام والآثار فيورث نكرة عند العوام
الناظرين الى اللباس دون الجامعية والواقفين
على الصور دون المعاني واما بالمناسبة وذلك
فيما كان اقوى حالا واتم تاثيرا من تلك النشأة اللباسية
والحجابية وسر المناسبة انما ينشأ من جزء في العارف
يقوم مقام هذا المراد تسخيره فبينه وبينه عروق
ممتدة وماساريقا واصله من جهة سر تلك النشأة
المشتركة فيها فاذا توجه العارف الى ذلك الجزء
اشد توجه حرك بتلك الخيوط المستترة ذلك
المراد تسخيره واما الاسماء والتدليات فلا تكون
مسخرة لشعشان نور الربوبية نعم هنالك حب
باراء محبوبية فتتحرك المحبوبية ويتحرك الحب بازائه
ويتحرك التدلي والاسم اللذان يناسبان هذا الحب فمن لم
يعرف هذا التسخير المستطير ولم يره في نفسه فليس
بتام المعرفة فظننت ان هذا التسخير المستطير
معنى من معاني جزئه الذي يحذو حذو الشمس
لما الصبغ بصبغ الهي صار التسخير الذي فيه
هذا المستطير ومنها ان تام المعرفة لروحه

وہ کامل معرفت نہین ہی اور ایک یہ ہی جو عارف کامل معرفت ہوتا ہے
اسکے سب مسخر ہوتے ہین سوا اللہ تعالی کے اور سوا اسکے اسما اور
تدلیات کے یا تو زبردستی سے یا اس صورت مین ہے کہ حال ادنی اور قوت
ناقص ہو عارف کے اس عالم کے جو جامعیت کے اوپر پہنایا گیا ہی اور
کردیا ہی حجاب سوا معانی کے تو کبھی ہوتی ہی بہیمیت ملکیت سے
مختلط قوی قوی سے یا ضعیف ضعیف سے یا ضعیف قوی
سے پس مختلف ہوتی ہین احکام و آثار تو انکار ہوتا ہے
عوام کو جو دیکھنے والے ہین طرف لباس کے نہ جامعیت کے اور ظاہر کے دیکھنے
والے ہین نہ معانی کے اور یا مسخر ہوتے ہین اس عارف کامل کے سب ساتھ
مناسبت کے اور یہ اس صورت مین کہ قوی حال ہو اور قوی تاثیر ہو
اس عالم لباسیت اور حجابیت مین اور سر مناسبت
کا بیشک ظاہر ہوتا ہے اس جزو سے جو عارف مین ہے
کہ اس مراد کے قائم مقام ہوتا ہے اسکی تسخیر تو درمیان اس
عارف اور اس جزو کے رگین ہین ممتدہ اور ماساریقا اور
اصل اس تسخیر کی جہت سے اس سر عالم مشترک سے جو اس
مین ہے تو جب متوجہ ہوتا ہے عارف طرف اس جزو کے بہت
توجہ سے تو حرکت کرتی ہے ان خیوط مستترہ سے وہ مراد واسطے
تسخیر کے لیکن اسما اور تدلیات نہین مسخر ہوتی بسبب چمکنے نور
ربوبیت کے ہان یہان حب ہے مقابل محبوبیت کے تو متحرک ہوتی ہے
محبوبیت اور حرکت کرتی ہے اس کے مقابل حب اور متحرک
ہوتی ہے تدلی اور اسم وہ دونون جو مناسب ہین اس حب کے
پس جو شخص نہین پہچانتا اس تسخیر مستطیر کو اور اپنے نفس مین نہین
دیکھتا وہ شخص کامل معرفت نہین ہے اور مجکو دریافت ہوا کہ یہ تسخیر مستطیر
معانی مین سے ہی اس جزو کے جو مقابل ہے شمس کے جس وقت رنگا جاتا ہی رنگ
الہی سے ہو جاتا ہی وہ جزو تسخیر جسمین یہ مستطیر اور انمین ایک یہ ہے کہ کامل المعرفت کی روح مین

الحدیق وعنایة بکل شیء من طریقته ومذهبه سلسلة
ونسبته وقرابته وکل ما یلیه وینسب الیه وعنایة
هذه یختلط بها عنایة الحق وذلک لان نفسه اذا
تجردت عن کدورات الجسد وتصفت بالملاء الا
علی وتجلی هذا لک الحق وانما یکون التجلی بحسب استعداد
المتجلی له وهذه النکتة هو الذی قصدنا الی ضرب
المثل بالهیولی المصورة یتلون تلک النفس بلون
الحق وتصیر کانها تدلی من تدلیات الله تعالی الی
خلقه لذلک الانصباغ والامتزاج والاختلاط المشار
الیه فعند ذلک یقع توجه نفسه الی هذه الامور
معدة الانعطاف جناب القدس الیه فاذا تمکن
هذا السر فی اضلاع النفس وشعوبه وشجونه وجمیع
فنونه اختلط النظر الالهی بکل ذلک فصار اکسیرا
یستشفی به وانما ارید شجون النفس وشعوبه ما
یتوجه الیه النفس من غیر جمع الهمة بعادة
او ملکة غیر مستقرة وللکامل من جهة هذا
السر آثار واحکام کثیرة وفطنت بان هذا المعنی
من معانی جزئه الذی یحذو حذو زحل مختلطا بالمشتری
حین حل به صبغ الهی ومنها ان تام المعرفة منعم
بجمیع النعم التی انعم الله بها علی السموات والارضین
والموالید وکل ما فی بین ذلک من الملائکة والانبیاء
والاولیاء والملوک وغیرهم وذلک ان فیه اجزاء
کل منها یحذو حذو شیء من الموجودات فهو
نسخة اجمالیة جامعة لجمیع الموجودات وکل جزء
منه اذا تتبعنا تفصیله انفسر بتلک النشاءة

تیز نظری اور غور و عنایت ہوتی ہے ساتھ ہر شے کے طریقت
اور مذہب اور سلسلہ اور نسبت اور قرابت سے اور جو اس سے قریب ہو اور
اسکی طرف نسبت رکھے اور اس کامل معرفت کی اس عنایت کے ساتھ اللہ
تعالی کی عنایت مختلط ہو جاتی ہے اور یہ بات اسواسطے ہے کہ اسکا
نفس جب کدورات جسم سے مجرد ہو جاتا ہے اور ملاء اعلی سے
ملجاتا ہے اور وہاں تجلی حق کی ہوتی ہے۔ اور وہ حق کی تجلی کے موافق
استعداد اس شخص کے ہوتی ہے جسکے واسطے تجلی کی گئی اور یہی
نکتہ ہے جسے ہمنے ضرب المثل میں ہیولی اور صورت کہا ہے تو متلون ہو جاتا
ہے نفس لون حق سے اور ہو جاتا ہے گویا ایک تدلی حق کی تدلیات میں سے
جو خلقت کی طرف ہیں بسبب انصباغ و امتزاج و اختلاط مذکور جسکی
طرف اشارہ کیا گیا پس اسوقت اسکا نفس متوجہ ہوتا ہے ان امور کی طرف
اور اسکی توجہ معد ہو جاتی ہے واسطے منعطف ہونے جناب قدس کی اسکی
طرف تو جب قرار پذیر ہو گیا یہ امر اسکے پہلو کی ہڈیوں میں اور اسکے شعبوں
اور رگوں میں اور پٹھوں میں تو مختلط ہو جاتی ہے نظر الہی ان سب میں
تو وہ شخص اکسیر بنجاتا ہے جس سے لوگوں کو شفا ہو اور میری مراد نفس
کی رگوں اور پٹھوں سے وہ شے ہے جسکی طرف نفس بے قصد کے متوجہ
ہو اور عادت اور ملکہ غیر مستقرہ کے اور واسطے اس کامل کے اس سر
کی جہت سے احکام و آثار بہت ہیں اور دریافت ہوا کہ یہ بات معانی میں سے
ہے اس جزو کی جو مقابل زحل مختلط با مشتری کے ہے بروقت حلول
کرنے رنگ الہی کے اور انمیں سے ایک یہ ہے کہ کامل معرفت کو وہ سب
نعمتیں ملتی ہیں جو اللہ تعالی نے دی ہیں سب آسمانوں اور
سب زمینوں اور موجودات کو اور جو انمیں ہیں ملائکہ اور انبیا اور اولیا اور
بادشاہ وغیرہم اور یہ امر اسواسطے ہے کہ اس کامل معرفت میں
جو اجزا ہیں تمام موجودات کے مقابل ہیں گویا کہ وہ ایک نسخہ اجمالی ہے
جامع تمام موجودات کا اور جب اسکے ہر جزو کی تفصیل کرنا چاہیں تو عالم میں

فکل ما وقع من نعمة فانما محلها الجزء من الاجزاء
وهو مطلوب بشكر كل هذه النعم وليس كلا
منا من قبيل المسامحة والتجوز بل هو الحقيقة التي
لا يتجاوزها نفس الامر نعم اذا تجرد للتشخص الكلي
المنبث في جميع المخلوقات حضر هذا السر واذا
انحدر الى ما يلي التشخصات الجزئية استتر عنه

مشهد آخر كنت منتظرا لمعنى حديث
سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم اين كان ربنا
قبل ان يخلق خلقه قال كان في عماء الخ فافيض علي هذا
السر فتمثل لي نور عظيم في اعالي بعد هيولاني
قد احاط بمجامع هذا البعد تدبيرا بخطوط شعاعية
ممتدة منه الى جميع نواحيه وقيل هذا هو المشار
اليه بقوله عليه السلام كان في عماء وهذا البعد الهيولاني
هو العماء وهذه الاحاطة بالخطوط الشعاعية
هي القهر المشار اليه بقوله تبارك وتعالى هو القاهر
فوق عباده فحين ظهر هذا السر ثلج قلبي كاني لا اجد
شبهة ولا مسئلة اسال عنها ثم من بعد ذلك
انحدرت الى حيز الفكر فعلمت ان الذات الالهية
اقتضت واستلزمت ظهور استعدادات كانت
مندرجة فيها فظهرت هنالك في صقع الوجوب
ظهورا عقليا وتمثلت هنالك بهذا الظهور
اعيان الممكنات وشون ظهور الواجب في كل
نشاة وقد اليه في كل برزة واقتضت الذات الا
الهية باتصافها هذه الظهورات عدما ومادة
وخارجا فاظهر فيه ما كان منطويا في كورة

تو جو نعمت واقع ہوگی اسکا محل کوئی جزو ہوگا اجزا مین سے
اور وہی ان نعمتونکے شکر سے مطلوب ہے اور ہمارا کلام کچھ سرسری
مسامحت اور تجویز سے نہین ہے بلکہ حقیقت نفس الامری ہے
ہان یہ سر جب میسر ہوگا کہ جسوقت مجرد ہو جائے واسطے تشخص
کلی کے جو منتشر ہے جمیع مخلوقات مین اور جب پستی مین چلا
جائے تشخصات جزئیہ کی تو یہ سر اس سے پوشیدہ ہو جائیگا

مشہد آخر مین اس حدیث شریف کے معنی کا منتظر
تھا اور وہ یہ ہے کہ سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
این کان ربنا قبل ان یخلق خلقہ قال کان فی عماء الخ
تو مجھپر افاضہ ہوا یہ سر کیا دیکھتا ہون کہ ایک نور عظیم ہے اعالی
بعد ہیولانی مین اور اس نے گھیر لیا ہے اس بعد کے مجامع
کو از روے تدبیر کے ان خطوط شعاعی سے جو اس نور سے ممتد ہین
اسکے جمیع نواحی کیطرف اور سنائی دیا کہ یہ وہی ہے جسکا اشارہ
کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث شریف
مین کان فی عماء یہ بعد ہیولانی وہ عماء ہے اور یہ احاطہ
خطوط شعاعی سے وہ قہر ہے جسکی طرف اللہ تبارک و تعالے
نے قرآن شریف مین اشارہ فرمایا ہے ہو القاہر فوق عبادہ پس
جسوقت یہ سر ظاہر ہوا میرا کلیجہ ٹھنڈا ہو گیا اور قلب مطمئن ہو گیا
گویا کچھ شبہہ ہی نہ رہا اور نہ کوئی مسئلہ جسکو پوچھون بعد اسکے مین
حیز فکر مین چلا گیا تو دریافت ہوا کہ ذات الٰہی مقتضی اور مستلزم
ہوئی ان استعدادات کی ظہور کی جو اسمین مندرج تھین تو ظاہر
ہوئے اسجگہ کنارہ وجوب مین از روے ظہور عقلی کے اور متمثل ہو گئین
اس ظہور سے اعیان ممکنات اور شانین ظہور واجب کے
ہر عالم مین اور اسکی تدلی ہر ایک برزہ مین اور اقتضا کیا ذات الٰہی نے
اس ظہورات سے متصف ہونا ساتھ عدم اور مادہ اور خارج کے تو اسمین

الاعیان والاسماء واول ما اظهر هنالك نور الهی
اخذ بمجامع العدم والمادة وتسلط عليه وهو
قائم مقام الذات الالهية وهو قديم بالزمان ان
الزمان والمكان والمادة عندنا شيء واحد وهو هذا
الاستعداد الذی سميناه بالعدم والخارج وفيه
الارادات المتجددة وهو اول شيء نطق بشانه
السنة الشرائع وذلك لانه انما سئل عن
اين ولم يكن حينئذ يصلح الجواب الا ظهر في الخارج

مشہد آخر فاض علی من جناب المقدس
صلی الله علیه وسلم کیفیة ترقی العبد من حيزه
الی حيز القدس فينجلي له حينئذ كل شيء كما اخبر
عن هذا المشهد في قصة المعراج. المنك فربما
رجع نظره قهقرى الى ما جرى عليه من الوقائع
فيعرف ما كان منها الهاما من الحق وتقريبا مما كان
من الطبع وتسويل الشيطان وربما علم علما اصرح
ما يكون مايتلو لها الملاء الاعلى من العلوم الناموسية
والانذار بالوقائع الآتية وخاصة الناس تنزلا
الى مداركهم واحتيالا لالفاك عقدتها فمناسب
تلك العلوم في تلك النشاة ومن هيآت الملاء
الاعلى ومقاماتهم ومقامات الملائكة والارواح
الاولياء والانبياء والملاء السافل وايضا هذا
وهذه العلوم كلها علوم القرآن العظيم فرايت
من طرح جلباب الطبع والتجرد عن الالف والعادة
والمحسوسات والانصباغ بصبغة تلك الحضرة امرا
عظيما ثم قيل لي هذا حضرة قدسية تلك الحضرة كلام

اعیان ہین اور اسماء ہین اور جو سب سے پہلے نور الٰہی ظاہر ہوا اُس نے
مجامع عدم اور مادہ کو اخذ کیا اور اس پر مسلط ہو گیا اور وہ
قائم مقام ذات الٰہی کا ہے اور وہ قدیم بالزمان ہے اسواسطے کہ زمان
اور مکان اور مادہ ہمارے نزدیک ایک شے واحد ہے وہ یہ استعداد ہے
جسے ہمنے عدم اور خارج کہا ہے اور اس مین ارادات متجددہ
ہین اور وہ اول شے ہے جسکی شانین زبان شرائع ناطق ہین
اسواسطے کہ تحقیق سوال کیا گیا لفظ اَین سے اور اسکے جواب کی
صلاحیت وہ چیز رکھتی ہے جو جواب مین ظاہر ہو **مشہد آخر** فیاض ہوا
ہے مجھ پر جناب مقدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بندہ
کی اپنے مقام سے مقام قدس کیطرف ترقی کرنیکی کیفیت
پھر اسوقت اسکو ہر شے روشن ہو جاتی ہے جیسا خبر دیگئی ہے
اس مشہد کے قصہ معراج مناسبی ہین تو اکثر اوقات آدمی کی نظر
پیچھے ہٹتی ہے اُلٹے پاؤن اُن وقائع کیطرف جو اسپر گذرے ہین
تو جان جاتا ہے اُن واقعات کو جو الہام خدا وندی و طبعی خیالات
اور مکر شیطانی سے ہوتے ہین اور اکثر اوقات اسکو علم صریح
ہو جاتا ہے جو بر تنے ہین ملاء اعلیٰ علوم ناموسیہ سے اور آنے والی
واقعہ سے ڈرنے کا اور لوگون کے جھگڑے کا اور وے تنزل کے
اُنکی مدارک کی طرف اور عذر و حیلہ کیواسطے اُسکے عقدہ کھلنے
کے جو مناسب اُن علمون کے ہے اس عالم مین اور
ہیئت ملاء اعلیٰ کی اور اُن کے مقامات ملائکہ اور ارواح
اولیاء و انبیاء اور ملاء سافل اور جو اسکی مانند ہون اور
یہ سب علم قرآن عظیم کے علم ہین تو مین نے دیکھا طبیعت کے
پردہ دور کرنے اور مالوفات اور عادات اور محسوسات سے مجرد ہونے
اس درگاہ کے رنگ سے رنگنے جانیسے ایک امر عظیم
اور مجھسے کہا گیا کہ یہ درگاہ ویت ہے یہ درگاہ کلام

ثم اذا اراد الحق ان يتدلى الى الخلق بكتاب ينزله
البس صاحب هذا المشهد لباسا نورانيا رقيقا
فانقلب هذه الروية بالنسبة اليه كلاما ثم رايت
كيفية الخدارة الى حيز الطبع والعادة فتنفتح
عليه عين الطبع وتنغمض عليه عين الملاء الاعلى
فصار ما كان بين يديه خيالا يتخيله وامرا يتذكره
من بعد غيبه وربما وجد من تطلب لملاذ و
الاسباب ما كان سلب عنه او نهى عنه وبين
ترقيه وانحداره حالات كثيرة شاهدتها في ذلك
المشهد منها ما هو اقرب الى الاعلى ومنها ما هو اقرب
الى الاسفل فيتولد من تلك الحالات ما اقول لك
يتولد الهاتف ويتولد الخاطر ويتولد الرؤيا
والحق ان الرؤيا خيالات كمثل احاديث النفس
يتجرد اليها الدراكة فيجدها بمرأى منه ومسمع ويتولد
خيال حق يمتلاء منه دماغه ويتولد فراسة صادقة
الى غير ذلك وكل ذلك في حيز الحجاب بين الحضرة
التي لا حجاب هنالك وبين الحجاب المتاكد من كل وجه
ووجدت لكل من هذه الاشياء ميزانا ومقدارا
ووجدت لكل مظنة يوجد هنالك ولكن لم اتفرغ
في هذه المشهد الاحاطة تلك الموازين والمظان
واكتفيت باصولها وعسى ان يوفقنا الله للاحاطة
في ثاني الحال **مشهد آخر** العارف اذا كان
في حيز ما يلي الطبيعة لم يشاهد فعل الحق كما ينبغي
ان يشاهد فربما اشتبه عنده الهام بها جسد حديث
من النفس وحالة الهية بامر طبيعي ويكون حدثه

المشاهدة التاسعة والستون ٢٩

پھر جب اللہ ارادہ کرتا ہے کہ خلقت کی طرف ساتھ
نزول کتاب کے تدلی کرے تو اس مشہد کے صاحب کو ایک لباس
نورانی باریک پہناتا ہے یہ رویت اسکی نسبت کلام ہو جاتی ہے پھر
مینے دیکھی اسکی انحدار و تنزل کی کیفیت حیز طبیعت اور عادت
کی طرف تو کھل جاتی ہے اسکی چشم طبیعت اور بند ہو جاتی ہے چشم ملاء اعلی
تو ہو جاتا ہے اسکے روبرو ایک خیال جسے وہ دیکھ رہا تھا اور
ایک امر کہ اسکو یاد کرتا ہے اسکے غائب ہونیکے بعد اور کبھی پاتا ہے
طلب ملاذ و اسباب سے وہ شے جو اس سے سلب ہو گئی تھی یا اس سے
منع کر دی گئی اور درمیان اسکے ترقی اور انحدار کے حالات کثیرہ
ہین جو مینے مشاہدہ کئے ہین اس مشہد مین بعضے انمین سے
وہ ہین جو اعلی کے بہت قریب ہین اور بعضے وہ ہین جو اسفل کے
بہت قریب ہین پھر پیدا ہوتی ہین ان حالات سے وہ جو مین تم سے
بیان کرتا ہون پیدا ہوتا ہے ہاتف اور پیدا ہوتا ہے خاطر اور
پیدا ہوتا ہے خواب اور حق یہ بات ہے کہ خواب خیالات ہین مانند
احادیث نفس کے کہ مجرد ہو جاتا ہے انکی طرف دراکہ تو پاتا ہے مرایا
اور مسمع مین اسکو اور پیدا ہوتا ہے خیال حق کا جس سے اسکا دماغ
بھر جاتا ہے اور پیدا ہوتی ہے فراست صادقہ علی ہذا القیاس
اور بھی اور یہ سب حیز حجاب مین ہین درمیان اس درگاہ کے
جہان حجاب نہین اور درمیان حجاب متاکد من کل وجہ کی اور مینے
ہر شے کی انمین سے میزان اور مقدار کو پایا اور مینے پایا ہر ایک کا
مظنہ جو وہان پایا جاتا ہے لیکن مین نہین فارغ ہوا اس مشہد
مین واسطے احاطہ ان میزان اور مقدارون کے اور کفایت
کرتا ہون انکے اصول پر اور قریب ہے کہ اللہ تعالی ہمکو توفیق دے انکے احاطہ
کی دوبارہ **مشہد آخر** عارف جب ہوتا ہے اس حیز مین جو قریب
طبیعت ہے نہین مشاہدہ کرتا فعل حق کو جیسا چاہیے مشاہدہ کرنا

الیہ ما حکم اللہ فیہا فیتردد ویکون فی ذلک بین
من الزمان شبہ انہ یلجئہ ربہ الی حین الحق فیصیر عبد اللہ
فیتجلی لہ کل شئ فیرجع نظرہ قہقری الی تلک الامور
المشتبہۃ والشکوک فینکشف لہ ارادۃ الحق و
قضیہ فکانہ بین رأی عین فان کان مکلما کلمہ
کلاما سویا وان کان مفہما القی فہمہ والقی فی روعہ
عبرۃ بسورۃ الانفال سئل النبی صلی اللہ علیہ وسلم
عن الانفال فلم یبین لہ حکم الحق فیہا وکیف تقسم
وساقہ الحق الی ذات الشوکۃ لیحق الکفر بہ فلما اجتمع
برکنی ذات الشوکۃ اخذت الاراء فالہم الحق
یجذب الی ذات الشوکۃ ومیل الطبایع یجذب
الی الرکب ثم عدوا الی الحق ونزلت الآیۃ فنظر
واہتزت القلوب الی الحق بالتمیز بمبادئ الغنائم
ارادۃ الحق بہم التصرف امور طبیعیۃ فلما انجذب
النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی حین الحق کلمہ بحقیقۃ
الامر فی ذلک فان قلت اخبرنی عن ہذا الخبر الذی
تقول انہ حین الحق ما ہو قلت ہم الملأ الاعلی
عظماء المومنین ومطمح ابصارہم تجلی فی تجلی
من تجلیات الحق وہو حظیرۃ القدس ہو الذی
قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان آدم احتج موسی
عند ربہما وہو قد صدق عند ربہم ومن
وجدہ فہو علی بینۃ من ربہ ویتلوہ شاہد منہ
ای یدخل نفسہ لو من تلک الحضرۃ ہی داعیۃ
الحق فی قلب المومن فتدبر فان المسئلۃ دقیقۃ

مشہد آخر

ہذا امر جلیل صلی اللہ علیہ وسلم

حدیث نفس کی اور حالت الہٰی ساتھ امر طبعی کے اور یہ کوئی
حادثہ نہیں جانتا ہے کہ اسمیں اللہ کا کیا حکم ہے تو متردد ہوتا ہے اور اسمیں
ایک زمانہ لگ جاتا ہے پھر وہ مجذوب ہوتا ہے طرف خیر حق کی پھر وہ
ہو جاتا ہے عبد اللہ روشن ہو جاتی ہے اسپر ہر شئے پھر اسکی نظر سے حقیقی
گئے باون ان امور مشتبہ اور ان شکوک کیطرف تو اسکو کشف ہو جاتا ہے
ارادہ حق کا اور اسکا حکم تو گویا کہ وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتا ہے پس اگر
ہوتا ہے کلام کیا گیا تو کلام کیا جاتا ہے برابر اور اگر ہوتا ہے سمجھ اور تفہیم
تو سمجھایا جاتا ہے اور القی فہم کیا جاتا ہے اور واسطے عبرت کے ہے
انفال کہ سوال کر گئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم انفال سے تو بیان کیا
کہ کیا حکم حق کا ہے اسمیں اور کیونکر تقسیم کیجاتی ہے غنیمت اور روان کیا اس
حکم کو حق نے طرف ذات شوکت کے تاکہ کفر محق ہو پھر جب مجتمع ہوئے سوار
اور ذات شوکت دونوں جماعتیں مومنین کی امر الہٰی تو جذب کرتا تھا
ذات شوکت کیطرف اور میل طبایع جذب کرتی تھی طرف سواروں کے پھر
پلٹ گئے وہ لوگ طرف حق کے اور نازل ہوئی من و مطمر اور تمیز ہوئی
دلوں کی طرف جہاد کے نہیں معلوم ہوتا تھا کہ اسکا مبدأ اللہ کا ارادہ انکی
مدد کا تھا یا امور طبیعہ تھی پھر جسوقت منجذب ہوئے نبی صلی اللہ علیہ
وسلم خیر حق کیطرف تو نے حقیقت امر اسکی بیان کیگئی پس اگر تم
پوچھو کہ جسے تم خیر حق کہتے ہو وہ بتاؤ کیا ہے تو سو ملاء اعلیٰ اور عظماء
مومنین کی ہمتیں اور انکے مطمح نظر جمع ہوتی ہیں اللہ کی تجلیوں
سے ایک تجلی ہیں اور وہ حظیرۃ القدس ہے اور وہ وہ ہے جسے فرمایا
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت آدم اور حضرت موسیٰ کی بحث ہوئی
نزدیک اللہ کے اور وہ ہے قد صدق عبد ربہم اور جس نے
اسے پایا وہ ہے علی بینۃ من ربہ ویتلوہ شاہد منہ یعنی اسکے نفس
میں داخل ہوتا ہے بنگاہ اس کے کلام اور داعیہ حق ہے مومن کے قلب میں
پس جب غور کرے مستدل دقیق پر مشہد آخر اس تبیین کیمیں ہوتا ہے

طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

اذ طلع نور شامخ امتلاء خیالی به وبقیت متحیرا
من شعشعانه فقیل لی من باطنی علی طریقة
الفراسة والتفطن هذا نور العرش وله مدخل
عظیم فی نبوته صلی الله وسلم ومعرفته
حقیقة لا یتم الا بمعرفة هذا النور ثم انحدرت
الی حیز الفکر والرویة فتذکرت ما روی فی کتاب
الدر المنثور فی قصة حزقیل من رویته نور
العرش وانعقاد رسالته علی لسان هذا النور

مشاهد اخری بالاجمال

سالته صلی الله علیه وسلم سوالا روحانیا کما نبهنا
علیه مرارا عن التسبب وترکه ایهما احسن لی
فنفح الی نفحة برد منها قلبی عن الاسباب والا
ولاد والمنزل ثم کشف لی فشاهدت طبیعتی
ترکن الی الاسباب وتستلذ بها وتطلبها وشاهدت
روحی ترکن الی التفویض ویستلذ به ویطلبه
وشاهدت ان بینهما مدافعة والمرضی هو الذهاب
الی مراد الروح نعم لله لطف خفی سیظهر من غیر
اختیار ونفح نفحة اخری فبین ان المراد الحق
فیک ان یجمع شملا من شمل الامة المرحومة بک
فایاک وما قیل ان الصدیق لا یکون صدیقا
حتی یقول له الف صدیق انه زندیق وایاک
ان تخالف القوم فی الفروع فانه مناقضة المراد
الحق ثم کشف انموذجا ظهر لی منه کیفیة و
تطبیق لسنة بفقه الحنفیة من الاخذ بقول
احد الثلثة وتخصیص عموماتهم والوقوف

مشاهدة الحادیة والثلثون

کہ یکایک ایک ایسا نور بلند طلوع ہوا کہ میرا خیال پُر ہو گیا
اور مین اسکی چمک سے متحیر رہگیا تو میری باطن سے آواز آئی
بطریق فراست اور تفطن کے کہ یہ نور عرش ہے اور اسکو نبوت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین دخل عظیم ہے اور انکی حقیقت
کی معرفت پوری نہین ہوتی جب تک اس نور کی معرفت نہو پھر
مین نازل ہوا طرف حیز فکر و رویت کے تو مجھے یاد آیا جو کتاب
در منثور مین روایت ہے حزقیل کے قصہ مین رویت نور عرش سے اور اسکی
نبوت کے منعقد ہونیسے اوپر زبان اس نور کے

مشاہد اخری بالاجمال

مینے سوال کیا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے سوال روحانی جیسا کہ مین آگاہ کر چکا ہون
کئی بار کہ میرے واسطے تسبب اچھا ہے یا ترک تسبب تو مجھے ایک ایسی
خوشبو آئی کہ جسکے باعث میرا دل اسباب اور اولاد اور گھر کیطرف سے
سرد ہو گیا پھر مجھکو کشف ہوا تو مینے مشاہدہ کیا کہ میری طبیعت تو
مائل ہے اسبابکیطرف اور اسکا ذائقہ چاہتی ہے اور اسے ڈھونڈتی
ہے اور میری روح راغب ہے طرف تفویض کے اور اسکی لذت چاہتی ہے
اور ڈھونڈھتی ہے اور مینے مشاہدہ کیا کہ دونون باہم جھگڑتے
ہین اور رضامندی الٰہی مراد روح مین ہے اور سچ ہے اللہ کی
خفیہ مہربانی عنقریب بے اختیار ظاہر ہونگی پھر ایک اور خوشبو آئی
اور ظاہر ہوا کہ مراد حق کی ہے کہ تجھ مین جمع کرے وہ شے جو امت
مرحومہ سے چھوٹ گئی ہے تو خبردار اس سے بچیو جو کہا گیا ہے کہ صدیق
نہین ہوتا ہے صدیق جبتک اسے ہزار صدیق زندیق نکہین اور
خبردار کبھی قوم کا مخالف فروع مین نہونا اسلئے کہ یہ ایک
مراد خداوندی کی منافی ہے پھر کھلا ایک اور نمونہ جس سے فقہ حنفیہ
کے یعنی امام اعظم اور صاحبین کے اقوال مین سے کسیکے قول کو اختیار کرنے
اور انکے عمومات کی تخصیص اور اسکے مقاصد پر وقوف اور لفظ حدیث کے

عن مقاصدهم والاقتصار على ما فهم من لفظ
السنة وليس فيه تاويل بعيد ولا ضرب بعض
الاحاديث بعضا ولا رفضا لحديث صحيح بقول
احد من الامة وهذه الطريقة ان اتمها الله واكملها
فهي الكبريت الاحمر والاكسير الاعظم ثم نفخ نفخة
اخرى فطنت فيها وصاة منه باخذ طريقة الانبياء
والتحمل لاعبائهم والتصدي لخلافتهم والشفقة
على الناس تعليما وارشادا ودعاء رفاهيتهم و
طلب ما يكون فيه صلاحهم ظاهرا ومعنى وفقنا
الله سبحانه للاخذ بسنة نبيه عليه الصلوة والسلام

مشهد آخر توجهت الى قبور ائمة اهل
البيت رضوان الله عليهم اجمعين فوجدت
لهم طريقة خاصة هي اصل طرق الاولياء وانا
ابين لك تلك الطريقة وابين لك ما ذا انضم معها
حتى صار طريقة الاولياء فاقول طريقتهم الا
لتفات الى الياداشت اعني التيقظ الاجمالي الى
المبدا ولو من وراء الحجب ولكن مع الذهول
عن الحجب ومع الذهول عن ان هذا التيقظ
من جوهر النفس او من العلم الحصولي وبالجملة
تيقظ بسيط والتفات الى هذا التيقظ بنوع
ما فهذه طريقتهم ولما فني جوهر النفس من الاولياء
في هذه النقطة صار لفنائهم هيئة اخرى وراء
التفات ثم الهموا سبيلا يهتدون بها الى الفناء
فظهر الولايات بطولها وعرضها

مشاهد اخرى استفدت من جناب النبي صلى الله عليه وسلم

اور فقہ حنفیہ مین نہ تو تاویل بعید ہے اور نہ ضرب بعض حدیث
کے بعضے پر اور نہ ترک کرنا ہے حدیث صحیح کا ساتھ قول ایک کے
امت مین سے اور اس طریقہ کو اگر اللہ تعالی پورا اور کامل کرے
تو کبریت احمر اور اکسیر اعظم ہے پھر ایک جو شبو آئی اور اسمین
مین نے دریافت کیا وصیت کو اس سے واسطے اختیار کرنے
طریقہ انبیاء کا اور تحمل کرنا انکی طرح سختیون کا اور متصدی ہونا
انکی خلافت کا اور لوگون پر شفقت کرنا از روئے تعلیم و ارشاد کے
اور انکی دعاے رفاہیت کرنے اور صلاح انکی واسطے طلب کرنے
ظاہر اور باطن اللہ سبحانہ ہمکو توفیق بخشے سنت نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کی **مشہد آخر** متوجہ ہوا مین طرف قبور ائمہ
اہل بیت کے رضوان اللہ علیہم اجمعین کے تو مین نے پایا انکا
ایک طریقہ خاص کہ اصل طریقہ اولیاء کا وہی ہے سو مین
تمسے بیان کرتا ہون وہ طریقہ اور تم سے بیان کرتا ہون
جو اس طریقہ سے منضم ہو گیا ہے یہانتک کہ وہ ہو گیا ہے
طریقہ اولیاء کا سو تم سنو وہ انکا طریقہ یادداشت کیطرف
التفات ہے یعنی ایک تیقظ اجمالی مبدا کی طرف اگرچہ پردون
کے پیچھے ہو لیکن ذہول ہو پردون سے اور ذہول اس امر سے
کہ یہ بیداری جوہر نفس سے ہے یا علم حصولی سے ہے غرض تیقظ
بسیط ہے اور التفات اس بیداری کے کس نوع سے
ہے پس یہ طریقہ ہے انکا اور جب کہ فانی ہو گیا جوہر نفس
اولیاء سے اس نقطہ مین تو انکی فنا کی اور ہی صورت
ہو گئی سوائے التفات کے پھر ان کو ایسے رستے
الہام ہوئے جن سے ہدایت پائین طرف فنا کے۔
پس ظاہر ہوئین ولایتین معہ طول اور عرض کے تمام
مشاہد اخری مستفید ہوا مین درگاہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

ان کل من حصل منه قصور فی نقض العلاقات
الحبیة من قلبه واثبات محبة الحق سبحانه وفی
عداوة الغیر او السوی کما قال سیدنا ابراهیم
علیه السلام انهم عدو لی الا رب العالمین والا
کباب علی الهیمان به تحققا لا معرفة فقط فانه
مغرور کائنا من کان سواء منعه عن هذه
الحالة العلاقات الطبیعیة والاستغراق فی مشاهدة
سریان الوحدة فی الکثرة بحیث یصیر محبا لکل شیء
لما فیه من سریان محبوبه او غیر ذالک من الموانع
واستفدت منه صلی الله علیه وسلم ثلثة امور
خلاف ما کان عندی وما کانت طبیعتی تمیل الیه
اشد میل فصارت هذه الاستفادة من براهین
الحق تعالی علی احدها الوصاة بترک الالتفات الی
التسبب فانی کلما انحدرت الی الطبیعة غلب
علی العقل المعاشی فصرت احب التسبب
وبجول فکری فی تمهید الاسباب التی یحصل منها
الاولاد والاموال وکلما لحقت بالنبی صلی الله
علیه وسلم وبالملاء الاعلی جردت عن هذه الرذیلة
اخذ منی العهود والمواثیق ان لا التسبب حتی
صارت مناقضة هذا لذالک محسوسة بمنزلة الظلمة
والنور او النسیم الطیب والمحرور واکثر ما فی من
الامور لا مناقضة فیها بل هی علی متن الصواب
بحمد الله یکون الطبیعة مستسلمة للالهام ولکن
ابقی علی کل شیء من مناقضة هذا الامر لسر عجیب
وثانیها الوصات بالتقید بهذه المذاهب الاربعة

کہ جس شخص سے قصور ہو اسکے دل سے نقض علاقات حبیہ
اور اثبات محبت حق تعالی مین اور اسکے غیر رسوا کی عداوت
مین جیسا کہ کہا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انہم عدو لی
الا رب العالمین۔ اور منہ کے بل گرنے مین سب اس کی سرگشتگی
عشق مین ازروی تحقیق کے نہ فقط معرفت کے تو وہ شخص مغرور ہے
اسمین کوئی ہو برابر ہے کہ اسے منع کیا ہو اس حالت سے علاقات
طبیعت نے یا مشاہدہ سریان وحدت نے الکثرت کے استغراق نے
اس حیثیت سے کہ ہر شے کو دوست رکھے اسلئے کہ اسکے محبوب کا
اسمین سریان ہے یا سوای اسکے اور کوئی موانع مین سے اور
استفادہ کیا مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تین امور
اپنے عندیہ کے خلاف اور اس کے خلاف جدھر میری
طبیعت بہت مائل تھی تو یہ استفادی ہو گئی میرے واسطے
برہان حق تعالی کی ایک تو وصیت ترک التفات کی طرف
تسبب کے کیونکہ جب مین نزول کرتا تھا طبیعت کیطرف
تو مجھپر عقل معاش غلبہ کرتی تھی مین دوست رکھتا تھا
اسباب معاش کو اور دوڑاتا تھا فکر کو تمہید اسباب مین جس سے
حاصل ہو مال اور اولاد اور جب مین لاحق ہوا نبی صلی اللہ
علیہ وسلم سے اور ملاء اعلی سے اس رذیلت سے مجرد اور آزاد ہو گیا
اور مجھسے عہد و پیمان لیا گیا کہ چھوڑ دون تسبب کو یہان تک
کہ تناقض ان دونون امرون مین محسوس ہوا بمنزلہ ظلمت اور نور کے
یا اچھی ہوا اور گرم ہوا کے اور اکثر مجھ مین جو امر تھے ان مین
مناقضہ نہ تھا بلکہ وہ بطریق صواب کے تھا الحمد للہ
کہ طبیعت سلامتی طلب تھی واسطے الہام کے لیکن باقی
تھی ایک شے پر مناقضہ سے واسطے ایک سر عجیب کے اور
دوسرا امر ہے ان مذاہب اربعہ کے تقلید کی وصیت

لاخرج منہ ریا والتوفیق ما استطعت بحیلۃ بنی التقلید
وتألفہ منہ اساسا ولکن شئ طلب منی التعبد بہ بخلاف
نفسی وھنا نکتۃ طویت ذکرھا وقد فطنت بحمد اللہ
لسرھذہ الجملۃ وھذہ الرصاۃ وتالتھا والصلوٰۃ بتفضیل
الشیخین رضی اللہ عنھما فان طبیعتی وفکری اذا ترکتا
وانفسھما افضلتا علیا کرم اللہ وجھہ واحیاہ اشد
محبۃ ولکن شئ طلب منی التعبد بہ خلاف المشتھی
وفیھا ت ھذہ المناقضات منی لولا ان شاء اللہ الجمعۃ
ھی التی اوقعتنی فی ذلک **مشہد آخر** وانا اطوف بالبیت العتیق لنفسی نور اعظیما یغشی
الاقالیم ویبھر ھا وفطنت ان نقطیۃ عنی الزائد
انما یصح بمثل ھذا النور الذی یبھر ولا یبھر ویغلب
ولا یغلب ان من شئ الا ومالی علیہ ولا یرقی فتدبر
مشہد آخر ھذا البیت العتیق والبناء
الشاھق رایت فیہ ھمم الملاء الاعلی والملاء السافل
ملصقۃ بہ متعلقۃ تعلقا شبیہ تعلق النفس
بالبدن ورایتہ محشوا بھمھم وارواحھم
کالورد یکون محشوا بماء الورد والقطن یتخللہ
الھواء ورایت تیعات دواعی الناس الی ھذا
البیت لانتیاط ھمھم بجنتہ فیھا الملاء الاعلی والسافل
مشہد آخر اطلعنی اللہ سبحانہ علی ما ھو
فاعل بی وواعدنی لی من النعم الظاھرۃ والباطنۃ وعصمنی
العصمۃ من المواخذۃ دنیا واخرۃ فکل ما اجری
علی من الشدائد فانما ھو من مقتضیات الطبیعۃ
لا من باب المواخذۃ ومن علی بمشہد ان اخبر بہ

کہ میں نہ نکلوں اسسے اور موفقت کروں بحیلہ بقدور اور میری سرشت
انکار تقلید کا اور انکار اس سے روگردانی کرتی تھی جو شے طلب کی گئی
مجھسے وہ تقلید کی پیروی ہے بخلاف میرے نفس کے اور یہاں ایک نکتہ
ہے کہ میں نے اسکا ذکر موقوف کیا اور الحمد للہ کہ مجکو اس حیلت اور
اس وصیت کا راز دریافت ہوگیا اور تیسرا امر وصیت اس امر کے تفضیل
شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے کیونکہ جب میری طبیعت اور
فکر چھوڑی جاتی تھی تو وہ دونوں تفضیل کرتی تھی حضرت علی
کرم اللہ وجہہ کی اور اُنسے بہت ہی محبت رکھتے تھے لیکن اسمیں بھی
مجھسے اسکی تعبد کرائی جاتی خلاف خواہش کے افسوس یہ مناقضے
مجھسے اگر نہ ہوتے شدت جامعیت نہ ہوتی جس نے مجکو اسمیں ڈالا
مشہد آخر میں نے دیکھا جسوقت میں طواف کر رہا تھا کعبہ
شریف کا اپنے نفس میں ایک نور عظیم کہ اُس نے ڈھانک لیا
شہر و نکو اور روشن کر دیا ہے انکے اہل کو میں نے دریافت کیا کہ قطبیت
یعنی ارشادیت صحیح ہوتی ہے اسی نور سے کہ سب پر غالب ہے کیونکہ
کسی سے مغلوب نہیں ہوتا اور سبکو روشن کرتا ہے اور آپکو کوئی روشن
نہیں کرتا اور ہر شے اُس پر اس آتی ہے اور یہ کہیں نہیں جاتا
پس غور کر **مشہد آخر** اس بیت عتیق یعنی کعبہ شریف کو
اور اس بنا بلند کو میں نے دیکھا کہ اسمیں ہمتیں ملاء اعلیٰ کی اور
ملاء سافل کی ملصق ہیں اس سے اور اس سے اسی طرح متعلق ہیں
جیسے بدن سے جان اور میں نے دیکھا اسکو بھرا ہوا انکی ہمتوں اور انکی
ارواحوں سے جیسے گلاب کے پھول میں عرق گلاب اور روئے میں ہوا
اور میں نے دیکھا بارگاہ ہونا لوگوں کی خواہشات کا اس بیت
شریف کے طرف بسبب اسکے ہونے انکی ہمتوں کے ساتھ اس سے ملاء
اعلیٰ و ملاء اسفل **مشہد آخر** اطلاع دی مجکو اللہ سبحانہ نے
کہ جو وہ مجھ کریگا یا مجھسے کریگا اسمیں مجکو تقسیم ظاہر و باطن کا ہوگا

بان نشئ قل ما شئت بدلا ولیاء وا عطانی برد العیش
وجعلنی لمن کل سعادۃ نصیبا معتدا انیکسانی
خلعۃ الخلافۃ الباطنۃ فظھر ھذا الشرف وتبین
عقلی ثم انقسر علی بعد فھمت الامر علی ما ھو علیہ

تحقیق شریف قد یکشف علی العارف
ما سیأتیہ من نعم اللہ سبحانہ واھل اللہ علی طبقتین
فی کشف ھذہ الامور فاصحاب الکشف الالھی
تلک الموافقۃ فی مرآۃ الحق اعنی یرون تجلی الحق
بھذا العبد ویعرفون انعقاد ارادۃ فی الملاء
الاعلی بایجاد کذا وکذا وتقریب کذا وکذا بحسب
نظرھم ینصرف الی نفس تلک الواقعۃ فلذلک
لا یستطیعون ان یخبروا عن تفاصیل تلک الواقعۃ
کما یخبر عنھا صاحب الکشف الکونی وربما انکشف
لھم خزائن تلک الافاضات من الملاء الاعلی وسنا یعنی
کما قال عز من قائل وان من شئ الا عندنا خزائنہ
وما ننزلہ الا بقدر معلوم فیبھرھم الحواس الظاھرۃ
والباطنۃ التی ھی اجزاء بھیمیۃ منہ فی بعض الاحیان
ما یتشعشع علیہ من انوار الخزائن والمنابع الایدی
ھذا المقدار الذی ینزل لہ ھذہ حضرۃ عجیبۃ
ینبغی ان یحتاط فیھا غایۃ الاحتیاط تلک حضرۃ ربنا
وتفکر وحدیث نفسہ فی الصغیر کبیرا والحقیر
عظیما لمعنی فی المرآۃ فیخبر بکبیر ھذا المقدار الذی
وعظیم فیکذب فی ھذا احد مظان قولہ تبارک
وتعالی وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی
الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیتہ واصحاب

کہ وہ ایک ایسی شے ہے کہ کم ملی ہے اولیاء کو اور عطا کی مجھکو
خوش زندگانی اور ہر سعادت سے مجھکو اچھا حصہ دیا اور مجھکو
خلافت باطن کا خلعت پہنایا پس ظاہر ہوا یہ معاملہ یکدفعہ اور
متحیر ہو گیا میں پھر ظاہر ہوا مجھ پر اسکے بعد تو سمجھ گیا میں جو تھا

تحقیق شریف کبھی عارف پر کشف ہو جاتی ہیں
وہ نعمتیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والی ہیں پس ان امور کے کشف
کے اعتبار سے اہل اللہ کے دو گروہ ہیں اصحاب کشف الٰہی تو
دیکھتے ہیں اس واقعہ کو مرآت حق میں یعنی دیکھتے ہیں حق کی نظر
اس بندہ پر اور پہچان لیتے ہیں اس سے ارادہ منعقد ہونیکا ملأ
اعلیٰ میں ایسے اور ایسے ایجاد اور تقرب کے ساتھ اور انکی نظر
اس واقعہ کی حقیقت کی طرف جو ہے تو اسی واسطے وہ خبر نہیں دے سکتے
اس واقعہ کے تفصیلوں کی جس طرح خبر دیتے ہیں اسکی جو کہ
کونی اور کبھی انکو منکشف ہوتی ہیں خزانے افاضات ملأ
اعلیٰ کے اور ایک شے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان من
شئ الا عندنا خزائنہ وما ننزلہ الا بقدر معلوم۔ پس غالب
ہو جاتے ہیں حواس ظاہری اور باطنی پر خزائن اسکے اور
چشموں کے وہ انوار جو اسپر گھستے ہیں اور نہیں دریافت ہوتا
کہ کسقدر ہے جو نزول ہوگا اور یہ درگاہ عجیب ہے چاہیئے کہ
احتیاط کرے اسمیں تا مخلوط نہو جائے یہ درگاہ رویت
وتفکر و حدیث نفس سے کہ دیکھے صغیر کو کبیر اور حقیر کو عظیم
بسبب معنی مرآت کے تو خبر دی بڑائی اس مقدار نازل
کی جو عظمت سکی تو پھر جو جھوٹا ٹھہرے اور یہ
ایک مظنہ ہے مظان سے قول اللہ تبارک و تعالیٰ
وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الا
اذا تمنی القی الشیطان فی امنیتہ۔ اور اصحاب

الكشف الكوني يطلعون على تلك الواقعة بمثل
رؤيا او هاتف من غير معرفة الخزائن والمبادي
فان كانوا ممن لا يحتاجون الى تعبير لموافقة تصوير
خيالهم بتصوير الطبيعة الكلية لمعنى مثالي
في جسد ارضي جسم او جسماني كان الامر على ما رأوا من غير
تفاوت والا احتاجوا الى التعبير وكان الوقوف على
حقيقة الامر اصعب من خرط القتاد **ايضاً**

تحقيق شريف للامة المرحومة
اسوة حسنة برسول الله صلى الله عليه وسلم لاصحاب
الخلافة الظاهرة اعني المعتنين باقامة الحدود
واعداد ادوات الجهاد وسد الثغور واجازة الوفود
وجباية الصدقات والخراج وتفريقها على مستحقيها
وفصل الاقضية والنظر في اليتامى واوقاف
المسلمين وطرقهم ومساجدهم واشباه هذه الامور
فمن كان مشتغلا بهذه الامور نسميه بالخليفة
الظاهر لهم اسوة حسنة برسول الله صلى الله عليه وسلم
فيما سن من هذا الباب بالتفصيل المذكور في كتب
الحديث ولاصحاب الخلافة الباطنية اعني المعتنين
بتعليم الشرائع والقرآن والسنن والامرين بالمعروف
والناهين عن المنكر والذين يحصل بكلامهم
نصرة الدين اما بالمجادلة كالمتكلمين او بالموعظة كخطباء
الاسلام او بصحبتهم كمشائخ الصوفية والذين
يقيمون الصلوة والحج والذين يدلون على طريق
اكتساب الاحسان والمرغبون في النسك والزهد
والقائمون بهذا الامر هم الذين نسميهم

کشف کونی مطلع ہوتے ہین اس واقعہ پر مانند خواب یا ہاتف
کے بے جانے خزائن اور مبادی کے تو اگر ہوتے ہین انمین سے
جو تعبیر کی حاجت نہ رکھین بسبب موافق ہونے انکے خیال کے
تصویر کے تصویر طبیعۃ کلیہ کے ساتھ واسطے معنی مثالی کے
جو جسد ارضی مین ہے جسم ہو یا جسمانی تو ہوتا ہے وہ امر ویسا
ہے جیسا انھون نے دیکھا بلا تفاوت اور نہین تو حاجت
ہوتی ہے تعبیر کی اور حقیقت امر پر اسوقت واقف ہونا درخت
خاردار پر ہاتھ پھیرنے سے زیادہ دشوار ہوتا ہے **تحقیق**
شریف امت مرحومہ کیواسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی پیروی بہت خوب ہے اصحاب خلافت ظاہری کو حدین جاری کرنے
اور اسباب جہاد تیار کرنا اور حدود کا نگاہ رکھنی اور ایلچیون کو
اجازت دینی اور فراہم کرنا صدقات کا اور خراج کا اور اسکو اسکے
مستحقون پر تفریق کرنا اور قضایا فیصل کرنے اور یتیمونکا
غور کرنا اور مسلمانون کے اوقاف اور رستون کی حفاظت
اور مسجدون کی خبرگیری اور علی ہذا القیاس جو ان امور
مین مشغول ہو اسکو ہم خلیفہ ظاہری کہتے ہین اسکے واسطے
پیروی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت اچھی ہے جو طریقہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اس باب مین اور اسکی
تفصیل کتب حدیث مین مذکور ہے اور جو اصحاب خلافت باطنی
ہین یعنی شرایع تعلیم کرتے ہین اور قرآن شریف اور حدیث شریف
اور اچھی باتین بتاتے ہین اور بری باتون سے روکتے ہین اور جنکے
کلام سے دین مین نصرت حاصل ہوتی ہے یا تو مجادلہ سے جیسے
متکلمین یا نصیحت سے جیسے واعظین یا صحبت سے جیسے مشائخ صوفیہ اور جو قائم
کرتے ہین نماز اور حج ادا کرتے ہین اور جو لوگ رہنمائی کرتے احسان کے طریق
حاصل کرنیکے اور ترغیب دیتے ہین عبادت اور زہد کی ان لوگونکو ہم کہتے ہین

ههنا بالخلفاء الباطنين لهم اسوة حسنة برسول
الله صلى الله عليه وسلم فيما سن من هذا الباب
بالتفصيل المذكور في كتب الحديث فهذه المقدمة
بكليتها مجمع عليها ولذلك ترى الفقهاء ياخذون
بسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم في اشباه هذه
المظان ويتمسكون بها ذلك ولما اصلنا هذا
الاصل فلنا ان نفرع عليه الاخذ بالبيعة وقد ذكرنا
هذه المسئلة في القول الجميل في بيان سواء السبيل
ولنا ان نفرع عليه بعث الدعاة والرسل فان
رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يبعث في الاقطار
والقبائل من يدعوهم الى الايمان بالله ورسوله
ويبلغهم الشرائع كما بعث ابا موسى رضي الله عنه
الى الاشعريين وابا ذر رضي الله عنه الى غفار
واسلم وعمرو بن مرة رضي الله عنه الى جهينة وعامر
الحضرمي رضي الله عنه الى بني عبد القيس وصعب
بن عمير رضي الله عنه الى اهل المدينة ولم يفوض
اليهم شيئا من امور الخلافة الظاهرة فما كان شانهم
دعوة الناس الى الاسلام وتعليم القرآن وسنن
وفرق بين الخليفة الظاهر والخليفة الباطن من
حيث ان تعدد اهل الباطن لا يفضي الى تخاصم و
نزاع دون الخلافة الظاهرة وفرق بين الخليفة
وبين الداعي والرسول فان الخليفة ينبغي ان يكون
عالما وسيع العلم وسيع الكلام والداعي ينبغي
ان يكتب له عهد يعمل عليه ليس له وراء ذلك و
يرجع فيما اشكل الى الخليفة واكثر سنن الدعاة

خلیفہ باطنی انکے واسطے پیروی اچھی ہے رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم کے جو فرما دیا ہے آپنے اس باب مین جسکی تفصیل
مذکور ہے کتب حدیث مین پس اس مقدمہ کل پر اجماع ہے
اور اسی واسطے تم دیکھتے ہو کہ فقہا اخذ کرتے ہین سنت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور سند لیتے ہین سنت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسمین اور جب ہمنے اسکو اصل
قرار دیا تو ہمارے واسطے جائز ہے کہ ہم اسپر بیعت لینے کا مسئلہ متفرع
کرین اور اس مسئلہ کو ہمنے قول الجمیل فی سواء السبیل مین ذکر کر دیا ہے
ثواب ہمارے واسطے اُن جیسے امور مین ہے کہ ہم تفریع کرین اسپر
بھیجنا داعیون اور نائبون کا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بھیجتے تھے اطراف مین اور قبائل مین ایسے لوگ جو داعی ہون
اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لانیکیطرف اور انکو احکام شرعی
پہنچائین چنانچہ آپنے بھیجا ابو موسی رضی اللہ عنہ کو قبیلہ اشعری
مین اور ابوذر رضی اللہ عنہ کو غفار اور اسلم مین اور عمرو ابن مرہ
رضی اللہ عنہ کو طرف جہینہ کے اور عامر حضرمی رضی اللہ عنہ کو
طرف بنی عبد القیس کے اور مصعب ابن عمیر رضی اللہ عنہ
کو طرف اہل مدینہ کے اور اُن کو کچھ تفویض نکیا امور خلافت
ظاہر مین سے پس اُن کا یہ کام تھا کہ لوگون کو اسلام کیطرف بلاوین
اور تعلیم کرین قرآن شریف اور سنت اور فرق خلیفہ ظاہری
اور باطنی مین یہ ہے تعدد اہل باطن سے نزاع باہمی نہین ہوتا
اُنکی آپسمین خصومت نہین ہوتی بخلاف اہل ظاہر کے
اور فرق درمیان خلیفہ اور داعی کے اور ایلچی کے یہ ہے کہ
خلیفہ تو چاہیئے عالم وسیع العلم وسیع الکلام اور داعی
کو لکھدیا جائے ایک دستور العمل اسپر عمل کرے اسکے سوا جو
مشکل بات ہو تو خلیفہ سے رجوع کرے اور اکثر طریقے داعیون

والرسل تؤخذ من بعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم
ایاھم الی قوامھم قبل الھجرۃ فتدبر **مشھد**
آخر وجدت روحی تضاعفت وعظمت
وسبغت واتسعت فتاملت فی ھذہ الوجدان
ففطنت بانہ شیء یجدہ العارف وسرہ حلول اسرار
الحضرات الالھیۃ المنعقدۃ فی الملاء علی بروحہ
ونزول برکات الاسماء الالھیۃ المنعقدۃ فی المدارک
الجمیلۃ اولاً والمنفسرۃ بآیات متلوۃ منزلۃ علی قلب
رسول مجتبی او اسماء مشھورۃ صار التعبیر بھا
عن الحق بحسب صدور تلک الآثار منہ جبلۃ مجبولۃ
وطبیعۃ ودیدنا فی الناس ثانیا فحلول تلک الحضرات
والبرکات بروحہ یورث فیھا سعۃ وقوۃ فلن تری
احدا یحدق فی مثل ھذا الرجل الا امتلاء منہ
رعبا وتعظیما وظھر من سبحات وجھہ کرم
ذاتہ وظھرت البرکات فی فراستہ وھمتہ فھذا
سر ھذا الوجدان واصلہ **مشھد آخر**
رائت حضرۃ نسبتھا من الطبیعۃ الکلیۃ نسبۃ
قوۃ الارادۃ والعزم المقرونین بالتحریک من طبیعۃ
فرد من افراد الانسان فکما ان خیال الانسان
یتمثل فیہ لذۃ جلب نفع او دفع ضر ثم یصطفی
الخیال خلاصۃ ھذہ الصورۃ فیلقیھا فی تلک
القوۃ فتنبعث القوۃ فیحصل العزم فیحصل تحریک
العضلات الی الفعل المطلوب فکذلک النفس
القویۃ المتجردۃ یتمثل عندھا ھمۃ ظھور
واقعۃ فی الناسوت فتصطفی خلاصۃ تلک الصورۃ

المشاھدۃ السابعۃ والثلثون ۳۷

المشاھدۃ الثامنۃ والثلثون ۳۸

اور ایلچیون کے اخذ کئے جاتے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے داعی اور ایلچی بھیجنے سے طرف قومونکی ہجرت سے پہلے پس غور کرو
مشھد آخر مینے اپنی روحکو پایا کہ وہ دوچند اور عظیم
اور فراخ اور وسیع ہوگئی تو مین نے اس بات کو سوچا تو دریافت ہوا
کہ عارف اس شے کو پاتا ہے اور اسکا راز یہ ہے کہ حضرات الٰہیہ کے
اسرار جو منعقد ملاء اعلیٰ مین ہین عارف کی روح مین حلول
کرتے ہین اور نزول ہوتا ہے برکات اسماء الٰہی کا جو منعقد ہین
مدارک جملیہ مین اولاً اور منفسر ہین سات آیات متلوہ منزلہ اوپر
قلب رسول مجتبیٰ کے صلی اللہ علیہ وسلم یا اسماء مشہورہ
جنکو تعبیر کرتے ہین حق سے موافق صدور آن آثار کے اس سے از روے سرشت
وجبلت کے اور طبیعت اور لوگونکی عادات کے ثانیاً پس حلول ان حضرات کا
اور برکات کا عارف لوگونکی روح مین پیدا کرتا ہے وسعت و فراخی
اور قوت پس نہ دیکھیگا تو کسیکو کہ وہ ایسے شخص کو غور سے دیکھے اور اسکے
رعب مین نہ آجاوے اور اسکی عظمت سے اور تعظیم سے پیش نہ آئے
اور ظاہر ہوتا ہے اسکے جلالت چہرہ سے اسکی ذات کا کرم اور اسکی
فراست و ہمت مین برکتین پس یہ اس وجدان کا سر اور اسکی اصل ہے
مشھد آخر مینے دیکھی ایسی درگاہ کہ اسکی نسبت طبیعت کلیہ سے
ایسی ہے جیسے نسبت قوت ارادہ و عزم کی درحالیکہ مقرون ہون
حرکت طبیعت سے کسی فرد کے افراد انسان مین سے تو جسطرح انسان کے خیال مین
لذت نفع حاصل کرنیکی یا ضرر دفع کرنیکی متمثل ہوتی ہے پس خیال
خلاصہ اس صورت کا چھانٹ لیتا ہے اور اس قوت مین اسکو
ڈالدیتا ہے تو وہ قوت برانگیختہ ہوتی ہے تو عزم حاصل ہوتا ہے
پھر عضلات کو حرکت حاصل ہوتی ہے طرف مطلوب کے
اسیطرح نفس قوی مجرد کے نزدیک متمثل ہوتی ہے ہمت ظہور
واقعہ کے بیچ عالم ناسوت کے اور نکال لیتی ہے خلاصہ اس صورت

المطلوبة فتحل بها مع معرفة تهايئها الى تلك الحضرة
فينبعث القضاء من قلب الطبيعة الكلية و
تحصل صورة الواقعة في المثال ثم اذا جاء وقت
حدوث الواقعة في الناسوت احدثها الله
كما خلقها في المثال وقطنت اى تاثير الهية بالوجه
الذى ذكرنا هو كمال الانسان وان سعد نصيبه
بنفس جارحة من جوارح الحق في السير نحو

تحقيق شريف قد ينكشف عند العارف
ان القضاء تعلق حتما بايجاد الواقعة الفلانية على نحو
كذا وكذا وان القدر في ذلك المعارض تريد عوالله
هذا العارف بحيث همته ويلح في الدعاء حتى ينقلب
القضاء قضاء يرجى ايجادها على نحو آخر فيوجد حسب
الهمته وذلك كما روى عن سيدى عبد القادر
الجيلانى رضى الله عنه في قصة تاجر من اصحاب
حماد الرياس وكما وقع لسيدى الوالد رضى الله عنه
في قصة مرزا هداية الله وغيرها وقد من الاشكال
والايخفى ولكن الحق عندى انه يكون على وجهين احدهما
ان بعض الاسباب العالية اقتضى هذا الامر
اقتضاء مؤكدا وكل اقتضاء فانما فيه شيء واحد
وليس فيه احتمال نقيضه وانما فيه صورة
الواقعة كاملة وافرة من غير انقباض يرد عليها
بسبب آخر فانكشف عليه هذا الاقتضاء المؤكد
بصورته وهيئته ورأى منبع القدر المبرم من
كوة هذا الاقتضاء ولم ير فيه صراحة فظن انه
القدر المبرم ثم ان همته صارت سببا من الاسباب

مطلوبہ کا اور وہ تمثال ایجاد ہے اپنے رب کی معرفت کے ساتھ
اس درگاہ میں پھر پر نیاز فتہ ہونے سے حکم طبیعت کلیہ کا قلب سے
اور عالم مثال میں صورت واقعہ آتی ہے پھر جو وقت عالم ناسوت
میں اس واقعہ کے پیدا ہونے کا وقت آتا ہے اللہ اسکو پیدا کر دیتا ہے
جیسے پیدا کیا تھا عالم مثال میں تو جانے دریافت کیا کہ ہمت کی
تاثیر اس وجہ سے جو ہمنے بیان کی یہی انسان کا کمال ہے
اور وہ سعید ہی اس بات کی کہ نفس جارحہ ہو جائے حق کی جوارح سے
عالم برزخ میں **تحقیق شریف** کبھی منکشف ہوتا ہے
عارف کو کہ قضا معلق ہے فلاں واقعہ کے ایجاد کرنے میں
اسطرح پر اسطرح اور اسمیں تقدیر مبرم ہے پھر وہ عارف عاجز آتا ہے
اپنی کوشش ہمت سے اور دعا میں الحاح کرتا ہے یہانتک کہ
قضا منقلب ہو جاتی ہے ایجاد میں دوسری طرح پر اور پاتا ہے
اسکو حسب ارادہ چنانچہ روایت ہے حضرت سیدی عبد القادر
جیلانی رضی اللہ عنہ سے بیان میں ایک سوداگر کی جو حضرت
حماد الریاس کی اصحاب میں سے تھا اور جیسا کہ واقع ہوا جناب والد
رضی اللہ عنہ سے بیچ قصہ مرزا ہدایت اللہ وغیرہ کے اور اسمیں جو
اشکال ہے وہ مخفی نہیں ہے اور حق میرے نزدیک یہ ہے کہ یہ امر دو
وجہ سے ہے ایک یہ ہے کہ بعض اسباب عالیہ مقتضی ہوتے ہیں اس امر کے
ہونے کو اقتضاء مؤکد کے اور بیشک ہر اقتضاء میں ایک شے واحد ہے
اسکے نقیض کا احتمال اسمیں نہیں ہے اور بیشک اسمیں صورت
واقعہ کی کامل اور وافر ہے بغیر کسی انقباض کے جو اس پر وارد
ہو کسی اور سبب سے تو منکشف ہوتا ہے عارف پر یہ اقتضائے
مؤکد اپنی صورت اور ہیئت پر اور دیکھتا ہے منبع قدر مبرم کا
روزن سے اس اقتضاء کے اور اسکو نہیں دیکھتا صریحی پس گمان کرتا
ہے کہ قدر مبرم ہے پھر اسکی ہمت بہت ہو جاتی ہے اسباب

المعدة لنزول القضاء فتعترض احمنها تلك
الاسباب كانت حكمة الله ان يقبض امرا عما كان
عليه ويبسط امرا هما كان عليه فيظهر المراد
والثاني ان الله سبحانه يخلق صورة تلك الواقعة
في عالم المثال من اجزاء القوى الروحانية قبل
ان يخلقها من الاجزاء الجسمانية ثم ينزلها
الى الدنيا فتصير متحدة بالواقعة النابوتية
وهذا معنى انزال الانعام وانزال الميزان والحديد
وانزال البلاء فيمحو الله ما يشاء فهذه الصورة
المخلوقة في عالم المثال هي التي عنها المحو قال الله
من قائل يمحو الله ما يشاء ويثبت وعنده ام الكتاب
والمحو هو الذي يسمى قضاء معلقا وقضاء
لا يرد هو القضاء الذي فيه كشف على العارف
وجود تلك الواقعة ويعبر عن ذلك بالقضاء
المبرم ثم تصادم امرا فيمحوه عن حاق صفحته والله اعلم

تحقيق شريف ايضا قد
يعد الله سبحانه نواحد من اهل الله موعودا
ثم لا يظهر الامر على ما وعدهم كوين الهام
حقا فيشكل هذا على كثير من الناس تكلم المشايخ
في دفع الاشكال فقالوا ربما يكون اللطف بهذا
العبد ان يوعد بوعد هين غير فيه ليرى انه
ثم لا يوفي بالوعد ويرى فيه من حب النعمة الى
حب المنعم ومن حب الافعال الى حب الصفات
ويريد ان تزيد فيه ليرى نقيصة يحب تنزيه الله سبحانه

معدہ میں سے واسطے نزول قضا کے پس وقت مزاحم
ہونے ان اسباب کے اس ہیئت سے اللہ کی حکمت ایک امر کو قبض کرلیتی
ہے اور دوسرا امر بسط کردیتی ہے تو مراد ظاہر ہو جاتی ہے اور
اور دوسری وجہ یہ ہے کہ اللہ سبحانہ پیدا کرتا ہے صورت اس
واقعہ کی عالم مثال میں اجزائے قوائے روحانیہ سے پہلے اس سے
کہ اس صورت واقعہ کو پیدا کرے اجزائے جسمانیہ سے پھر اسکو دنیا کی
طرف نازل کرتا ہے تو متحد ہو جاتی ہے وہ صورت واقعہ نابوتیہ سے
اور یہ معنی ہیں نازل کرنے انعام اور میزان اور حدید کے اور
نازل کرنے بلا کے پس معالجہ کرتی ہے اسکا دعا پھر یہ صورت
مخلوقہ عالم مثال کبھی محو ہو جاتی ہے فرمایا اللہ تعالیٰ
نے یمحو اللہ ما یشاء ویثبت وعندہ ام الکتاب اور محو وہ
شے ہے جسکا نام رد قضا ہے قول آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم میں کہ اسکے پاس اصل کتاب ہے لا یرد القضا الا الدعا
پس کشف ہوتا ہے عارف پر وجود اس واقعہ کا اور تعبیر کرتا ہے
اسکو وعدہ سے جسپر مصادم ہوتی ہے اسکو ہیبت تو پھیر
دیتی ہے اسکی طبیعت کے متن سے واللہ اعلم **تحقیق**
شریف کبھی وعدہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ سبحانہ کسی
اہل اللہ سے پھر نہیں ظاہر کرتا اس امر کو اس عدہ پر باوجودیکہ
الہام حق ہے تو مشکل ہوتی ہے یہ بات اکثر لوگوں پر اس اشکال کے
دفع کرنیمیں مشایخ نے کلام کیا ہے تو کہا ہے مشائخ نے
کہ اکثر اوقات لطف آتی اس بندہ پر تاکہ وہ کلیہ چھپا جاوے
کرتا ہے جس سے محبت رکھتا ہے اسکا انتظار کرتا ہے پھر وہ وعدہ وفا نہیں ہوتا
تو یہ بندہ محبت نعمت سے ترقی کرکے منعم کی محبت کرتا ہے
اور افعال کی محبت سے محبت صفات کرتا ہے مشائخ
نے ارادہ کیا اس سے یہ بندہ وفا نکر نقص نہیں ہے واجب ہے

بل ربما یکون ضنًّا وعزورا وتدلیسا فیکون من باب النقیصة والله منزه عن هذا القسم وربما یکون لطفا بالعبد وسببا للترقیة وتقریبا الیه فیکون من صفات الکمال ولهذا نظائر منها تقدیم کلمة او تاخیرها من محلها لضرورة رعایة الفاصلة کذلك التکلم بالمجاز لضرورة فقد کلمة مثلها من الحقیقة فی العذوبة او متلذاك فان اخذناه بمعنی الاضطرار وعدم القدرة کان نقیصة وان اخذناه بمعنی نزول القران علی لغة قریش وکان من لغتهم التقدیم والتاخیر لرعایة الفاصلة والنجو لعذوبة فانزل وفق لغتهم من غیر اضطرار له الی ذلك ولکن لطفا بهم لیکون الکتاب بلغتهم التی یعرفونها فیتدبروه حق تدبره کان من صفة الکمال فهذا قولهم وهذا توجیههم وتحریر الکلام نقول هذا وجدان حق انکشف لهم ثم رجعوا بعد ذلك الی رویتهم واستقبلهم علوم التی خزنتها صدورهم فتحت منها تاویل وجدانهم ونزل الطمینان قلوبهم بالوجدان اطمینانا بهذا التاویل المنحوت من حیث لایشعرون وکثیرا ما یتفق ذلك وهذا بعینه نظیر مسئلتنا هذه فکما ان الوعد حق والموعود قد لایظهر کذلك التصلیه وفیه تاویل منحوت فتدبر والحق الصراح ان الالهام ضرب من تجلی الحقائق للعبد علی ما هی علیه لما استدل بیننا وبین حالة التجلی الصراح حجاب ضاق بیننا وبینها الجو الاقدر

بلکہ یسا اوقات وعدہ وفا نکرنا بخل وغرور اور تدلیس ہوتا ہے تو یہ نقص ہوا اور اللہ تعالیٰ نقصان سے پاک ہے اور کبھی ہوتا ہے بندہ پر لطف اور اسکی ترقی کا سبب اور ترقی کے تقرب تو یہ صفت ہوئی کمال کی اور اُس کے واسطے نظیریں ہیں اور نظیریں ہیں سے ہے تقدیم کلمہ کی یا تاخیر اسکے اُس کے محل سے واسطے ضرورت رعایت فاصلہ کی اور اسیطرح کلام کرنا مجازاً بسبب ضرورت نہونے کلمہ کے مثل اسکی حقیقی عذوبت میں یا مانند اُسکے تو اگر ہم اسکو اضطرار اور عدم قدرت جانیں تو نقصان ہے اور اگر ہم یہ سمجھیں کہ قرآن شریف لغت قریش میں نازل ہوا ہے اور اُنکے لغت میں تقدیم وتاخیر ہوتی ہے واسطے رعایت فاصلہ کے اور نجو عذوبت کے یہ اُنکے لغت میں نازل ہوا ہے اضطرار کے سبب نہیں بلکہ اپنے لطف کر کے کہ کتاب اُنکے لغت میں ہے جسے وہ جانتے ہیں تو وہ آپس میں تدبیر کریں جسقدر تدبر چاہیئے تو صفات کمال ہی بس ہے یہ قول اُن کا اور یہ ہے توجیہ اور تحریر اس کی لیکن ہم یہ کہتے ہیں یہ وجدان حق ہے منکشف ہوا انکو پھر رجوع ہوئے وہ بعد اُسکے طرف رویت کے تو رو برو آئے اُنکے وہ علوم جنکا خزانہ اُنکے سینے میں کھل گئی اُن سے تاویل انکے وجدان کی اور اُنکے قلوب کو اطمینان حاصل ہوگیا اطمینان ہے اس تاویل تراشی ہوئی سے اس جاہی سے کہ اُنکو خبر نہیں اور ایسا اکثر اتفاق ہوا ہے اور یہ بعینہ ہمارے اس مسئلہ کی نظیر ہے جیسا کہ وعدہ حق ہے اور موعود کبھی نہیں ظاہر ہوتا اسیطرح تعلیم جو ہے اور اسمیں تاویل تراشیدہ ہے تدبر میں ہو جاوے حق صریح پر ہے کہ الہام ایک قسم ہے تجلی حقائق کی واسطے بندہ کے علی ما ہی علیہ جو وقت چھوڑ دیا جاتا ہے درمیان بندہ کے اور درمیان تجلی صریح کے حجاب ہے تنگ تر ہے درمیان بندہ اور حالت تجلی کے جو مگر قدر

حلقة بين الابهام والمسبحة انقلب التجلي خطابا
والهاما وخاطرا وهاتفا على اختلاف استعداد
القوى الدراكة والاسباب الحاكمة في الوقت
واذا كان ذلك كذلك فسبب عدم وقوع الموعود
امران احدهما ان ينكشف له اقتضاء سيد من
سادات الملاء الاعلى مما لو خلي الامر مع هذا
الاقتضاء فقط لوجب في حكمة الله ان يجيب
دعائه ويوفر له اقتضائه لكن هنالك اقتضاء
آخر مثله او آكد منه يجب في حكمة الله عند اجتماعهما
واصطكاكهما في القوة التي هي في قلب الطبيعة
الكلية بمنزلة قوة الارادة والعزم المقرونين
بتحريك العضلات ان يقضي بنحو آخر ويوجد
في المثال صورة اخرى فهذا العبد ربما لا يصل
الى صميم القوة العازمة التي هي في قلب الطبيعة
الكلية وانما اتخيل انها في مركز العرش وان المركز
لذلك صار ماوى العناصر والمواليد حتى يفضي
اليها بلا واسطة ويأخذ عنها شفاها بل يصل
الى خلاصة سيد وصفاوة همته وينظر من
تلك الكوة الى القوة العازمة فيختلط لون
المرآة بالمرئي في الحدقة ويقصر علمه عن احاطة
الاسباب والوصول الى صميم هذه الحقيقة فلا
يعرف الا هذا الاقتضاء وحكمه اذ همة هذا
السيد جامعة لهذه الاحكام مانعة للاحكام
المتضادة لها فيسري الجميع والمنع فيه من حيث
لا يدري ثم يتعقب هذا الانكشاف خطابا بالاسباب

کلمہ کی انگلی اور انگوٹھے کے حلقہ کے تو ہو جاتی ہے تجلی خطاب
والہام اور خاطر و ہاتف حسب اختلاف استعداد قوت دراکہ اور
اسباب حاکمہ فی الوقت کے اور جب ہوا وہ امر اسطرح تو سبب عدم
وقوع موعود کی دو باتین ہین کہ ان دونون مین سے ایک تو یہ کہ
منکشف ہو بندہ پر اقتضا کسی سردار کا سادات ملاء اعلی سے
اس حیثیت سے کہ اگر جمع ہو امر ساتھ اُس اقتضا کے فقط تو ضرور
ہے اللہ کی حکمت مین یہ کہ قبول ہو دعا اسکی اور زیادہ کیا جاے
اُسکے واسطے اُسکا اقتضا لیکن وہان ایک اور اقتضا ہے
اسکے مانند یا اس سے موکد کہ واجب ہے اللہ کی حکمت مین
جب وہ دونون اقتضا جمع ہون اور ایک دوسرے سے مقابلہ کرین
قوت مین وہ قوت کہ طبیعت کلیہ کے قلب مین ہے بمنزلہ قوت ارادہ
عزم مقرونین کے عضلات کی تحریک کے تو حکم ہو دوسری طرح
اور پائی جائے مثال مین دوسری صورت تو پس یہ بندہ جلسا اوقات
نہین پہنچتا اس صمیم قوت عازمہ کو جو طبیعت کلیہ کے قلب مین ہے
اور بیشک مین خیال کرتا ہون کہ وہ مرکز عرش مین ہے اور تحقیق مرکز
واسطے اسکے ہو گیا ہی ٹھکانا عناصر و موالید کا تا کہ اضافہ ہو اسکی
طرف بلا واسطے اور مواخذ کری اُس سے طرف اسکے بلکہ پہنچے طرف
خلاصہ سید اور صفا ہمت کو اور دیکھے اس روزن سے قوت عازمہ کو
تا مختلط ہو جاوے رنگ مرآت اور مرئی کا آنکھ مین اور قاصر ہو اُسکا
علم احاطہ اسباب سے اور پہنچنے سے تہ کو اس حقیقت کے تو نہ پہچانے
وہ بندہ مگر یہ اقتضا اور اس کا حکم اسواسطے کہ ہمت اس
سید کی جامع ہے ان احکام کی اور مانع ہے اسکے احکام
متضادہ کو پس سرایت کرتی ہے جمع اور منع اُس مین
اس حیثیت سے کہ معلوم نہو۔ پھر منقلب ہو جاتا
ہے یہ انکشاف خطاب سے ساتھ اُن سببون کے

مما ذکرنا و مما طوینا ذکرہ ولیس ھذا اخبارا
شفاھیا حتی یکون صادقا البتۃ وثانیھما ان ینکشف
لہ امر مجمل ویتحول ھذا الانکشاف الاجمالی الھاما
مجملا فیتبادر الیہ العلوم المخزونۃ فی صدرہ فیشرحہ
شرحا من حیث لا یدری وکما انھا شرح الانکشاف
الاجمالی فی المنام فیصیر رؤیا یحتاج الی التعبیر
فکذلک ھذا المختلط من الھام اجمالی وشرح
وتفسیر منحوت من العلوم المخزونۃ یحتاج الی
التعبیر ولا عبرۃ حینئذ بالثلج والاطمینان لانہ
فی الحقیقۃ ثلج بالامر الاجمالی من حیث ھو محفوظ
فی ھذا الشرح وربما تبادر الیہ ھاجس نفس
واستعجال طبیعۃ وتسویل شیطان فقصر
نظرہ عن التمیز فبقی الامر عندہ غیر مبین وبالجملۃ
فمن رای ھذہ الصورۃ المختلطۃ قال وعد و
لم یوجد الموعود ومن رای کل شیء متمیزا
من غیرہ قال الوعد اجمالی وقد وفی بہ ولو فی
نشاۃ دون نشاۃ وشبح دون شبح والصورۃ
منحوتۃ اما بما ھو تفسیر لہ محتاج الی التعبیر
ولم یعبر حق التعبیر واما بخلط تلوث بالصدق
ولم یبق علی صرافتہ وبالجملۃ فالوجھان جمیعا
انما یعتریان المتوسطین اما اھل الکمال فھم
بمعزل من ذلک اللھم الا المحتاج الی التعبیر
ولکنھم لبحرھم فی احکام النشآت لا یعمی علیھم
الامر واللہ اعلم

تحقیق وتمثیل

اعلم ان الارادۃ ھی مرقی علل صدور الخلائق

جو ہمنے ذکر کئے اور جنکا ذکر نہین کیا اور نہین ہوتی یہ خبر دینی
سامنے اور روبرو کے تاکہ سچی ہو ضرور اور دوسری بات
دونون باتون مین سے یہ ہے کہ اس شخص کو ایک امر منکشف ہو
مجمل اور محول ہو جاے یہ انکشاف اجمالی الہام مجمل کیطرف پس مبادرت
کرین اسکی طرف اسکے سینہ کے علوم اور اسکی شرح کرین
اس حیثیت سے کہ دریافت نہو اور جیسا کہ اسکے علوم شرح کرتے
ہین انکشاف اجمالی کے سونے مین اور وہ ہو جاتا ہے
ایسا خواب کہ محتاج تعبیر کا ہو اسیطرح مختلط الہام اجمالی
اور شرح اور تفسیر تراشیدہ علوم مخزونہ سے محتاج تعبیر کا
ہوتا ہے اور اس وقت کچھ اعتبار نہین ٹھنڈک اور اطمینان کا
اسواسطے کہ فی الحقیقت یہ دلکی تسلی ہے ایک امر اجمالی سے
اس حیثیت سے کہ وہ محفوظ ہے اس شرح مین اور کبھی اسکی
طرف متبادر ہوتے ہین خطرات نفس اور استعجال طبیعت
اور دھوکہ شیطان تو آدمی کی نظر قاصر ہوتی ہے تمیز ہے
تو وہ امر اسکے نزدیک غیر مبین رہتا ہی الغرض جو دیکھے
اس صورت مختلط کو وہ کہیگا کہ وعدہ کیا اور موعود نملا اور جو
شخص دیکھے ہر شے کو متمیز دوسرے سے وہ کہیگا وہ اجمالی ہے
اور وہ وفا ہوا اگرچہ عالم مین ہوا اور کسی قالب مین ہوا
اور صورت تراشیدہ یا ساتھ اس شے کے کہ وہ اسکی تفسیر ہے
محتاج تعبیر کی تھی اور تعبیر نہ پائی جیسی چاہیئے تھی اور با
مخلوط ہو گئی اس سے جس سے آلودہ ہو صدق اور اپنی صرافت
پر نہ رہے خلاصہ یہ کہ یہ دونون وجہین عاری رکھتی ہین
متوسطین کو مگر اہل کمال اس سے علیحدہ ہین مگر یون
کہا جائے کہ محتاج تعبیر ہین ولیکن انپر اپنی مخبر کے سبب احکام عالم مین امر چھپا
نہین رہتا واللہ اعلم

تحقیق وتمثیل

جاننا چاہیئے کہ تحقیق ارادہ ہے

ولكن للارادة علة تصدر منها وهي اقتضاء الذات
لها واستلزامها اياها لا يشك في ذلك احد لان
الارادة ليست واجبة بذاتها لكنها واجبة بذات
الواجب بقي ههنا شيء مشكل جدا هل تعلق الارادة
بهذا دون ضده من جهة خصوصية هذا
وتعينه واجب بذات الارادة لا يرقى لذلك
وجوب الى الذات الواجبة او يرقى وجوبها
من هذه الجهة ايضا الى الذات الواجبة كما يرقى
وجوب الارادة نفسها اليها فاستتر هذا السر على
اكثر الناس والحق ان الفاقد لوجوب ذاته ووجوده
من جذر ذاته فاقد لكل كمال يحدث له بعد وجوده
ووجوبه باعتبار ذاته انما تلبسه بذلك الكمال من الذي
تلبسه بالوجوب منه فليس تعلق الارادة الا حذو
انبساط الاستعدادات التاثيرية المسماة بالاسماء
والاستعدادات التاثيرية المسماة بالاعيان من
جهة اقتضاء الذات واستلزامها وانبساط
تينك القبلتين له حصر يمنع الزيادة والنقص
ناشئ من جهة الذات ولنضرب لذلك مثلا اليس
ان المحاسب اذا تعلقت ارادته بالواحد فشق
منه واحدا وواحدا بتثنية النظر فحدث اثنان
وشق منه واحدا وواحدا وواحدا بتثليث النظر
فحدثت ثلثة وبالجملة اذا تعلقت ارادته بضم مشتق
الى مشتق قدر ما يسعه علمه فحدث مراتب الاحاد
والعشرات والمآت والالوف ثم جمع بعضها ببعض
بقدر ما يسعه فرض العقل جاءت امور غير متناهية

لیکن ارادہ کا ایک محل ہے علۃ جہانسے وہ صادر ہوتا ہے
اور وہ کیا ہے ذات کا مقتضی ہونا اس ارادہ کیواسطے اور
مستلزم ہونا اس ارادہ کو اس امر مین کسیکو شک نہین
اسواسطے کہ ارادہ بذات خود تو واجب نہین ہے لیکن وہ ارادہ
واجب ہوتا ہے واجب الوجود کے واجب کر دینے سے باقی رہی
یہان ایک بات بہت مشکل وہ یہ کہ آیا تعلق ارادہ کا ساتھ
اسکے ہے نہ اسکی ضد سے بسبب اسکی خصوصیت کے
اور تعین اسکی واجب ہے ساتھ ذات ارادہ کے نہین مرتفع
ہوتا واسطے اسکے وجوب طرف ذات واجب کے یا مرتفع ہوتا ہے
وجوب اسکا اس جہت سے بھی طرف ذات واجب کے یا مرتفع
ہوتا ہے وجوب نفس ارادہ کا طرف ذات واجب کے پس یہ راز
اکثر لوگونپر پوشیدہ رہا اور حق بات یہ ہے کہ جو فاقد ہے واسطے
وجوب ذات اسکی کے اور اسکے وجود کی اصل اسکی ذات سے وہ فاقد ہے
واسطے ہر کمال کے جو پیدا ہو واسطے اسکے بعد اسکے وجود اور
وجوب کے باعتبار اسکی ذات کے جز این نیست کہ اسکو آراستہ
کرتا ہے اس کمال سے وہ جو آراستہ کرتا ہے اسکو ساتھ وجوب
کے اس سے تو پس نہین ہے تعلق ارادہ کا مگر مقابل فراخی
استعدادون تاثیریہ کے جنکا نام اسما ہے اور استعدادون تاثیریہ
کے جنکا نام اعیان ہے بسبب اقتضاء ذات اور اسکی مستلزم
ہونیکے اور فراخی ان دونون استعدادون تاثیریہ کیواسطے
اسکے ایک حصر ہے کہ منع کرتا ہے زیادتی کو اور نقصان کو
جو ظاہر ہو جہت ذات سے اور ہم ایک مثل اسکی بیان کرین کیا
یہ بات نہین ہے کہ محاسب کا جب ارادہ متعلق ہو واحد سے تو پیدا ہوگا
اس سے واحد دوسرے نظر سے تو حادث ہوئے دو اور پھر نکالا اس سے
ایک اور ایک ایک تیسرے نظر سے تو حادث ہوئے تین عرض اور جسوقت

فی النفس محصورۃ بالاضافۃ الی الواحد فانہا
یشتق منہ دون غیرہ ومتمیزا بعض المراتب من
بعض من جہۃ نحو الاشتقاق فاخذ علی ظہور
ہذہ الصور العددیۃ المتکثرۃ تعلق الارادۃ
بظہور کمال المحاسب منشأ تعین تلک المراتب
بالترتیب والانضباط بحیث لا یزید ولا
ینقص ہو الطبیعۃ العددیۃ المحفوظۃ قبل الارادۃ
کان الارادۃ حکایۃ لطبیعتہا ومنصۃ لظہور
احکامہا فنسبۃ الجعل والایجاد الی الماہیات
کنسبۃ تاثیر المحاسب فی الاعداد من جہۃ
ظہور صورہا بعد ما لم یکن ونسبۃ الماہیات
ولوازمہا الی مفیضہا قبل الجعل کنسبۃ مراتب
الاعداد الی الواحد وتقدم بعضہا علی بعض
ولزوم خواص تلک المراتب لہا من قبل الطبیعۃ
العددیۃ فقط فہذا معنی قولہم الماہیات
غیر مجعولۃ والجعل والایجاد ہو الظہور والفیض
المقدس وارتباط الماہیات بمفیضہا کارتباط
المراتب العددیۃ بالواحد وتعینہا بخواصہا
کتعین تلک المراتب بخواصہا فرضا قبل ان تتعین
وجودا وہو الفیض الاقدس فکما ان للعدد
سلسلۃ مرتبۃ بعضہا بعد بعض ممتدۃ من
الواحد الی ما لا یتناہی کامنۃ فی الواحد من حیث
الفرض والتقدیر لا من جہۃ التقرر بالفعل
فکذلک الطبیعۃ الکلیۃ بما فی حیزہا من ارکان
وموالید سلسلۃ مرتبۃ بعضہا بعد بعض

بذات خود محصور نسبت کرنے طرف واحد کے کیونکہ وہ مشتق
ہوئی ہیں اُس سے نہ اس کے سوا سے اور متمیز ہیں بعضے
مراتب بعض سے جہت طریق اشتقاق سے تو اُسوقت ہوگی
علت ظہور ان صور عددیہ متکثرہ کے تعلق ارادہ کا ساتھ ظہور
کمال محاسب کے اور منشا تعین ان مراتب کا ساتھ ترتیب و
انضمام و انضباط کے اس حیثیت سے کہ نہ زیادہ ہو نہ کم وہ
طبیعت عددیہ ہے جو محفوظ ہے ارادہ سے پہلے گویا کہ ارادہ
حکایت ہے واسطے اسکی طبیعت کے اور منصہ ہے اُسکے ظہور احکام کا
تو پس نسبت جعلی اور ایجادی کی طرف ماہیات کے ایسی ہے
جیسے نسبت تاثیر محاسب کے بیچ اعداد کے جہت ظہور انکی صورتوں
کے بعد اُسکے نہ تھی اور نسبت ماہیات اور اُنکے لوازم کے
طرف انکے مفیض کے جعل سے پہلے ایسے ہی جیسے نسبت
اعداد کی طرف واحد کے اور تقدم اُنکے بعض کا بعض سے اور
لزوم خواص ان مراتب کا طبیعت عددیہ کے قبیل سے ہے
فقط پس یہ معنی ہیں اُنکے قول کے ماہیات غیر مجعولہ
اور جعل و ایجاد وہ ظہور اور فیض مقدس ہے اور ارتباط ماہیات
کا اپنے مفیض سے ایسا ہے جیسے ارتباط مراتب عددیہ
کا ساتھ واحد کے اور تعین ماہیات کا ساتھ خواص
اپنے کے ایسا ہے جیسے تعین اُن مراتب کا اپنے خواص سے
فرضاً پہلے اس سے کہ متعین ہو وجوداً وہ فیض اقدس ہے
پس جیسے واسطے عدد کے ہے سلسلہ ترتیب وار بعض بعد بعض
کے کہ ممتد ہے واحد سے طرف نامتناہی کے پوشیدہ ہے بیچ واحد کے
جہت فرض سے نہ جہت تقرر بالفعل سے اسیطرح ہے واسطے طبیعت
کلیہ کے ساتھ اس شے کے جو اسکے حیز میں ہے ارکان
و مواليد سلسلہ مرتبہ بعض بعد بعض کے

معلومة الخواص والمراتب كما قال عن من قائل حكاية
عن تلك الحقائق وما منا الا له مقام معلوم منفسرة
الى الانواع انفسارا حاصرا لا يزيد ولا ينقص و
لا يمكن ذلك ابدا ثم تنفسر تلك الانواع الى الافراد
بضربها في الاتصالات الفلكية والارضية وملا
حظات الوضع السابق المعد للوضع اللاحق
الى غير النهاية ممتدة هذه السلسلة من ماهية
الماهيات وحقيقة الحقائق الى ما لا يتناهى كامنة
في حقيقة الحقائق والبسط الاشياء من جهة
الفرض والامكان لا من جهة التقرر بالفعل
ثم ارتبط بحقيقة الحقائق الخارج وظهر فيه صورة
حقيقة الحقائق وارتباط الخارج بحقيقة الحقائق
كمثل ارتباط اللوازم بالماهيات فصدر من هذا
التجلي بالارادة والاختيار طبيعة كلية واحدة
هي كشخص واحد صدر منه بواسطتها الاركان
والعناصر ثم حصل من امتزاج القبلتين المواليد
وادرك هذا الشخص الواحد ربه الفرد الصمد
في خياله فحصلت صورة علمية هي كيفية علمية
باعتبار ونفس المعلوم باعتبار ونفس العلم
باعتبار وهذا اول تجلي في الطبيعة الكلية ثم
نزلت في المدارك المقيدة فصارت حضرات
منها خطيرة القدس وغيرها **مشهد**
آخر من اخلاق الانسان خلق يسمى بالسمت
الصالح حقيقة ينفظ النفس الناطقة باعمالها
واخلاقها التي هي فيها بينه وبين الله وبينه

المشاهدة التاسع والثلثون ۳۹

معلوم الخواص والمراتب چنانچہ اللہ تعالیٰ از روئے حکایت
ان حقائق کو بیان فرماتا ہے وما منا الا له مقام معلوم
کہ منفسر ہے طرف انواع کے انفسار حاصر ایسا کہ نہ زیادہ نہ کم
اور نہ ممکن ہو ابد تک پھر منفسر ہوتی ہیں وہ نوعیں طرف افراد
کے جب انکو ضرب کریں اتصالات فلکیہ و ارضیہ میں اور
ملاحظہ کریں وضع سابق کا واسطے وضع لاحق کے تا غیر
نہایت ممتد ہے یہ سلسلہ ماہیت الماہیات سے اور
حقیقت الحقائق سے طرف لا نہایت کے کہ پنہاں ہے
حقیقت الحقائق میں اور ابسط اشیاء ہے باعتبار فرض
و امکان کے نہ باعتبار جہت تقریر بالفعل کے پھر مرتبط
ہوا ساتھ حقیقت الحقائق خارج کے اور اسمیں ظاہر
ہوئی صورت حقیقت الحقائق کی اور ارتباط خارج کا
حقیقت الحقائق سے ایسا ہے جیسے ارتباط لوازم کا ساتھ
ماہیات کے پس صادر ہوئی اس تجلی بالارادہ والاختیار
سے طبیعت کلیہ واحدہ کہ وہ مانند ایک شخص واحد کے ہے
کہ جس سے صادر ہوئے اسکے واسطے سے ارکان و عناصر پھر حاصل
ہوئے امتزاج عناصر و ارکان سے موالید اور ادراک کیا اس
شخص واحد نے اپنے رب کو فرد صمد اپنے خیال میں تو حاصل
ہوئی صورت علمیہ کہ وہ کیفیت علمیہ ہے ایک اعتبار سے اور
نفس معلوم ہے ایک اعتبار سے اور نفس علم ہے ایک اعتبار
سے اور یہ پہلی تجلی ہے طبیعت کلیہ میں پھر نازل ہوئی مدارک
مقیدہ تو ہو گئے حضرات انمیں سے خطیرہ قدس وغیرہ۔
مشہد آخر اخلاق انسان میں سے ایک خلق ہے
اسکا نام سمت صالح ہے اسکی حقیقت یہ ہے کہ وہ نفظ نفس
ناطقہ کا اپنے اعمال اور اخلاق کا ہے جو اسمیں اور اللہ تعالیٰ کے بیچ

وبین سائر الناس واهتدائها لنظام صالح فیها
یرضاه الله من عبده فاذا شاء الله بعبد خیرا
فقهه بتلك الاعمال والاخلاق وهدا لنظام صالح
فیها تفقیها مفاضا من حضرة الرحمة من غیر فکر
ورویة منه وهذه الافاضة انما تکون برکة تنفوحة
فی خلق السمت الصالح وهذا هو معنی قوله عن من
قائل واوحینا الیهم فعل الخیرات واقام الصلوة
وهذه الصورة ایجاد الفعل ویتبع هذا الایجاد
ایجاد علم تلك الاعمال والاخلاق ونظامها
المحبوب ولا یتکمل احد من عباد الله الا بهاتین الهدایتین لکن کثیر من افراد الانسان
لا یستوجبون الایجاد الشفاهی من حضرة الرحمة
بغیر واسطة فکان الخیر حینئذ ان تتوجه الرحمة
الی الکامل من البشر یستحق بجبلته ان ینسلخ من
احکام الفرد الخاص ویتقیامة من الناس بحسب
امزجتهم وما یلیق بها من الاعمال والاخلاق
وکیفیة ترقیهم من الطبیعة الی حاقدرلهم من
القربة وسیستوجب ایضا بفطرته ان یجذب
من حیز الطبیعة الی حیز القدس فتنصبغ
هنالك نفوسهم بالایمانین ویحیط بهما تحققا
وتبینا فاذا توجهت الی کامل هذا نعته ضمته
الیها وغطته فانطبع فیه السر المراد وتستبهم هنالك
هذا السر الاجمالی بصورة بقائه باحکام تلك
الامة فیتسرع عنه وتودع علما ثم یرتقی حیز
الفکر والرویة فیتکلم کما رأی وهذا حقیقة

اعمال واخلاق وسیان اسکاہ لوگونکے ہین اور انکا ہدایت
پانا ہے واسطے نظام صالح کے کہ اللہ تعالی راضی ہو اپنے
بندہ سے تو جب اللہ تعالی اپنے بندہ کی بہتری چاہتا ہے تو اسکو سمجھ
دیتا ہے اُن اعمال واخلاق کی اور ہدایت کرتا ہے اسکو انکے
نظام صالح کی وہ سمجھ افاضہ ہوتی ہے درگاہ رحمت سے
بیفکر ورویت کے اس سے اور یہ افاضہ تحقیق ایک برکت
ہوتی ہے نفح کیگئی خلق سمت صالح مین اور یہ معنی ہین
اللہ تعالی کے اس قول کے واوحینا الیہم فعل الخیرات
واقام الصلوة اور یہ صورت ہے ایجاد فعل کی اور تابع
ہوتا ہے اس ایجاد کے ایجاد علم ان اعمال واخلاق اور
انکے نظام محبوب کے ساتھ اور اللہ کے بندو مین سے کوئی
کامل نہین ہوتا مگر ساتھ ان دو ہدایتون کے لیکن بہت سے
افراد انسان ہین کہ مستوجب ایجاد مشافہ کے نہین درگاہ رحمت سے
بغیر واسطہ تو اسوقت بہتری یون ہوتی ہے کہ رحمت متوجہ ہوتی ہے
کسی کامل بشر کیطرف جو استحقاق رکھتا ہو اپنی جبلت کے
سبب اس بات کا کہ نکل آئے احکام فرد خاص سے اور بیچا گروہ مردم
مین اُنکے مزاج کے موافق اور اُنکے مزاج کے موافق اعمال واخلاق کے
اور اُنکی ترقی کے طبیعت کے لایق ہونکے واسطے تقدیر کیا گیا ہے
اللہ تعالی کی قربت سے اور نیز مستوجب ہو اس امر کا اپنی فطرت کے
سبب کہ جذب کیا جاوے خیر طبیعت سے طرف خیر قدس کے اور وہان منصبغ ہو اسکا
نفس ساتھ دونون ایمانون کے اور احاطہ کرے ان دونون ایمانون کا از روے
تحقیق اور تبین کے پس جس وقت متوجہ ہو رحمت طرف اس کامل کی جسکی
یہ صفت ہو وہ رحمت اس سے لپٹ جاوے اور اسکو ڈھانک لے تو اسمین منطبع ہو جاوے
یہ سر مراد اور غالب ہو جاوے یہ سر اجمالی بنی بقا کی صورت مین ساتھ احکام
ان لوگونکے پس ایک دراس سے درحالیکہ وہ ظرف علم ہے پھر وارد ہو خیز

+ فیوض الحرمین اور دوسری جگہ اس کو صحیح لکھا ہے اور یہی صحیح ہے اور ضعیف

نزول الشرائع على الانبياء وحيا ونزول الطرق
على الاولياء كشفا والهاما فيسمع منه هذا المحتاج
الى الواسطة كلاما دالا على النظام المراد فتبادر
اليه فطرته فياخذ منها خلق السمت الصالح وخلق
الحكمة بتوفيق الله مما يناسب خويصة نفسه
ويدع امر العامة فيتمثل بين عينيه النظام المراد
ويكون حكما فصلا في جميع اموره فيفوز بالسعادة
ويكون ممن هدى الى صراط مستقيم وكان
سيدنا عمر رضي الله تعالى عنه ممن استوجب
عقله بعد معرفة ما يناسب بخويصة نفسه
ان يعرف اشياء من حالة الامة فقال رسول الله
صلى الله عليه وسلم منبها له على هذه الحالة

لقد كان فيمن قبلكم محدثون الحديث وقال
لو كان بعدي نبي لكان عمر هذا وقد آتاني ربي
من هذا الباب نصيبا ففهمني مشارب الناس
في قربتهم من ربهم فمن تلك الحضرة ان
الناس لا يعتد بقربته حتى يعرف نور الطهارة
ويعرف نقده ويعرف الحجاب المسدل بينه
وبين هذا النور من الطبيعة ويعرف كيفية
قهر الطبيعة والالتجاء الى مباشرة امور علاجية
وهيآت نفسانية تعيد اليه ما فقد يجرب كل
ذلك من نفسه ويحيط بنفسه من هذه
الجهة علما حتى يعرف لذة المناجات في
السجدة ويعرف كيف رقت روحه وصفت
في تلك الحالة وارتفع بينها وبين الله الحجاب

نزول شرائع کی نبیوں پر از روے وحی اور نزول طریقہ اوپر
اولیا کے از روے کشف اور الہام کے تو محتاج واسطہ کا
سنتا ہے اس سے ایسا کلام جو دلالت کرتا ہے اوپر نظام مراد کے پس متبادر
ہوتی ہے اس کامل کی طرف اسکی فطرت اس سے اور اخذ کرتی ہے خلق
سمت صالح اور خلق حکمت اللہ تعالی کی توفیق سے جسقدر کہ اسکے
خواص نفس کے مناسب ہے اور چھوڑ دیتا ہے امر عامہ کو پس متمثل
ہو جاتا ہے اسکی آنکھوں کے سامنے نظام مراد اور ہو جاتا ہے حکم
فیصل سب امور میں تو وہ فائز ہوتا ہے سعادت کو اور
ہو جاتا ہے انمیں سے جنھوں نے صراط مستقیم کی ہدایت پائی ہے
اور حضرت عمر رضی اللہ تعالی انمیں سے تھے جنکی عقل مستوجب ہوئی
بعد معرفت کے اس شے کے جو مناسب تھا انکے خواص نفس کو کہ پہچانیں
اکثر چیزیں امت کے حال کی پس فرمایا ہے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے اسحالت کی آگاہی کیواسطے انکو۔ لقد کان فیمن قبلکم
محدثون الخ اور فرمایا۔ لو کان بعدی نبی لکان عمر۔ وہ یہ ہے
اور بیشک مجکو دیا اللہ تعالی نے اسمیں سے حصہ پس سمجھا دیئے
مجھے لوگوں کے مشرب اللہ کے قرب میں انکی تو اس درگاہ سے یہ بات
بھی ہے کہ انسان نہیں قابل ہوتا اس قربت کے جبتک نہ پہچانے نور
طہارت کو اور اسکے فقدان کو اور جبتک نہ پہچانے طبیعت کے
پردے پڑے ہوئے کو درمیان اپنے اور اس نور کے اور پہچانے
طبیعت کے غلبہ کو اور اسکے علاج کو اور ہیئت نفسانیہ کو
جو اعادہ کرتی ہے اسکی طرف وہ شے جو گم ہو گئی ہے تجربہ کرے اسکو
اپنے نفس سے اور احاطہ کرے اپنے نفس کا اس سے از روے علم کے اور
یہانتک کہ پہچانے لذت مناجات کے سجدے میں اور پہچانے کہ کیونکر
اسکی روح کو رقت ہوئی اور صاف ہوئی اسحالت میں اور
اٹھ گیا حجاب جو اس روح کے اور اللہ کے درمیان تھا

[1] تمسے پہلے لوگوں میں صاحب الہام تھے
[2] اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتے ۱۲

فصارت مشافهة بالمناجاة كانه رائ العين
ويعرف كيف يغار على قلبه بعد ذلك وكيف
يدفع ذلك بالالتجاء الى كلمات تخشيعية وحيات
بدنية ونفسانية تعيد اليه ما فقده وحتى
يعرف اليقين اى اجماع الخاطر الى الله الاعتماد
عليه ويعرف ما يتفرع عليه هذه الخلة من الالحاح
فى الدعاء الخير لدنيا والاضرع ونعوذ من
الفتن من جهة المعرفة ان اعماله واخلاقه و
اعمال غيره واخلاقه ومصائب الزمان كلها
ليست بيده انما هى بيد الله يفعل ما يشاء ويختار
ما يهدى اليه هذه الخلة من الاستخارة فى
كل ما يرد عليه والتفزع الى الدعاء والتعوذ
اضطرارا من جهة معرفة ويعرف ان ما اعده
الله فى الدنيا والاخرة فيما يرجع الى القربة و
الجنة خير من اللذات الفانية الجسمانية ويعلم
يعلم حجاب الطبيعة وكيف يغلب عليه هذا
الحجاب كيف يفسد عليه نوره والطمينانه
ثم كيف يعالج بقهر الطبيعة ويعرف حجاب
الرسم وسوء المعرفة فمن عرف هذه الامور
من نفسه ولو بقدر خويصة نفسه فهو الذى
يعتد بقريته وهو الذى دخل فى قلبه بشاشة
الايمان فعليك ان تكون طبيب نفسك فى ابان
ان تاخذ هذه العلوم ظهرا **مشهد آخر**
اطلاعه الحق سبحانه على حقيقة الروح انما هى ما
يموت الانسان ان بانفكاكه عن البدن وما الحس

نہ ہو گیا مشافہ بسبب مناجات کے جیسا آنکھوں سے دیکھا
اور پہچانے اس امر کو کہ کیونکر پردہ پڑتا ہے اسکے قلب پر بعد
اسکے اور کیونکر دفع ہو جاتا ہے ساتھ التجا کے خشوع سے اور
ہیئت بدنی اور نفسانی پر لاتی ہے اس شے کو جو گم ہو گئی تھی
اور یہانتک کہ پہچانے یقین کو یعنی جمع خاطری کو اللہ کیطرف
اور اعتماد اللہ پر اور پہچانے کہ متفرع ہوتا ہے اس خلت پر
تضرع صحیح دعا کے واسطے بہتری دنیا اور آخرت کے اور پناہ
مانگنے فتنوں سے اس امر کی معرفت سے کہ اعمال و اخلاق اسکے
اور اعمال و اخلاق اسکے سوا کے اور مصائب زمانی کے
اسکے ساتھ ہیں نہیں سب اللہ کے ہاتھ ہیں جو خدا چاہتا ہے
سو کرتا ہے اور پہچانے کہ یہ خلت اسکیا ہدایت کرتی ہے
استخارہ سے ہر شے میں جو اسپر وارد ہو اور بفقرار بسوے طرف دعا
کے اور سوا مانگنی مضطر ہو کر بجہت معرفت سے اور پہچانے کہ کیا
اللہ نے اسکے واسطے مہیا کیا ہے دنیا و آخرت میں اس خیر میں
جس سے رجوع ہو طرف قربت کے اور جنت بہتر ہے لذات فانیہ
جسمانیہ سے اور یہانتک کہ جان لے حجاب طبیعت کا اور دیکھ کہ
اسپر غالب آ جاتا ہے اور کیونکر اسکے نور کو فاسد کر دیتا ہے
اور اطمینان کو پھر کیونکر علاج کیا جاوے غلبہ طبیعت کا اور
پہچانے حجاب رسم و سوء معرفت کا پس جس شخص نے ان امور کو اپنے
نفس سے پہچان لیا اگرچہ بقدر خویصہ اپنے نفس کے تو وہ شخص
مقرب ہے اور اسکے قلب میں ایمان کی بشاشت داخل ہوئی پس تجھ
پر لازم سمجھ لے کہ تو اپنے نفس کا طبیب ہو اور خبردار ان علوم
کو پس ثابت کیجو **مشہد آخر** اطلاع دی مجھے اللہ
سبحانہ نے روح کی حقیقت پر کہ بیشک روح وہ شے
ہے کہ اسکے بدن سے جدا ہونے سے انسان مر جاتا ہے اور سمجھ جس

الشیخ ھلة الاربعون

والحرکۃ والحیوۃ ولہا طبقات وسط تفرقہا فی البدن جسم ہوائی یسکن فی القلب ومنہ تنشر فی البدن وحمل القوی المدرکۃ والطبیعۃ ثم حقیقۃ مثالیۃ وہی التی انعقد منہا الجنین فی الناسوت ومنہا اخذ المثال ثم حقیقۃ اخری وہی حصۃ من صورۃ الانسانیۃ تمکنت فی عوارض مشخصۃ من قوی الافلاک والعناصر مقتضیۃ لاحکام خاصۃ ثم صورۃ انسانیۃ مع قطع النظر عن المشخصات ثم صورۃ نامیۃ ثم صورۃ حیوانیۃ ثم صورۃ جسمیۃ ثم حصۃ من الطبیعۃ الکلیۃ ثم انبساط حکم باطن الوجود علی الممکنات فمن قال ان الروح جسم لطیف حال فی البدن کحلول النار فی الفحم فہو صادق ومن قال انہا عرض فہو صادق ومن قال انہا جوہر فہو صادق ومن قال انہا حادثۃ فہو صادق لکون کل جوہر عرضا ولہا البکن لم یرد بہذا الا ان یقول ان الاقتصار تصور

حقیق قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لکل نبی دعوۃ مستجابۃ فتعجل کل نبی دعوتہ وانی اختبأت دعوتی شفاعۃ لامتی ان شاء اللہ فکل دعوات کل نبی دعوات مستجابۃ ولکنہ لنبینا صلی اللہ علیہ وسلم دعوات کثیرۃ مستجابۃ کما ورد فی الاستسقاء وفی مواضع اخر ویحمل فی ای دعوۃ اشار فی ہذا الحدیث اد یعلم من السیاق انہا دعوۃ واحدۃ لکل نبی غلبت علی الدعوۃ لیست دعوۃ رغبۃ خاصۃ فی شیء من المطالب بل کلما بعث اللہ تعالی رسولا لطفا بعباد ورحمۃ بہم فلا یخلو حال العباد من امرین اما ان یکونوا فی ضلال

وحرکت وحیات ہے اور اسکے طبقے اور لطافت ہیں اعضاء بدن میں اس کا جسمہ ہوا ہے جس کا قلب میں ہے پھر وہ منتشر ہوتا ہے بدن میں اور اٹھتا ہے قوت مدرکہ اور طبیعت کو پھر ایک حقیقت مثالیہ ہے اور وہ وہ ہے کہ منعقد ہوتی ہے عالم ناسوت میں ظاہر ہونے سے پہلے اور اسی سے لیا گیا ہے مثال پھر ایک حقیقت روحیہ ہے وہ ایک حصہ ہے صورت انسانیت کا جو صورت انسانیہ کہ کمکنت عوارض مشخصہ سے قوتوں افلاک عناصر سے مقتضی ہیں واسطے احکام خاص کے پھر صورت انسانیہ بغیر ملاحظہ مشخصات کے پھر صورت نامیہ پھر صورت حیوانیہ ہے پھر صورت جسمیہ ہے پھر حصہ ہے طبیعت کلیہ سے پھر انبساط حکم باطن وجود کا ممکنات پر تو جو شخص کہے کہ روح جسم لطیف ہے حلول کئے ہوئے بدن میں جیسے حلول آگ کا کوئلے میں تو وہ سچ کہا ہے اور جو کہے کہ روح عرض ہے تو وہ بھی سچا ہے اور جو شخص کہے کہ روح جوہر ہے وہ بھی صادق ہے اور جو شخص کہے روح حادثہ ہے وہ بھی صادق ہے لکل جوہر ہو عرضا البتہ یہ بات نہیں ہے کہ اقتصار تصور ہے

حقیق قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لکل نبی دعوۃ مستجابۃ فتعجل کل نبی دعوتہ وانی اختبأت دعوتی شفاعۃ لامتی۔

ترجمہ کہ ہر نبی کو واسطے بہت دعائیں مقبول ہیں اور واسطے ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو واسطے بہت دعائیں مقبول ہیں جیسے کہ وارد ہے بیچ استسقاء اور بیشمار موقعوں میں تو کونسی دعا کی طرف اشارہ ہے اس حدیث شریف میں کہو کہ اسکے سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک دعا ہے ہر نبی کو دی گئی ہے جس کو خاص کسی مطلب کی رغبت کی وجہ سے نہیں بلکہ جب بھیجا اللہ تعالی نے کوئی نبی اپنے بندوں پر لطف اور رحمت کے واسطے ہوئے ان کے حال دو حال سے خالی نہیں یا اس نبی کے مطیع ہوئے

فی حقهم افاضة برکات علیهم او بعصره فینقلب
ذلک اللطف مقتا وسخطا وغضبا وفی کل من الحالین
یلهم النبی الهام نفث فی الروع ان یدعو لهم او
علیهم فتلک دعوة واحدة لکل نبی ناشئة من اللطف
الذی منه کانت بعثته واما نبینا صلی الله علیه وسلم
فقد استشعر من نفسه ان الله تعالی لم یقصد فی بعثته
اللطف بهم فی الدنیا فقط بل اراده مع ذلک ان یکون
معدا للرحمة عامة یوم المعاد وقد ذکرنا انه صلی الله تعالی
علیه وسلم شهید فی الآخرة والشهادة من خواصه فنفث
فی روعه علیه الصلوة والسلام ان یخبئ تلک الدعوة
التی انما تنشأ من اللطف الذی هو منشأ النبوة لیوم
المعاد فتدبر فی هذا السر حق التدبر **مشهد**
آخر وتحقیقات فاض علی قلبی علم
الخلق والایجاد عموما والخلق فی النشأة الخیالیة خصوصا
وانه یمکن اجتماع النقیضین والضدین فی نفس الامر
لکن بان یکون احد النقیضین فی حضرة ولیس فیها
الا الجزم بان هذا هکذا او یکون اوخر فی حضرة ولیس
فیها الا الجزم بان هذا لیس هکذا ونحن نبین لک من
هذه العلوم ما یتیسر بیانه الخلق جمع اجزاء مختلفة
وافاضة صورة مناسبة علی هذه الاجزاء حتی تصیر
شیئا واحدا والخلق یکون تارة لما هو من العناصر فتجتمع
اجزاء العناصر ویفاض علیها صورة تناسب الصورة
العنصریة فی الکیفیات والکمیات وسائر الاعراض
فیصیر المخلوق انسانا او فرسا وتارة لما هو من الصور
الخیالیة فتجتمع خیالات کانت متشتتة فی الخیال او تکون
فیه من الخیال الصور الواقعة فی الخیال من خارج

تو یہ انکے حق مین افاضہ برکات کا ہوا یا نہ ایمان لائے اسپر
تو وہ مہربانی و رحمت قہر و عذاب ہوگیا انپر اور دونون صورتون
مین نبی کے دل مین یہ بات ڈالی جاتی ہے کہ انکے واسطے دعائے
خیر کرے یا دعائے بد کرے تو وہ دعا واحد ہے واسطے
ہر نبی کے جو اللہ کے لطف سے پیدا ہوتی ہے جس کے
واسطے اسے بھیجا تھا لیکن جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے جان لیا اپنے نفس سے اس امر کو کہ اللہ تعالی نے نہین ارادہ کیا
انکے بھیجنے سے فقط دنیا مین انپر مہربانی کرنیکا بلکہ ارادہ کیا
اسکے ساتھ قیامت کے دن عام رحمت کرنیکا اور ہم بیان
بیان کر چکے ہین کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہین
آخرت مین اور شہادت آپکی خواص سے ہے پس انکے قلب
مین الہام کیا گیا کہ وہ اس دعا کو رکھ چھوڑین واسطے قیامت کے
تو خوب غور کرلو اس کو جو غور کرنیکا حق ہے **مشہد آخر و**
تحقیقات افاضہ ہوئے میرے دل پر خلق و ایجاد کے علوم عموما
اور خلق کے علوم عالم خیالیہ مین خصوصا اور یہ کہ اجتماع
نقیضین اور اجتماع ضدین نفس الامر مین لیکن اسطرح سے
کہ احد النقیضین ایک درگاہ مین ہو اور اسمین نہو مگر یہ یقین
کہ یہ اور یون ہی ہے یا دوسری نقیض ہو دوسری درگاہ مین اور
اسمین نہو مگر یہ امر کہ یون نہین ہے اور ہم بیان کرتے ہین
تمسے یہ علوم جس قدر انکا بیان آسان ہے خلق جمع کرنا اجزاء مختلفہ کا
ہے اور افاضہ ہے صورت مناسبہ کا ان اجزا پر یہان تک
کہ وہ اجزاء ہو جائین ایک شے واحد اور خلق کبھی ہوتی ہے
عناصر سے تو جمع ہو جاتے ہین اجزاء عناصر اور افاضہ ہوتی ہے انکو
وہ صورت جو مناسب عنصریت کے ہے کیفیت اور کمیت مین اور سب عرضون مین
تو وہ مخلوق انسان ہو جاتا ہے یا فرس اور خلق کبھی ہوتی ہے صور خیالیہ سے
تو جمع ہو جاتی ہین خیالات کہ تھے پراگندہ و منتشر خیال مین یا تنگ تھے

فیفاض علیها صورة تناسب الصور الخیالیة فی
التجرد من وجه والتلبس بالمادة من وجه وکل خلق فی
ای نشاة کان فانه لابد ان یدخل فی تلک النشاة شیئ من
خارج تلک النشاة لاستحالة ان یقبله العقل
ضرورة ثم نشاة تعقب نشاة اخری وهو حی فی نشاة
بعد لموجود فی نشاة اخری فی ذلک لانها مجتمعان
فی الطبیعة الکلیة وسریانها فی الذات علی السواء
فینبغی ان تجرد ذلک لان النشاة الخیالیة فهنالک
بناء وهدم واحیاء وامانة وتقریبات وللّٰه فعال
کل یوم هو فی شان فرما یتعلق الارادة الالٰهیة بتکوین
شخص خیالی فیبعث له تقریبی یجمع له اجزاء خیالیة
ومن عجیب الامر ان خلق النسب یدرک العالم یکون فیکون
الرجل شریفا فی نفس الامر ویکون لیس بشریف فی
نفس الامر فی زمان واحد وذلک انه ربما یکون الرجل
شریفا فی الاصل ولکنه والدته فی زمان تقتضی اتصالات
الفلکیة یومئذ نباهة نسبه فاذا ان ذلک بنوع امتزاج
زحل من الشمس والمشتری بحیث یکون الزحل مرآة
ونور الشمس والمشتری منعکسا فیه فحینئذ یکون
واللّٰه اعلم وهذا المولود براعة النسب والنباهة
من اجله ویکون ذلک الاتصال بحیث یحفظ فی صورة
المفاضة حکم هذا الاتصال کما یحفظ فی المولودات
اشکال الوالدین ویخالطهما وهذا الرجل لیس له
شرف موروث فیفیض اولا فی الملاء الاعلی فضیلة
شریفة ثم لا یزال فیهم نعوت هذا المعنی کما یری الانسان
ذلوة فیها حبات یتبین منها لها فی الملاء والسافل
ومنه هم الاقویا من بنی آدم عن الحمار اما خلق الانسان

سے تو فائض ہوتی ہے اُن پر وہ صورت جو مناسب ہے صور
خیالیہ کو بیچ تجرد کے ایک جہت سے اور آلودہ ہونے مادہ کے
ساتھ ایک جہت سے اور ہر خلق کسی عالم میں ہو اس عالم سے خارج
سے اس عالم میں داخل نہیں ہوتی اسواسطے کہ یہ امر محال ہے اسکو
عقل قبول نہیں کرتی ضرور یہاں یہ بات ہے کہ ایک عالم معد ہے
واسطے دوسرے عالم کے اور یہ امر ہی بسبب اسکے کہ اسطام کی طبیعت
کلیہ میں اور سریان کرنی طبیعت کلیہ کی سب عالم میں برابر ہیں
چاہیئے کہ تیری نظر مجرد ہو عالم خیالیہ میں کہ وہاں بنا ہے
اور بگاڑ ہی زندہ کرنا ہے اور مارڈالنا اور تقریبات ہے
واللہ کہ وہاں ایک نہ لادن ہے تو یسا اوقات ارادہ الٰہیہ
متعلق ہوتا ہے واسطے پیدا کرنے ایک شخص خیالی کے تو
برانگیختہ ہوتی ہے واسطے اسکے تقریبی اور اسکے واسطے اجزا خیالیہ
جمع ہوتے ہیں اور عجائب امر سے ایک خلق نسب ہے کہ ایک شخص
پس ہوتا ہے ایک مرد اصل میں شریف اور شریف نہیں ہوتا نفس الامر
میں ایک زمانہ میں اور یہ اسلئے ہے کہ اکثر اوقات ایک مرد اصل میں
شریف نہیں ہوتا لیکن وہ پیدا ہوا ایسے زمانہ میں کہ اتصالات فلکیہ
مقتضی ہیں اسکی بزرگی نسب کو جو میری رائے میں یہ ایک نوع امتزاج ہے
زحل کا شمس سے اور مشتری سے اس حیثیت سے کہ زحل آئینہ ہو اور شمس و مشتری کا
اسمیں منعکس ہو تو اسوقت ہوگی اور خدا خوب جانتا ہے اس امر کو پھر اس
بزرگی نسب و نباہت کے سبب سے ہو وہ اتصال ایسی حیثیت سے
کہ محفوظ ہو اسکی صورت مفاضہ میں حکم اس اتصال کا جیسے محفوظ ہوتی ہے
بچوں میں اشکال والدین اور مخالط ہوتا ہے ان دونوں کے اور اس مرد میں شرافت موروثی
نہیں ہے تو حکم کیا جاتا ہے پہلے ملاء اعلیٰ میں اسکے شریف ہو جانیکا
پھر اسمیں ہمیشہ یہ بات رہتی جاتی ہے جیسا تربیت کرتا ہے انسان
اپنے بچہ کو پھر وہ بڑا ہو جاتا ہے ایسا کہ اُس سے رشتہ ہوتے ہیں الہام
طرف ملاء سافل کے اور انمیں عجائب امر ہیں، تو یا بنی آدم کے سوا

۴ موجود ہے ایک عالم میں کہ معدوم ہے واسطے دوسرے عالم کے

استدلاله وجاء الضال بتلويح ظهر به ما وضعناه نحو
محمد ﷺ يتنزل هذا الشرف الى الحد الذي ذكرناه
اومن دان بطون الخراق وجيد الرعي كونه شريفا
وان كان مخالفا في الدين لكن قام هذه الآية
فنفوذها اخبر الذات التي ادعي فيها تحور على شريف
وتعظيمه من جهة الشرافة واذا كان هذا الانسان من
اهل الصلاح عند ربه ذو العمل مناماته انه شريف
فتطمئن نفسه الشك كل من حفظ الامر الذي ذكر
انه ليس بشريف لم يقبل منه قوله بل احاطه بالكذب
الملك السافل كان كذابا في سبب الشريف بانه ليس
شريفا هذا الحكم في الخارج وتمثال لتقدير نفسه
بنون النباهة النسبية والكل نباهة نسبية في الخارج
نسب تستند الى الاعمام في الدين او الدنيا
فيتعين هذا الاستناد احكم الوقت ويصير الشرف كانه
غير موقوف وقس على هذا الشرف فيتبعث الله
تقريبات عجيبة يشبون الله في هذا الانسان فيقال
من نفسون النباهة نسبية ويجتمع الناس على انه
ليس بشريف ويكتب ذلك في المداد الاسفار كل
من قال انه شريف كان كاذبا في غير الشريف
الى الشرف وليس مقصودنا ان نجعله فيعدان
من قبل انه شريف في جميع الشريف من وجه
اذ ليس هذا من انتاج من فرقنا لها هذا الحد
حصر فيها انه شريف من كل وجه ومنع فيها انه
ليس بشريف من كل وجه فلا يخبر بن هذا في قال
الحضرات [illegible]

کہ ملے جسکے جبوت دیتے ہیں انسان اپنی جہالتی کو اور آتا ہے
وہ الفضل جو منسوب ہی ہے اسکے ظہور نسبت شرافت کا تو ذرا
سوچنا ہے یہ زمین میں تو نکلتی ہے خاصیت سے وگونہ یا طبعی اطلاق
سے لیکن کوئی وجہ بالذات کرکے نسبت شریف ہونے پر اگرچہ وہ مخالف قبل ہم
ہیں اور سپہ مرد ہو جاتے ہیں کہ اسکو شریف کہیں اور بوجہ شرافت سے
اسکی تعظیم کریں اور جبوت ہوتا ہے یہ انسان اہل صلاح میں سے تو
اکثر اوقات دیکھتے ہے خواب میں کہ وہ شریف ہے تو اسکو اطمینان
ہوجاتا ہے اس سے اور جسکے مخالفت کے امر اوپر نے اوپر ذکر کیا گیا کہ وہ شریف
نہیں ہے اسکے قول کا اعتبار نہیں ہوتا اور اسکو حافظ کرتا ہے اکاذب
الاسافل کہ یہ ہوجاتا ہے ایسا جیسے شریف نہیں ہوتا اور یہ سب باتیں
خارج میں ایک کالمہ میں اور مثال ہیں اور اسطرح سمجھ جانے اسکے نفس کے
شرف نسبیہ کے اس سے اور شرف نسبیہ کے خارج ہیں نسبت
کہ مستند ہوتا ہے کسی طرف یا کہ امام ہونے میں یا بادشاہ ہونے دنیا
میں اس سے تعین ہوتی ہے یہ مستند بمقتضا وقت اور ہوجاتا ہے امر گویا
سر بسجود ہونے انہیں حضار کے لئے یہ شریف جاتے ہے کہ اللہ موجود
کرتا ہے تعریف تعجب یہ کہ یہ لوگ جو آتے ہیں اہل ایمان خانہ اور
گمراہ ہوجاتے نفس کو شرافت نسبیہ کا اور سب کے سب مجتمع ہوجاتے
ہیں اور نہ شریف نہیں کہا جاتا ہے ہر سائل سے اور جو کوئی
اسے شریف کہتا ہے جھوٹا ہے ہیں کہ گویا اس نے غیر شریف کو شریف
منسوب کیا اور ہمارا مقصود یہ نہیں کہ ادعا نقیض کا قبل سے
کہ ایک وجہ سے شریف ہے اور ایک وجہ سے شریف نہیں ہے کہ ایسا ہے
ہے کہ ہمارے درگاہ میں ہر کہ ایک ہیں ہر وجہ سے شریف اور ہم میں ہر وجہ سے
شریف نہیں ہے بسطہ دونوں وجہ کے مطابق ہمارے درگاہ میں اسی باب سے
[illegible]

الباب تقارب الزمان اذا قرب القیامۃ فیکون
السنۃ کالشہر والشہر کالجمعۃ والجمعۃ کالیوم ویوم
اخر مقدار صورۃ الفناء والعدم فی الملاء الاعلی فیفاض
لورود ذلک فی النفوس فیحیل الیہم انہ امتداد وانہ
لیس ھنالک امتداد ویجتہد فی الفائض فلا یرد انسان
ان یصنع فی یوم ما کان یصنعہ من قبل فی یوم
وذلک لتاثیر ھذا السر الفائض من الملاء الاعلی بمنزلۃ
تاثیرھم الامتداد فی دلو وحبل من جذع بین جدارین
ولم یکن تمزق لو کان ھذا الجذع عرضا فی الارض
ولاجتماع النقیضین صور کثیرۃ لا یحیط بہا کلامنا
فی ھذہ الساعۃ واللہ اعلم **مشہد آخر**
افیض علی سرا من اسرار المبدء والمعاد فمن اسرار المعاد تلبس
اھل الجحیم بسربیل من قطران والباس اھل الجنۃ
السندس الحریر وغیرھما من الالبسۃ الفاخرۃ وکذا
سر سواد وجوہ اھل النار وبضاضۃ اھل الجنۃ وھا انا
کل ما اذکرہ بیان ذلک موقوف علی مقدمۃ تتلو ھذہ
ان بین النفس عند تلبسہا الحیوانی فی الدنیا
وبخروجہا بموت البدن مغایرۃ کلیۃ لا سیما
فی الکثیر من بنی آدم ممن ینساق الی نفوسہم من روح
البدن وانہا جوہر اذا نہا فی البدن کالنار فی الفحم
ولہذا الروح متزاج الاکید یتمثل باوصاف النفس
بصورۃ اوصاف البدن فی المنامات وتارۃ یتمثل
بعض الحضرات فی عالم الناسوت یتمثل ھذا لک
معنی بصورۃ شیء کما تمثل بہا فی عالم الخیال الملقب بکعبۃ
سیدنا ادریس علیہ السلام وھو الذی تعرف بالملائکۃ
بمنی ان صح فی الحدیث

ایک برس مثل ایک مہینے کے اور ہوگا ایک مہینا مثل ایک جمعہ کے
اور ہوگا ایک جمعہ مثل ایک روز کے اور ہوگا ایک روز واسطے منعقد ہونے
صورت فنا اور عدم کے ملاء اعلیٰ مین تو افاضہ ہوگا اسکا زنگ عالم
ناسوت مین پس اُنکے خیال مین آئیگا کہ امتداد ہے اور وہان امتداد
نہوگا اور قیاس مین خلل آجائیگا کوئی انسان قادر نہین ہوسکیگا
کہ ایکدن مین وہ کام کرلے جو پہلے ایک روز مین کرلیتا تھا اور
یہ امر ہوگا بسبب تاثیر اس سر کے جو افاضہ ہوا ہے ملاء اعلیٰ سے بمنزلہ
تاثیر دھم اسکے تعرض مین اُسکے پانیکے اس تخم درخت سے جو درمیان
دو دیوار ونکے ہو اگر یہی تخم درخت مین پر کھا ہوتا تو ہرگز تعرض
نہوتی اسکے پاؤن کو اور واسطے اجتماع نقیضین کے بہت صورتین ہین
کہ ہمارا کلام انکو احاطہ نہین کرسکتا واللہ اعلم **مشہد آخر**
افاضہ ہوئے مجھپر اسرار معاد کے اور معاد کے اسرار مین سے ہے پہنانا
اہل جہنم کو کرتے روغن قطران کے اور اہل جنت کو پہنانا سندس
وحریر کا اور اسکے سوا اور لباس فاخرہ کا اور اسیطرح اہل جہنم کے منہ سیاہ
ہونے اور اہل جنت کے تروتازہ ہونے اور اسکے سوا اسکے ایسی ہی شکلین جو
ہمنے بیان کین اور اسکا بیان جو مقدمہ ہے جسپر موقوف ہے ایک اُن دو مین سے
یہ ہے کہ نفس کے درمیان جس سے میری مراد وہ ہے جس سے حس و حیات کے
آثار مین اور جس کے نکلنے سے مرجاتا ہے اور بدن کے درمیان بڑا
مضبوط امتزاج ہے خصوصاً بنی آدم مین جنکی فہم مین تباہ ہوتا ہے
کہ روح ایک وصف ہے بدنکا دہی حیات سے یا یہ کہ روح بدن مین ایسی ہے
جیسے کوئلہ مین آگ کہ اُس امتزاج اکید کیوجہ سے متمثل ہوتے ہین اوصاف نفس کے
بصورت اوصاف بدن کے خواب مین سو اسکے اور دوسرا ان دونون مضمون
سے یہ ہے کہ بعض حضرات عالم ناسوت مین متمثل ہوتی
ہین معنی بصورت ایک شے کے مانند تمثل انکے عالم خیال
مقید مین جیسا قصہ سیدنا ادریس علیہ السلام کا اور تمثل ہونا ملائکہ
متخاصمین کا بصورت بشر کے مقابل انکے جو ملائکہ کے بعض آدمیون سے

فی الازواج وبعض تمہید المقدمتین تقول صبغ الکفر
علی نفوسہم ھو الذی یصیر سرابیل من قطران وسرائل
فی الوجہ بسبب تاثیر لعنۃ الٰہیۃ وصبغ الایمان
علی نفوسہم ھو الذی یصیر سندس واستبرق فی
الوجہ بسبب عنایۃ اللہ بہم رایت ذلک رؤیۃ
روحانیۃ ومن اسرار المبدأ ان رایت الوجود المبسط
متلاشیا فی الحق من جہتین جہۃ صدورہ من الذات
الالٰہیۃ وجہۃ ظہور تجلی الٰہی فیہ بحیث احاط بجامعہ
فمن نطق بان الوجود المبسط ھو اللہ فھذا معذور
لکن النظر الدقیق یحکم ان الذات الواجبۃ صدر
منہا الشیون بما ھی فی المبدأ الاول ثم صدر الوجود
المبسط وھو الفعلیۃ والخارج ثم ظہر ھنالک فی
الخارج شأن بعد شأن علی الترتیب یکون مشہد
آخر فاض علی اسرار عجیبۃ وطرق ظہور الکرامات
اعلم ان الکرامات لا تنبعث الا من قوۃ فی النفس
الناطقۃ فاذا عدت من المبدأ الاعلی الصفت بعضہا
بالقوۃ العازمۃ من الشخص الاکبر صارت بمنزلۃ
الاستحسان بالنسبۃ الی تلک العازمۃ فتنقلب الصورۃ
المطلوبۃ ھنالک عزما حاتما والا فلیاء ھنالک حدان
احدھما اما یکون ھنالک ادنی خطرۃ وادنی
استحسان متصلا بالعازمۃ وثانیہما اما یکون ھنالک
الھمۃ القویۃ المنبعثۃ من صلب النفس المستقرۃ علی
النفس فی اوقات کثیرۃ وھی المتصدۃ بہا بین الطرفین
مراتب کثیرۃ وللاوقات والاحوال والاسباب خواص
ثم الاولیاء فی ذلک علی قسمین منہم من یکون ھمتہ
النفس متمثلۃ عندہ وہی الان تقصد منہا امرا ما

ازواج میں اور بعد تمہید دونوں مقدموں کے ہم کہتے ہیں کہ کفر کا
رنگ کافروں کے نفوس پر وہ ہی ہے جو نے روغن قطران کے ہوجاتے
اور یہ بھی بسبب تاثیر لعنت الٰہی کے اور ایمان کا رنگ اہل جنت کے
نفوس پر وہی لطیف ریشمی کپڑے ہوجائینگے اور تر و تازگی انکے
چہروں کی بسبب عنایت الٰہی کے ہوگی پہلے یہ دیکھو رویت روحانیہ میں اور
اسرار مبدأ سے یہ ہے کہ تو نے دیکھا وجود منبسط کو متلاشی حقیقتین
دو جہتوں سے ایک جہت اسکے صادر ہونیکی ذات الٰہی سے اور ایک جہت
اسمیں ظہور تجلی الٰہی کی ایسی حیثیت سے کہ سب جامع کو احاطہ کرلیا ہے
تو جو ناطق ہوا اس بات سے کہ وجود منبسط وہ اللہ ہے تو یہی اسکی
غلطی گاہ ہے لیکن نظر دقیق حکم کرتی ہے کہ ذات واجب سے صادر
ہوئے شیون ساتھ اس شیء کے جو مبدأ اول میں ہے پھر صادر ہوا
وجود منبسط اور وہ فعلیت اور خارج ہے پھر ظاہر ہوئی خارج میں
ایک شان کے بعد شان اوپر اس ترتیب کے جو پوشیدہ تھی۔
مشہد آخر پھر افاضہ ہوئے طریق ظہور کرامات کے اسرار عجیبہ
جاننا چاہیئے کہ کرامات نہیں برانگیختہ ہوتی مگر اس قوت
سے جو نفس ناطقہ میں ہے پس جسوقت سازگار ہوتی ہے ملاء اعلیٰ سے
اور اسکی ہمت ملحق ہوتی ہے شخص اکبر کی قوت عازمہ سے تو ہوجاتی ہے
بمنزلہ استحسان کے بہ نسبت اس قوت عازمہ کے تو منقلب
ہوجاتی ہے صورت مطلوبہ وہاں عزم قطعی کے اور اولیاء کے میان دو
حدیں ہیں ان دو میں سے ایک حد ادنی خطرہ اور ادنی
استحسان ہے متصل ساتھ عازمہ کے اور دوسری حد میان ہمت
یہان قویہ منبعثہ ہے صلب نفس سے کہ وہ مستمرہ ہے نفس پر اوقات کثیرہ
میں جو اس سے متصل ہے اور درمیان دونوں طرفوں کے بہت سے مراتب ہیں
اور اوقات و احوال اسباب کے واسطے خواص ہیں پھر اولیا اسمیں دو قسم ہیں
ایک وہ ہیں کہ انکی ہمت نفس انکے نزدیک متمثل ہے اور وہ دیکھتے ہیں
کہ آثار اسی سے صادر ہوتے ہیں اور ایک وہ ہیں جنکی ہمت غیر متمثل

من یکون همته غیر متمثلة بل مضمحلة فی خاطر او
خیال او لفظ فلا یجد لذلك بالا ویصادف وقتا
یتدبر الحق ورحمته به فیصدر منها الاثار الاولی
اکثر فی الهند وخراسان وما یلیها والثانی اکثر فی الحجاز
والیمن وما یلیها ثم الاولیاء اوقات منها ما یکون فیه
الارادة الصرفة من غیر مزاحمة استبعاد او مخالفة
سنة الله انجم فی المقصود فاذا خطر فی قلبه فاطر استبعاد
او مخالفة سنة الله لنکحت کما تری عند ع ومن یحیا
والنجار هذا سر قوله صلی الله علیه وسلم لابی رافع
لما طلب منه الذراع فی المرة الثالثة فقال یا رسول الله
انما الشاة ذراعان اما انك لو سکت لنا ولم تذکر ذراعا
فذراعا ما سکت ومنها ما لا تتم بدیهة المخالفة والانکار القوم
الاستدرة فی العزیمة کما تری عند المنافسة
ومعارکة الابطال محاربة الاقران ثم الاولیاء فی انبعاث
الداعیة علی طبقتین منهم من یکون الداعیة فیه منبعثة
من الهام الحق تعالی وذلك ان ارادة نظام الخیر
تنفخ فی همته وداعی ذلك اما ان یکون داعیة حادثة
لاسباب مقتضیتها کالقصة حضروا اما ان یکون داعیة
مستمرة کارادة اقامة الامة النوحا لمیاه بعثة سیدنا
رسول الله صلی الله علیه وسلم فانها مستمرة لا تزال
سرجة من شرارها متصلة بقلبه المقدس فصیل ارادة
لافاعیل خاصة واوضاع جزئیة لحسب اقتضاء الحال
والوقت وهذه هی الطبقة العلیا المختصة بالکمال المطلق
فیصیر اشرافا واستجابة دعاء وتکثیر طعام وتراب
بحسب المقتضیات والمعدات ساعتئذ قبس
علی خلدك شرجة العلم منبجسة من الناموس المنعقد

ہوتی ہے بلکہ مضمحل ہوتی ہے خاطر یا خیال میں یا لفظ میں تو
وہ نہیں ٹھہرتی اسکے واسطے توجہ اور بال ہوتی ہے کسی وقت
ساتھ تدبیر حق کے اور اسکی رحمت کے تو صادر ہوتی ہیں اسکے
آثار اور اول قسم کے اولیا اکثر ہند و خراسان اور اسکے قرب میں
ہیں اور دوسری قسم کے ہیں حجاز و یمن اور اسکے نواحی میں پھر
اولیاء کیلئے وقت ہیں انمیں سے وہ ہے کہ جسمیں ارادہ صرفہ ہو
کہ اسکو مزاحم نہو بعید جاننا یا مخالف سمجھنا سنت اللہ کا کہ مقصود
میں سریع التاثیر ہو کیونکہ جب خطرہ آیا اسکے دل میں استبعاد کا یا
مخالف عادت اللہ کا تو قلب کھٹک جاتا ہے جیسے جیاکے آجانے سے اور یہ سر
ہونیسے اور یہ سر ہے صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کا واسطے ابو رافع کے
جب اس سے طلب کیا تھا ذراع تیسری مرتبہ اور انھوں نے عرض کیا تھا کہ یا
رسول اللہ بکری کے ذراع دو ہی ہوتے ہیں تو آپنے فرمایا تھا اگر تم خاموش رہتے
تو ذراع کے بعد ذراع بہت سے ملتے جب تک خاموش رہتا اور آخیر میں ہے کہ جسمیں مخالفت
اور استبعاد اور انکار قوم سخت ہو غیرت میں جیسے تم دیکھتے ہو جنگ جدال اور
معرکہ بہادروں کا جرأت اور پہلوانی اور اولیا میں قرآن کے پھر اولیا داعیکہ منبعث
ہونیمیں دو طبقے ہیں ایک طبقہ جسمیں داعیہ منبعث ہوتا ہے الہام حق سے
اور ایسے کہ ارادہ نظام خیر کا پھونک مارتا ہے اسکی ہمت میں داعی اور ہوتا ہے یہ
یا تو داعیہ حادثہ بسبب اسبابکے مقتضی ہیں قصہ کے جیسا قصہ خضر علیہ السلام کا اور ہوتا ہے
داعیہ مستمرہ جیسے ارادہ سیدھا کرنیکا امت موسیٰ اللہ کے ساتھ ثابت
سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ ہمیشہ وہ مستمر ہے ہمیشہ
کوئی کہ شرارہ اسکے گوشہ میں سے متصل ہے اسکے قلب مقدس سے
پس ہوتا ہے ارادہ خلق خاص اور اوضاع جزئیہ کا موافق اقتضاء
وقت اور مقام کے اور یہ طبقہ اعلیٰ ہے جو خص ساتھ کمال
مطلق کے پس ہوتا ہے اشراف اور قبولیت دعا اور زیادتی طعام
و آب موافق مقتضیات اور معدات کے اس ساعت اور اسپر قیاس
کر لو جو چشمہ علم کا جاری ہے حواس سے اور جو منعقد ہے ملاء اعلیٰ میں

فی الملاء الاعلی ارادۃ للخیر باھل الارض فیلقی بقلبہ المقدس حائما الا انہ متصور بصور شتی بحسب الاوقات والاوضاع وھیأت النفس فیخرج بصورۃ الفقیر والرجل مرۃ ویتمثل لملک آخر وقاضیۃ برکۃ فی الرویۃ تارۃ ومناما اخری وھو منھم من یکون الداعیۃ السفلیۃ ھی الباعثۃ فیہ ولیس ذلک من مقامات الکمل اللھم الا ان یعد الجامعیۃ والیہ الاشارۃ فی مقالتھم المشتھرۃ ان العارف لابھمۃ انما ان الوھاب ھذا المبلغ من القوۃ العازمۃ خلع علیہ خلعۃ القطبیۃ فی مشھد سویداء القلب من الشخص الاکبر فصار ملاذا للناس فی امورھم جامعا لشتاتھم لست ارمی وجوب تفرد شخص بھذا الامر بل ربما یصل الیہ اثنان وثلثۃ وفوق ذلک ایضا والحق فرقھم کل واحد المتفرد بھا مثل الانسان کل فرد من البشر متفرد بہ من غیر مزاحمۃ وان کانوا الوفا ومن زعم انفراد شخص بذلک فما ایشیر الی سر غیر ما اشرت الیہ ویحرج علی ھذا الانفراد الذی ذکرتہ وحملہ علی غیر محمل والحمد للہ الذی سقانی کاسا دھاقا من کل ھذہ المقامات التی اشرت الیھا **مشھد آخر** رأیتنی فی المنام قائم الزمان اعنی بذلک الاسم الذی اذا دعی بہ شیئا من نظام الخیر وجعلہ کلمۃ واحدۃ لا تمام صدرہ وعرفت ان ملک الکفار قد استولی علی بلاد المسلمین وتغلب اھلھم سیادیانھم وقاھرھم فی بلادھم حتی شعائر الکفر واظھار شعائر الاسلام ھو العیاذ باللہ فغضب اللہ تعالی علی اھل الارض غضبا شدیدا وعرفت صورۃ ھذا الغضب متمثلۃ فی الملاء الاعلی حتی رأیت غضب

اہل زمین کیطرف سے ارادہ شر کا ہے جسکے قلب مقدس سے ہمیشہ لیکن اسکی صورتیں متفرق ہیں بحسب اوقات واوضاع کے اور ہیئت نفس کے اور کبھی خارج ہوتا ہے بصورت السلام فقیر کے اور کبھی متمثل ہوتا ہے فرشتہ اور کبھی خواب میں فاضہ برکت کا اور کبھی قیام میں اور بعض ایسے ہوتے ہیں کہ داعیۃ سفلیہ باعث ہوتا ہے اور یہ مقامات کاملین سے نہیں ہے الٰہی یوں کہا جائے کہ واسطے تمام معنی جامعیت کے اور اسیکی طرف اشارہ ہے انکے اس قول مشہورہ میں کہ ان العارف لابھمۃ انما ان الوھاب ھذا المبلغ من القوۃ العازمۃ خلع علیہ خلعۃ القطبیۃ فی مشھد سویداء القلب من الشخص الاکبر فصار ملاذا للناس فی امورھم جامعا لشتاتھم یعنی میں نہیں کہتا کہ واجب ہے کہ ایک شخص کے ساتھ مخصوص ہو یہ امر بلکہ اکثر اوقات اسکے کئی پہنچے ہیں دو اور تین اور اسکے سوا بھی اور ہر ایک حضرت ہر واحد کیساتھ ایسی ہوتی ہے گویا کہ وہ اسمیں متفرد ہے مثال اسکی ایسی ہے جیسے انسان کہ ہر فرد بشر متفرد ہے انسان ہونیمیں بغیر مزاحمت کے اگر چہ ہیں ہزاروں اور جس شخص نے گمان کیا متفرد ہونا اس مرتبہ کا اشارہ کرتا ہے اس سر کیطرف جو غیر ہے اور جسکی طرف میں نے اشارہ کیا وہ سید عالم ہے لہٰذا اس انفراد میں اور اسکو حمل کیا کرو غیر محل پر اور الحمد للہ کے ان سب مقامات سے جو میں نے بیان کئے ہیں مجکو جام لبریز پلایا ہے **مشہد آخر** میں نے دیکھا خواب میں کہ قائم الزمان ہوں اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب ارادہ کیا کسی شے کے کہ وہ ہو جائے تو چاہا کہ اسکو واسطے اتمام اپنی مراد کے اور میں نے دیکھا کہ ملک کفار کا غالب ہو گیا مسلمانوں کے شہروں پر اور انکا مال لوٹ لیا اور انکی عورتوں کو غلام بنا لیا اور شہر جمیر میں علانیہ کفر ظاہر ہو گیا اور علانیہ اسلام کو دبا دیا العیاذ باللہ تعالیٰ اسکے بعد میں نے دیکھی اس غضب کی صورت متمثل ملاء اعلیٰ میں پھر میں

الی فرایتنی غضبانا من جهة نفث من تلك الحضرة وتقشعر
ر من جهة ما یرجع الی هذا العالم وانا ساعتئذ فی جم
غفیر من الناس منهم یومئذ مشاة الا ازایکة ومنهم
العرب بعضهم رکبان الابل وبعضهم فرسان و
بعضهم مستاة اعلی اقدامهم واقرب ما رایت شبها
بهوازن الحجاج یوم عرفة ورایتهم غضبوا بغضب
یسألونی ماذا احکم الله فی هذه الساعة قلت ذلك
کل نظام قالوا الی متی قلت الی ان تروننی قد سکت
غضبی فجعلوا یتقاتلون بینهم ویضربون وجوه ابلهم
فقتل منهم کثیر وانکسرت رؤس ابلهم وشفاههم
ثم انی تقدمت الی بلدة اخری بها واقتل اهلها کما قتلت
فی ذلك وکذلك خربنا بلدة بعد بلدة حتی جئنا الدر
وقتلنا هنالك الکفار واستخلصناها منهم وسبینا مالك
الکفار ثم رایت ملك الکفار یماشیه مع ملك الاسلام
فی نفر من المسلمین فامر ملك الاسلام فی اثناء ذلك
بذبحه فبطش به القوم وصرعوه وذبحوه بسکین
فلما رایت الدم یخرج من اوداجه مددت فقلت
الآن نزلت الرحمة ورایت الرحمة والسکینة شملت
من بالشر القتال من المسلمین وصار وا مرحومین فقام
الی رجل وسألنی عن المسلمین الذین قتلوا فیما بینهم فتوقفت
عن الجواب لم اصرح رایت ذلك لیلة الجمعة

الحادیة والعشرین من ذی القعدة سنة ۱۴۴۱ **مشهد آخر** لاشبهة فان حقیقة الحقائق وحدة لا کثرة
فیها وانه لابد لها من تنزلات لتظهر الکثرات وتتعین
المراتب باحکامها وخواصها وان حرکتها من صرافة وحدتها
الی آخر المراتب تدریجیة وان لا غایة لها الا نفس ظهور

الثامنة الخ نسخہ دارد ۱۲ منہ

میں نے اس حضرت سے کہ وہ رجوع ہے طرف اس عالم کے اور میں اسوقت
لوگوں کے جم غفیر میں ہوں کہ انمیں عام اور آدمی اور عرب سب
ہیں بعضے اونٹوں پر سوار ہیں اور بعضے گھوڑے پر اور بعضے پیادہ
ہیں اور قریب سکے جو میں نے دیکھا شاہ آتے ہیں حاجی لوگ دن
عرفہ کے اور میں نے دیکھا کہ وہ سب غضبناک ہیں میرے غضبناک
ہونے سے اور مجھسے کہتے ہیں کہ کیا حکم ہے اللہ کا اسوقت میں نے
کہا ہر انتظام کے دو رکنیکا انھوں نے کہا کب تک میں نے کہا جبتک کہ تم
دیکھو میرا غضب ساکت ہو گیا وہ آپسمیں قتال کرنیلگے اور اونٹوں
منھ پر مارینگے تو قتل ہوئے انمیں سے بہت اونکے بہت اونٹ کے سر ٹوٹے
پھر میں بڑھا آگے ایک شہر کیطرف جو اسکے ویران کرنے اور اونکے
لوگوں کو قتل کرنیکے لئے اور انھوں نے پیروی اور تابعداری کی میری
اس شہر میں اور اسیطرح خراب کیا ہے میں نے ایک شہر کے بعد ایک شہر
یہانتک کہ ہم پہنچے اجمیر اور وہان کفار کو قتل کیا اور اونسے چھڑایا
ہمنے اسکو اور غلام بنالیا ہمنے کفار کے بادشاہ کو پھر میں نے دیکھا کہ
بادشاہ کفار جارہا ہے بادشاہ اسلام کیساتھ مسلمانوں کے گروہ میں
پھر حکم دیا بادشاہ اسلام نے اسی اثنا میں اسکے ذبح کرنیکا تو پکڑلیا
اسکو لوگوں نے اور گرادیا اسکو اور ذبح کر ڈالا اچھی طرح جب دیکھا
میں نے کہ خون اچھل رہا ہے اسکی رگ سے میں نے کہا رحمت نازل
ہوئی اور میں نے رحمت و سکینہ کو دیکھا کہ شامل ہوا ان مسلمانوں کے
جنھوں نے جہاد کیا اور وہ ہو گئے رحمت کئے گئے پھر کھڑا ہوا ایک مرد
اور مجھسے سوال کیا ان مسلمانوں کا جنھوں نے آپسمیں قتال کیا تو
میں نے توقف کیا جواب میں اور نہ بیان کیا یہ میں نے دیکھا شب جمعہ کو

مشہد آخر اکیسویں ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۴۴۱ کو اسمیں کچھ شک
نہیں ہے کہ حقیقت الحقائق وحدت ہے اسمیں کثرت نہیں ہے اور
اسکے واسطے تنزلات ضرور ہیں کہ کثرت ظاہر ہو اور اسکے احکام
و خواص کے مراتب متعین ہوں اور اسکی حرکت اسکی

کمال تلك الوحدة وان لها عند حركتها لنفسها الى
مراتب الكثرات حب مقدس اعلى من الارادة
الاختيارية التي يقول بها القوم والايجاب الطبيعي
الذي يقول به آخرون وان هذا الحب بسيط في اول
امره ثم انه يتسع دائرته شيئا فشيئا بمراءاة تسلسل الكثرة
اذ لكل مرتبة خاصة حب خاص كان سببا لبروزها
وانه في بساطته الاولى لم يكن خاليا عن جميع المحبات
التي ظهرت من بعد لكنها كانت مندمجة فظهرت
وكامنة فبرزت فهذه اصول لا ينبغي ان يشك
فيها من له ادنى بال ولنا بعد هذه مشهد آخر
فشاهدنا ان اندماج جميع المراتب في تلك البساطة
ليس على حد واحد بل هناك حب خاص مندمج
في ذلك الحب البسيط هو بمنزلة الظاهر البارز
الموجود بالفعل وحب آخر هو كالشيء بالقوة القريبة
او البعيدة وهذا الحب الظاهر منه حب يتعلق
بظهور نشأة كلية اولا وبالذات وليس هناك
ذكر لافراد تلك النشأة ثم اذا جاء وقت ظهور افراد
تلك النشأة صار حب ظهور الافراد بتفاصيلها بالذات
ظاهرا ومنه حب يتعلق بظهور فرد من نشأة يكون
فردا متشخصا في المثال فردا مقترنا بصيد على
كثيرين على سبيل البدل في المناسوت بان يكون القوام
في ذلك المركز شخص ثم من بعده شخص آخر وهلم جرا ثم
الحب المتعلق بظهور فرد بهذا المعنى اما ان يقصد
به ظهور تدبيراتي متعلق بتلك النشأة او لا اذا
اذا تعلق الحب بظهور نشأة كلية ثم انفسر ذلك
الحب عند ظهورها الى افراد واشخاص فاما ان ينقسم

اور اسکی بیچہ نہایت نہیں مگر نفس ظہور کمال اس وحدت کا
اور اس مدت کے واسطے وقت سکے حرکت بنفسہا کے طرف مراتب
کثرات کے حب مقدس اعلی ہے جسکو ارادہ اختیاریہ کہتی ہے ایک قوم اور اسکو
ایجاب طبیعی کہتے ہین دیگر حب بسیط ہی اپنے اول امر مین پھر اسکا
دائرہ وسیع ہوتا گیا آہستہ آہستہ مقابلہ وسعت کثرت کے اسواسطے کہ
ہر مرتبہ کیواسطے ایک خاص حب خاص کا کہ وہ سبب ہے اسکے بروز ظہور کا
اور تحقیق بساطت اولی مین نہین خالی اُن جمیع محبات سے جو بعد مین
ہوئین لیکن وہ اسمین مندمج ہین پھر ظاہر ہوگئین اور روشیدہ
پھر ظاہر ہوگئین پس یہ ایسے اصول ہین کہ اسمین کچھ شک نا
چاہیئے جس شخص کو ادنی بال بھی سمجھ ہو اور ہمارے واسطے ایجاد اسکے
ایک اور مشہد ہے کہ مشاہدہ کیا ہی ہمنے یہ کہ اندراج جمیع مراتب کا
اس بساطت مین حد واحد پر نہین ہے بلکہ یہان حب خاص ہے مندمج اُس
حب بسیط مین وہ بمنزلہ ظاہر بارز موجود بالفعل کے ہی اور ادراک حب
دوسری ہے وہ مانند قوت قریبہ یا بعیدہ کے ہی اور یہ حب ظاہر اُس سے
ایسی حب ہے کہ متعلق ظہور نشاء کلیہ کے اولا اور بالذات
اور یہان اس نشاء کے افراد کا کچھ کہنین پھر جب آیا وقت
ظہور افراد اُس نشاء کا ہوئی حب ظہور افراد اپنی تفصیلون
سمیت بارز ظاہر اور اُس سے ہے جو علاقہ رکھتی ہے ظہور فرد
سے اُس نشاء سے کہ ہووے فرد متشخص فی المثال اور ایک فرد منتشر کہ
صادق آئی کثیرین پر علی سبیل البدل عالم ناسوت مین اسطرح
کہ ہووے قائم اُس مرکز مین ایک شخص پھر بعد اُسکے دیگر
شخص اور اسیطرح اور پھر جب متعلق ظہور فرد کے ساتھ اس معنی کے
یا یہ کہ قصد کیا جاوے اُس سے تدبیر الہی کے ظہور کا جو متعلق ہے ساتھ اُس
نشاء کے یا نہو اور مانند اسکے جب متعلق ہووے حب ساتھ ظہور نشاء کلیہ کے
پھر منقسم ہوئی یہ حب اپنے ظہور کیوقت طرف افراد اور اشخاص کے
پھر یا یہ کہ منقسم ہوئی ساتھ قصد ظہور تدبیر الہی کے یا نہو قصد

بقصد ظهور تدبير الهي او لا يكون المقصود الا نفس
وجود هذا النوع من الكمال شاهدنا ذلك وشاهدنا
ان النشأة الانسانية ليست تابعة للنشأة الحيوانية
فقط بل بازائها حب خاص ظهر في اول الامر وكذلك
النشأة الحيوانية ليست تابعة للنشأة النامية
وشاهدنا ان الحب المتعلق بظهور فرد اذا كان في
اول الامر يكون هذا المراد فردا جامعا لجميع النشآت
الالهية والكونية فان كان قصد به تدبير نشأة فهو
الفرد النبي كالحقيقة النبوية التي كانت متمثلة في
عالم المثال وهو النبي بالاصالة وما زال في عالم
الناسوت يظهر لها مثال بعد مثال حتى وجد
سيدنا محمد صلى الله عليه وسلم فكملت باحكام
تلك المرتبة وان لم يقصد به تدبير نشأة بل انما قصد
نفس تحقق هذا الوجه من الكمال فهو الفرد الذي ليس
بنبي واذا تعلق الحب بظهور نشأة كلية ثم لما جاء
وقت ظهور افرادها تعلق الحب ثانيا بظهور فرد
فان كان قصد به حينئذ تدبير نشأة فهو نبي من
الانبياء وليس في الفرد الجامع وان لم يقصد به حينئذ
ذلك بل محض ظهور كمالات تغلب فيها القوى الالهية
على القوى الكونية فهو الولي الفاني الباقي وربما لا يتعلق
الحب في اول الامر ولا عند ظهور افراد النشأة
الكلية بظهور فرد بل انما يتعلق عند ظهور افراد
في الناسوت وحينئذ ان كان قصد به تدبير ملة فهو
وارث الانبياء او غير ذلك فهو وارث الملاء الاعلى
او لم يقصد الا كونه راشدا فقط فهو وارث الاولياء
فهذه معرفة غامضة عض عليها بنواجذك ثم

مگر نفس وجود اس نوع کا کمال سے یہ ہمنے مشاہدہ کیا اور ہمنے
مشاہدہ کیا کہ نشاء انسانیہ تابع نہیں نشاء حیوانیہ کے فقط بلکہ
اسکے مقابل حب خاص ہے کہ اول امر میں ظاہر ہوئی اور اسیطرح نشاء
حیوانیہ تابع نہیں نشاء نامویہ کے اور ہمنے مشاہدہ کیا کہ حب متعلق
ظہور فرد کے اگر ہے اول امر میں تو ہوگی یہ مراد جامع جمیع نشآت
الٰہیہ کے اور کونیہ کے پس اگر ہے اس سے قصد تدبیر
نشاء کا تو وہ فرد نبی ہے مانند حقیقت نبویہ کے
جو متمثل تھے عالم مثال میں اور وہی نبی بالاصالت
ہے اور ہمیشہ عالم ناسوت میں اسکے مثال ظاہر ہوتی
ہے ایک بعد دوسرے کے یہانتک کہ پائے گئے سیدنا
محمد صلے اللہ علیہ وسلم پس پورے ہوگئے ان سے
احکام اس مرتبہ کے اور اگر قصد نکی جاوے اس سے
تدبیر نشاء کی بلکہ قصد کیا جاوے نفس تحقق
اس وجہ کا کمال سے تو وہ ایسا فرد ہے کہ نبی نہیں
اور جسوقت متعلق ہوئے حب ظہور نشاء کلیہ کے پھر جب آیا
وقت ظہور اسکے افراد کا متعلق ہوئی حب ثانی ظہور فرد کے
پس اگر قصد کیا جاوے اس سے تدبیر نشاء کا تو وہ ایک
نبی ہی انبیا میں سے اور نہیں وہ فرد جامع اور جو یہ قصد نکیا جاوے
اسوقت بلکہ محض ظہور کمالات کا کہ جنمیں غالب ہوں قوائے الٰہیہ
قوائے کونیہ پر تو وہ ولی فانی باقی ہے اور بسا اوقات حب
اول امر میں متعلق نہیں ہوتے اور نہ وقت ظہور افراد نشاء
کلیہ کے ساتھ ظہور فرد کے بلکہ وہ حب متعلق ہے وقت ظہور
افراد کے بیچ عالم ناسوت کے اور اسوقت اگر اس سے قصد کیا
جاوے تدبیر ملت تو وہ وارث الانبیاء ہے یا اسکے سوا پس وہ وارث
ملاء اعلیٰ کا ہے یا نہ قصد کیا جاوے مگر اسکا راشد ہونا فقط تو وارث
اولیاء ہے پس یہ معرفت بہت غامض ہے اسکو خوب مضبوط ڈاڑھوں سے

اعلم ان للفرد احکاما لا توجد لغیرہ منہا انہ لیس لہ
مستقر من اول ما سافرت النقطۃ الحبیۃ الی ان
تعود لما منہ سافرت انما کل نشاۃ لہ مستودع وسیرہ
فیہا اسرع من سیر السہم اذا نفذ من القوس حتی
یبلغ الی منتہاہ فلا یتعلق بذیلہ شیء من قذر النشاۃ
بخلاف غیرہ اللہم الا ما کان فی حکمۃ اللہ ان النشاۃ
المتاخرۃ تستمد من النشاۃ المتقدمۃ ضرورۃ ومنہا
انہ یرزق المحبۃ الذاتیۃ وحقیقتہا النقطۃ الحبیۃ
عائدۃ الی وامنہ ہذا السیر علما او حالا او نشاۃ و
اما غیرہ فلیس لہ فی ہذا القسم نصیب ومنہا انہ
لا یکون السبب الحقیقی لانتقال الفرد من نشاۃ الی
نشاۃ الا المحبۃ الذاتیۃ تفصیل ذلک ان الفرد
اذا ورد فی مستودع فلا بد ان یلفت زمانا الی احکام
تلک النشاۃ فیصل الی ذروۃ سنامہا ویقتعد
غاربہا ویظہر منہ ما لا یظہر من غیرہ ثم بعد
ذلک لا بد ان ینفض تلک النشاۃ عن نفسہ کالجنین
یخرج من بطن امہ وینفض عنہ النشاۃ الجنینیۃ
فاذا حان النفض تذکر النقطۃ الحبیۃ فیہ مقر
العز وحیز البساطۃ وتشتاق الیہ اشد الاشتیاق
فیہمانہا لنفسہا ہی المحبۃ الذاتیۃ ومن خاصیتہا
ان ینقطع عنہ عروق تلک النشاۃ فیموت وینفک
نسمۃ عن جسد الکثیف الاعمی واذا حان انفکاک
روحہ عن نسمتہ الہوائیۃ عاد الیہ ذلک الہیمان
ولنفض واذا حان انفقاء روحہ عاد الیہ ایضا و
ہلم جرا حتی تصل النقطۃ الی حیزہا وموضع بساطتہا
ومقر عزہا اما اقتعاد غارب النشاۃ الجسدیۃ ففی

پکڑو پھر یہ جان کہ فرد کے واسطے احکام ہین اُسکے غیر مین
نہین پائے جاتے بعض انمین سے یہ ہی کہ اُسکے واسطے کوئی قیام گاہ نہین
اول سے جب سے سفر کیا نقطہ حبیہ نے جبتک کہ وہ عود کرے واسطے
اُس شے کے جسکے واسطے سفر کیا تھا بیشک ہر نشاء کیلئے پناہ گاہ
ہے اور سیر اسکے بیچ اُسکے تیز تر ہے تیر سے جسوقت وہ نکلی کمان سے
یہانتک کہ پہنچے اپنی منتہا کو پس اُسکے دامن مین کوئی شے نجاست
و آلودگی نشات سے نہین لگتی بخلاف اسکے غیر کے الٰہی مگر یہ بات ہے
کہ اللہ کی حکمت مین ہو کہ نشاء متاخر مدد چاہے نشاۃ متقدم سے
از روے ضرورت کے اور بعض انمین سے یہ ہی کہ اسکو نصیب ہوتی ہی محبت
ذاتیہ اور اسکی حقیقت ہے نقطہ حبیہ عود کرنیوالا طرف اُس شے کے جس سے
یہ سیر ہی علماً یا حالاً یا نشاۃً اور اُسکے غیر کیواسطے اسمین نصیب
نہین ہے اور بعض انمین سے یہ ہی کہ نہین ہوتا سبب حقیقی واسطے انتقال
فرد کے ایک نشاء سے دوسرے نشاء کیطرف مگر محبت ذاتیہ اسکی تفصیل یہ ہے
کہ تحقیق فرد جب وارد ہوتا ہے مستودع مین تو ضرور ہی اسکو کہ التفات
کرے ایک زمانہ اس نشاء کے احکام کیطرف پس واصل ہو اسکے اعلیٰ بلندی کو
اور ٹھہرے وہان اور اُس سے وہ باتین ظاہر ہون جو اُسکے غیر سے نہ ظاہر ہون
پھر بعد اسکے ضرور ہے کہ یہ نشاء اسکو اپنی مین سے نکالدے جیسے بچہ اپنی ماکے
شکم مین سے نکلتا ہی اور دور ہو جاتا ہی اُس سے نشاء بچہ پن کا تو جب وقت ہو
دور ہو جانیکا تو یاد دلائے نقطہ حبیہ اسمین مقر عزت اور حیز بساطت کو
اور مشتاق ہو اُسکا نہایت شوق سے پس اُسکا جوش اسکے نفس کے
واسطے وہی محبت ذاتیہ ہی اور اسکی خاصیتون سے ہی کہ اس سے منقطع
ہو جائین عروق اس نشاء کے پس وہ مر جائے اور رہا ہو جائے اسکی روح اسکے
جسم کثیف خاکی کی اور جب وقت ہو اسکی روح کے انفکاک کا نسمہ ہوائیہ
سے عود کرے اسکی طرف وہ سرگشتگی محبت اور بے تعلقی اور جب وقت
ہو داخل ہونے اُسکی روح کا تو بھی اسکی طرف عود کرے اور اسیطرح عود
ہوتی چلی جائین جبتک پہنچے نقطہ اپنے حیز کو اور اپنی جان

بساطت کو اور اپنی قرارگاہ عزت کو لیکن

الانبیاء ظاهر واما فی غیرهم فمناصب وراثة
الانبیاء کالمجددیة والقطبیة فظهور آثارها واحکامها
والبلوغ الی حقیقة کل علم وحال والجمع بین صفات
کل مقام حصل لکل انسان منذ خلق الخلق وظهور
رقائق منه وتعین کل رقیقة بما یناسبها ووفور آثار
کل رقیقة بحیث لا یشغله شان عن شان واما اقتعاد
غارب النشاءة النسمیة فمنه ان یکون معدا
لوصول علوم النسم المقیدة باجسادها الی
التدلی الاعظم المجتلی منه الطبیعة الکلیة وان
یکون جارحة فی افاضة الصور الخارجیة والوقائع
الکونیة وان شئت الحق فلیس للفرد حال ولا مقام
ولا منصب انما کل شیء له بلسان رقیقة وعلی حال
تدلی لکنه العالم باسره لا یغشاه حال ولا منصب
انما الاحوال والمناصب فیه فعلی هذا ینبغی ان یحمل
کل کلام من المفرد عما یشعر بقیامه بالتدبیرات
العالیة والمناصب الشامخة وقد نبهناک علی جماع
کلامه وملاک امره ان کنت لقنا وفیه عشر رقائق
ظاهرة بارزة ولکل رقیقة حکم واثر خاص لا بد ان
یظهر تلک الآثار منه ولیس له ان یکبح نفسه عنها
لانها جبلة جبلت علیها رقیقة قمریة یحذو حذوها من
العلوم الکسبیة علم الحدیث وبرکات الطریق المنسوبة
الی مشائخ الصوفیة ورقیقة عطاردیة یحذو حذوها
من العلوم الکسبیة التصانیف ورأی خاص فی کل
علم یبلغ الیه نظره ایا کان سواء کان معقولا او منقولا
ورقیقة زهریة یحذو حذوها الجمال والمحبة لحب
کل احد ویحبه کل احد من حیث لا یدریان ورقیقة

ٹھہرنا نہایت مین نشاء جسدیہ کے پس نبیون مین تو ظاہر ہے
اور انکے سوا مین پس منصب وراثت انبیا کے ہین جیسے مجددیت اور قطبیت
اور انکے آثار و احکام کا ظہور اور پہنچنا حقیقت کو ہر علم و حال کے
اور جمع درمیان صفا کیون ہر مقام کے حاصل ہے واسطے ہر انسان کے
جیسے پیدا ہوئی ہے خلقت اور ظاہر ہونا اس سے رقائق کا اور
متعین ہونا ہر رقیقہ کے اس شے سے جو اسکے مناسب ہے اور زیادتی
آثار ہر رقیقہ کی اس حیثیت سے کہ نہ روکے اسکو ایک حال دوسرے
حال سے اور لیکن ٹھہرنا بلندی پر نشاء نسمیہ کا پس اس سے ہے یہ کہ
معد ہو واسطے وصول علوم نسمیہ مقیدہ باجسام کے طرف تدلی اعظم
جس سے پر ہے طبیعت کلیہ اور یہ کہ اعضا ہو جاوے افاضہ مین صور خارجیہ
اور وقائع کونیہ کے اور اگر تو چاہے حق بات تو نہین ہے واسطے فرد کے
کوئی حال اور نہ مقام اور نہ منصب تحقیق ہر شے واسطے اسکے ہے
ساتھ زبان رقیقہ کے اور اوپر حال تدلی کے لیکن عالم تمام نہین ڈھانکتا اسکو
حال اور نہ منصب جز این نیست کہ احوال اور مناصب بیچ اسکے
ہین پس بنا برین چاہیے یہ کہ حمل کیا جاوے ہر کلام فرد کا اس شے سے جو خبر دی اسکے
قیام کے تدبیرات عالیہ و مناصب بلند سے اور ہم اشارہ کر چکے ہین تجکو
جامع کلام اور اصل سے اسکے اگر تو سمجھدار ہے اور اسمین
دس رقائق ظاہرہ بارزہ ہین اور ہر رقیقہ کا اثر و حکم خاص ہے
ضرور ہے کہ وہ آثار اس سے ظاہر ہون اور نہین روا اسکو کہ روکے
اپنے نفس کو انسے اسواسطے کہ وہ جبلت ہے سرشت ہوئی ہے اوپر
انکے رقیقہ قمریہ ہے جو مقابل ہے علوم کسبیہ کے یعنی علم حدیث
اور برکات طریقون سے جو منسوب ہین مشائخ صوفیہ کیطرف اور ایک رقیقہ
عطاردیہ ہے وہ مقابل ہے علوم کسبیہ تصانیف و رائے خاص سے
ہر علم مین کہ اسکی نظر پہنچی اسمین کوئی علم ہو معقول ہو یا منقول
ہو اور ایک رقیقہ زہریہ ہے وہ مقابل ہے جمال و محبت کے کہ
وہ ہر ایک کو دوست رکھتا ہے اور ہر ایک اسکو دوست رکھتا ہے

شمسية يحذو حذوها الغلبة والظهور على الكل معنى
واستحقاقا وحفظا لجميع خلق الله تحت الحكم الوحداني
ورقيقة مريخية يحذو حذوها من كل كمال التأصل
والشدة والرسوخ ولولاها لكان كل شيء مهلهلا
ضعيف النسج ورقيقة مشترية يحذو حذوها
قطبية وامامة وهداية وكونه مثابة للناس فيما
يتقربون الى ربهم ورقيقة زحلية يحذو حذوها من كل
رقيقة بقاؤ تأصل ونفوذ مدى الازمنة وايضا
تجرد الى الطبيعة الكلية ورقيقة من الملاء الاعلى
يحذو حذوها همة محيطة بجميع ما يلصق به هي
شبح لنظر الله وعصمته له ورقيقة من الملاء السافل
يحذو حذوها نور يدخل في يديه ورجليه وعينيه
وجميع اعضائه ورقيقة من التدلي الالهي المتدلي
الى عباد الله ينشعب منه شعبتان نور النبوة
وشعبة الولاية وبعد ذلك كله جبلت نفسه نفسا
قدسية لا يشغلها شان عن شان ولا يأتي عليه حال
من الاحوال الى التجرد الى النقطة الكلية الا وهو
خبير بها الآن وانما الآتي تفصيل لاجمال او شرح
نقطة بدورة وليس صدور الكرامات من الفرد
كصدورها عن غيره فان غيره يصدر منه الآثار
والخوارق بغلبة حالة فيه حيث تحكمت على طبقات
وجوده وتسلطت ولم يكن العمدة الا هي اما الفرد
فكل جزء منه مستقل على شاكلته وذلك انك
قد علمت ان فيه رقائق كلية جملية وجاءت من
قبل الاسماء الالهية ورقائق جاءت من قبل
نفوس الافلاك وطبايعها ورقائق جاءت من

اس حیثیت سے کہ دونونکو معلوم نہین اور ایک رقیقہ
شمسیہ ہے وہ مقابل ہے غلبہ اور ظہور سب پر معنًا و
استحقاقًا وحفظًا ساتھ تمام خلقت اللہ کے ماتحت ہین
حکم وحدانی کی ہین اور ایک رقیقہ مریخیہ ہے کہ اسکے مقابل ہے
ہر کمال سے تاصل اور سختی و رسوخ اگر وہ نہوتا تو ہر شے
ہوتی بودی اور بناوٹ کی کمزور اور ایک رقیقہ ہے مشتریہ
مقابل ہے اسکے قطبیت و امامت اور ہدایت اور ہونا اسکا
لوگونکا مرجع جس مین لوگ اللہ کا قرب ڈھونڈین اور ایک
رقیقہ ہے زحلیہ اسکے مقابل ہے ہر رقیقہ کی بقا اور تاصل اور
نافذ ہونا درازی زمانہ تک اور نیز تجرد طرف طبیعت کلیہ کے اور ایک
رقیقہ ملاء اعلی سے اور اسکے مقابل ہے ہمت جو محیط ہے ان سب
چیزونکو اس سے لگی ہوئی ہین وہ قالب ہے اللہ کی نظر اور اسکی
عصمت کا اسکے واسطے اور ایک رقیقہ ہے ملاء سافل کا مقابل
ہے اسکے نور جو داخل ہوتا ہے اسکے ہاتھون اور پاؤن اور
آنکھون مین اور تمام اعضا مین اور ایک رقیقہ ہے تدلی الٰہی کا
جو متدلی ہے اللہ کے بندونکی طرف اس سے دو شعبے نکلتے ہین ایک
شعبہ نور نبوت کا اور ایک شعبہ نور ولایت کا اور بعد اسکے اسکا نفس
بالکل نفس قدسیہ پیدا ہوا ہے کہ نہین روکتی اسکو کوئی شان کسی
شان سے اور اسپر کوئی حال نہین آتا احوال سے وقت تجرد کے
طرف نقطہ کلیہ کے مگر وہ آگاہ ہوتا ہے اس سے اس آن اور تحقیق
آنیوالا تفصیل ہے اجمال کی یا شرح ہے نقطہ کی ساتھ دورہ کے
اور فرد سے ایسی کراماتین صادر نہین ہوتین جیسے اسکے غیر سے
کیونکہ اسکے غیر سے آثار اور کراماتین صادر ہوتی ہین غلبہ سے
اس حالت کے جو اسمین ہے جب حکم کرتی ہے وہ حالت اسکے طبقات وجود
پر اور مسلط ہوتی ہے اور نہین ہوتی عمدہ مگر وہ ہے لیکن فرد کا
ہر جز اپنی روش صورت پر مستقل ہوتا ہے اور یہ بات اس لیے ہے
کہ تم جان چکے ہو کہ اسمین رقائق کلیہ جملیہ ہین کہ آئے ہین اسماء اللہ کیطرف سے اور رقائق ہین کہ آئے ہین نفوس افلاک سے اور طبائع افلاک سے +

قبل العناصر ورقائق جاءت من قبل تصنف
الكمال الحاصل له اصنافا فلا يتسلط جزء على
جزء آخر قط فلا تنعزل البهيمية عن مقتضاها
ابدا بتسلط الملكية عليها ولا تنعزل الملكية عن
عن مقتضاها ابدا بتسلط البهيمية عليها ولا يكون
متجرد الشيء من الكمال بحيث ينمحق اثر كمال آخر بل كل
عنده بمقدار فاذا ظهر منه خارق عادة فباحد
وجهين احدهما ان يكون المدبر الحق اراده لعباده
ايصال نفع دنيوي او اخروي او دفع ضرر كذلك
او اراد تعذيبهم على افعالهم فيجري على يديه
وينسب الخرق اليه وهو في الحقيقة كالميت
في يد الغسال لا اختيار له في ذلك وثانيهما ان يرجع
هذا الفرد الى عقله حكمته وفراسته فاذا راى
شيئا فيه نفع له او لغيره بسط رقيقة من رقائقه
الى ما يناسب هذا الشيء فظهر خارق عادة في
الناس مثلا اراد ان يخبر الناس بما سياتي من الوقائع
فبسط رقيقة من رقائقه وهي القمرية فتلقت
علما والقاه اليهم او اراد تسخير قوم فبسط رقيقة
من رقائقه وهي الشمسية فسخرت وهلم جرا و
من خواص الفرد في الحيوة الدنيا انه يتاتى
له ان يعبد ربه بجميع اخلاقه وجميع طبائعه و
ذلك ان الانسان في مجرى العادة يفعل افعال
الشجاعة لداعية ترجع الى جلب نفع او دفع
ضرر دنيويين فاذا كان العبد فردا انعقد في الملأ
الاعلى حكم من احكام الحق فترشح منه اثر الى
النفس وانبعث الداعية وخدمها خلق من اخلاقه

اور رقائق ہین کہ آئے ہین جانب عناصر سے اور رقائق ہین
کہ آئے ہین طرح طرح کے کمالون سے جو اسے حاصل ہین تو نہین مسلط ہوتا
ایک جز دوسرے جز پر کبھی تو نہین معزول ہوتی بہیمیت کبھی اپنے
مقتضا سے ملکیت کے تسلط سے اسپر اور نہ ملکیت اپنی مقتضا سے معزول
ہوتی ہی کبھی بہیمیت کے تسلط سے اسپر اور کبھی متجر نہین ہوتا کسی
کمال کیواسطے ایسی حیثیت سے کہ دوسرے کمال کا اثر کم ہو جائے
بلکہ اسکے نزدیک ہر شے اپنی مقدار سے ہی تو اس سے جو خارق عادت
ظاہر ہو تو دو وجہین ہین ایک ان دو سے یہ ہے کہ مدبر حق اپنی بندونکو
نفع پہنچانا چاہے دنیا کا یا آخرت کا یا ضرر دفع کرنا چاہے دنیا یا آخرت کا
یا انکے افعال پر عذاب دینا چاہے تو اس فرد کے ہاتھ پر جاری ہوتا ہے
اور وہ اسکی طرف خرق عادت منسوب ہوتا ہے درحالیکہ وہ فرد مانند مردہ کے ہی
غسال کے ہاتھ مین آئے اسمین کچھ اختیار نہین اور دوسری وجہ
یہ ہی کہ وہ فرد رجوع ہو اپنی عقل اور حکمت و فراست کیطرف پس جب
دیکھے کہ کسی شے مین اسکو نفع ہی یا اور دوسرے کو تو اسکے رقائق مین سے
کوئی دقیقہ بسط کرے جو مناسب اس شے کے ہو تو ظاہر ہو خارق عادت
لوگون مین مثلاً وہ ارادہ کرے کہ جو وقائع آنیوالے ہین انکی لوگونکو
خبر کرے تو بسط کرے اسکا رقیقہ جو قمریہ ہی تو علم سے ملاقی ہو
اور لوگونکو وہ علم پہنچائے یا ارادہ کرے وہ فرد کسی قوم کی تسخیر کا تو
بسط کرے ایک رقیقہ رقائق مین سے کہ وہ شمسیہ ہے پس تسخیر کرے
اور اسیطرح اور جہانتک خیال کرو اور فرد کے خواص سے ہی کہ وہ زندگی
دنیا مین اپنے رب کی عبادت کرتا ہے اپنے سب اخلاق اور جمیع طبائع سے
اور یہ امر اس لئے ہے کہ عادت مین ہے کہ انسان افعال شجاعت کرتا ہے
واسطے ایسے داعیہ کے کہ حصول نفع ہو یا دفع ضرر ہو دنیا کا تو
بندہ جب فرد ہوتا ہے تو ملاء اعلیٰ مین جو حکم منعقد ہوتا ہے حق کے
احکامون سے اسکا اثر مترشح ہوتا ہے نفس کیطرف تو اٹھتا ہے
داعیہ اور اسکی خدمت کرتا ہے کوئی خلق اسکے اخلاق مین سے

فجرت الافعال وهو في كل ذلك فان ان عن مراده
باق بمراد الحق فهذا معنى عبادته باخلاقه والانسان
له طبائع ولكل طبيعة فناء وبقاء وكمال تؤتاه من
ربه وافعال يجري منها بفنائها في الحق وتجليات
معنوية حاصلة من تركيب الكمال بالطبيعة
البشرية بحسب ذلك الكوكب كما ان الطبيعة
الزهرية بحسب النسمية تقتضي ان يلتذ كل حسن
بالجمال الذي خصه الله تعالى به ويرى في كل
لذة وبهجة انقيادا الى الله واخبانا له فيكون
الحسائس بلذاتها والاشياء التي يلتذ بها كلها السنة
تذكر الله تعالى فيحصل له حالة عجيبة يستغرق فيها
ويسكر حينا من الدهر وقس على ذلك كل طبيعة
وان شئت الحق فعبادة لربه في حقه جريان منه
على مقتضى طبيعته والله حافظه واذا اتاه زجر
على فعل فسببه مخالفته في ذلك المباس البسه
الله تعالى ومن خواصه في البرزخ انه اذا انتقل
عن هذا البدن هام الى الطبيعة العامة التي تعم
كل موجود هيمان النفس الناطقة الى بدنها الا ان
هيمانها هيمان تدبير وهيمانه هيمان عشق فحينئذ
يسري في اجزاء العالم بهمته ففي الحجر حجر وفي الشجر شجر
وفي الفلك فلك وفي الملك ملك لا يصده طور عن
طور كهيئة الطبيعة المطلقة وحينئذ ربما كان
من هذا الفرد آثار عجيبة واحكام غريبة فمنها انه
يعلم بالعلم الحضوري انه القيم بالطبيعة الاولى كما
ان النفس يعلم انه قائم وليس بقائم الا الجسد
ولا يعلم بهذا العلم انه فلان بن فلان بل ربما علم ذلك

تو جاری ہوتے ہین فعل اور وہ فرد بالکل فانی ہے اپنی مراد سے
اللہ کی مراد مین باقی ہے تو یہ معنی ہین اسکی عبادت کے بجمیع
اخلاق کے اور انسان کیواسطے طبائع ہین اور ہر طبع کیواسطے فنا و بقا
اور ہر طبیعت کو ایک کمال اللہ کیطرف سے دیا گیا ہی اور افعال
ہین جو اس طبیعت سے جاری ہوتے ہین جب اسکو فنا کرے خدا
مین اور تجلیات معنوی ہین جو ترکیب کمال سے ساتھ طبیعت
بشری کے حاصل ہوتی ہین موافق اس کوکب کے جیسے طبیعت زہریہ بحسب
نسمیہ مقتضی ہے کہ لذت اٹھاوے حسن سے اس جمال کی جس سے اللہ نے
اسے خاص کیا ہے اور دیکھی ہر لذت اور ہر خوشی مین تابعداری اللہ کی
اور فروتنی اسکے آگے پس ہو جائین سب حواس ساتھ لذتونکے اور ہر شے
جس سے لذت اٹھاتا ہے سب کے سب زبانین واسطے یاد دلانے اللہ تعالی
کے تو حاصل ہو اسکو ایک عجیب حالت کہ اسمین مستغرق ہو جاوے اور سکر
مین آجاوے کچھ عرصہ اور اسی پر قیاس کرے ہر طبیعت کو اور جو تو
سچ پوچھے تو اسکی عبادت اپنے رب کے لئے اسکے حق مین مقتضائے
طبیعت کا اسکی جاری ہونا ہے اور اللہ اسکا حافظ ہے اور
جسوقت کسی فعل پر اسکو زجر آئے تو اسکا سبب اسکی مخالفت
اس امر مین بسبب اس لباس کے ہی جو اسے اللہ نے پہنایا ہے اور
اس فرد کے خواص سے ہی عالم برزخ مین یہ کہ وہ جب انتقال کرے اس
بدن سے ہیمان کرتا ہے طرف طبیعت عامہ کے جو عام ہی ہر موجود کو
جیسا ہیمان نفس ناطقہ کا بدن سے ہی مگر نفس ناطقہ کا ہیمان ہیمان
تدبیر ہے اور اس فرد کا ہیمان ہیمان عشق ہی تو اسوقت سرایت
کرتا ہی اپنی ہمت سے اجزاے عالم مین تو حجر مین حجر ہے اور شجر مین شجر
اور فلک مین فلک ہے اور ملک مین ملک ہے نہین روکتا ہے اسکو
ایک طور دوسرے طور سے مانند ہیئت طبیعت مطلقہ کے اور اسوقت
اکثر اوقات اس فرد کے آثار عجیبہ اور احکام غریبہ ہوتے ہین پس
انمین سے یہ ہی کہ جانتا ہی علم حضوری سے کہ وہ طبیعت اولی کو
قائم رکھنے والا ہے جیسا کہ نفس جانتا ہے کہ قائم ہے

اعلم حصولی کما یعلم ان فلانا الاجنبی ابن فلان و
منها ان هذه الحقیقة ربما صارت معدة
لبعض التدبیر الکلی فیبرز بروزا فی بعض المواطن
ویکون سببا لافاضة البرکات **شعر**
ومن بعد هذا ما تدق صفاته وما کتمه اخطی لدی واجمل
تحقیق فی بیان قول السید عبد السلام بن
بشیش قدس سره علی مشرب القوم اللهم اجعل
الحجاب الاعظم حیاة روحی وروحه سر حقیقی
وحقیقة جامع عوالمی بتحقیق الحق الاول انتهی
المراد بالحجاب الاعظم ذات النبی صلی الله علیه
وسلم کما دل علیه قوله قدس سره فیما سبق و
حجابک الاعظم القائم لک بین یدیک وانما عبر عنه
بالحجاب الاعظم لان حقیقته علیه الصلوة والسلام
اول المبدعات واعظمها کما ذکره القوم فی
قوله صلی الله علیه وسلم اول ما خلق الله نوری
ومنها انشعبت الحقائق فهی الواسطة بینه وبینها
وروحه نبی الانبیاء فان ارواحهم انما اخذت العلوم
والمعارف بواسطة روحه فکما ان النبی ترجمان
الحق فی قومه والواسطة بینه وبینهم فکذلک
روحه صلی الله علیه وسلم ترجمان الحق فی الارواح
والواسطة بینه وبینها وفی قوله عن من قائل فکیف اذا جئنا من
کل امة بشهید وجئنا بک علی هؤلاء شهیدا اشارة
الی هذا المعنی بناء علی ان هؤلاء اشارة الی الشهداء
وصورته الظاهرة فی الناسوت التی علیها ظهرت
المعجزات وبنیت علی لسانها المعارف والاحکام
واسطة بین الحق وخلقه وسبب لقربهم منه وظهور

اور وہ قائم نہیں مگر جسد قائم ہے اور اس علم سے نہیں
جانتا کہ وہ فلان ابن فلان ہے بلکہ بسا اوقات یہ بات جانتا ہے
علم حصولی سے جیسا کہ جانتا ہے کہ وہ اجنبی ابن فلان ہے
اور انمیں سے ہے یہ کہ حقیقت کبھی ہوتی ہے معد واسطے بعض تدبیر
کلی کے پس ظہور کرتی ہے بعضے مواطن میں اور سبب ہوتی ہے افاضہ
برکات کا **شعر** ومن بعد هذا ما تدق صفاته وما کتمه اخطی لدی واجمل
یعنے اسکے بعد اسکی صفتیں ظاہر نہیں کیجاتیں اور میرے نزدیک اسکا
چھپانا بہت خوب اور اچھا ہے **تحقیق** بیان میں قول سید عبد السلام
بن بشیش قدس سرہ کے وہ قول یہ ہے اللهم اجعل الحجاب حیاة
روحی وروحه سر حقیقی وحقیقة جامع عوالمی بتحقیق الحق الاول انتہی
حجاب اعظم سے مراد ذات نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے جیسا کہ دلالت
کرتا ہے اسپر ان قدس سرہ کا یہ قول وحجابک الاعظم القائم
لک بین یدیک جسکا پہلے بیان ہوا اور تحقیق ذات نبی صلی
اللہ علیہ وسلم کو تعبیر کیا حجاب اعظم سے اسواسطے کہ حقیقت
آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اول مخلوقات اور اعظم ہے
جیسا کہ ذکر کیا ہے قوم نے بیچ اس فرمانے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے کہ اول جو چیز اللہ نے پیدا کی وہ میرا نور ہے اور
اس سے منشعب ہوئیں حقیقتیں پس حقیقت صلی اللہ علیہ وسلم
کے واسطے ہے درمیان اللہ کے اور حقائق کے اور روح مقدس
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نبی الانبیاء ہے بیشک انبیا کی ارواح نے
اخذ کئے علوم اور معارف بواسطے اس روح مبارک کے پس جسطرح نبی
ترجمان حق ہے اپنی قوم میں اور واسطہ ہے اللہ میں اور قوم میں اسیطرح
روح مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ترجمان حق ہے ارواح میں اور واسطہ ہے
اللہ میں اور ارواح میں اور بیچ اس قول اللہ تعالی کے فکیف اذا جئنا
من کل امة بشهید وجئنا بک علی هؤلاء شهیدا اشارہ ہے طرف اس معنی کے
بنا بریں کہ ہؤلاء اشارہ ہے طرف شہداء کے اور انکی صورت ظاہرہ

فما بينا ان له صلى الله عليه وسلم ثلث نشآت كلية و
ثلثة اصناف من التوسط بحسب تلك النشآت فاولها
مرتبة تسمى عند الطائفة بالحقيقة المحمدية وهي
تعين كلي في الخارج لاحكام الاسماء الكلية وثانيها
مرتبة عندهم بالروح المحمدي وهي التعين المجازي
للحقيقة المحمدية عند انفسار الانسان الكلي الى مظاهره
وتقيداته وثالثها النشاة الناسوتية المنوطة بها
الكمالات الظاهرة بعد بعثته الى الخلق على راس
اربعين سنة من عمره من اقامة الامة العوجاء وفتح
الابصار عمي وآذان صم وقلوب غلف حتى يشهدوا
بالوحدانية ويتهذبوا ويعلموا احكام الله المتعلقة
بافعال المكلفين وغير ذلك من المعارف الجليلة
واكمل الاولياء من كان قلب خاتم الانبياء صلى
الله عليه وسلم في تلك النشآت الثلث لكن الحقائق
الجزئية المستعدة لكمالات المحبة والمحبوبية وما يضاهيهما
لا يتعين الا بعد انحياز الانسان الكلي بحياله فاول
تعينها في الخارج يضاهي ويسامت التعين الروحي
من الحقائق الكلية فلا يظهر مدد الحقيقة المحمدية
الواصل الى الحقائق الجزئية الا عند تعينها وتكون
الجامعية ميراثا عنها وانعقاد الاستعدادات
هنالك ميراثا عن الروح المحمدي فيكون مرتبة العطايا واحد
واسرار وجودها متعددة فاذا تمهد هذا فنقول
الشيخ قدس سره يتبهل الى ربه تبارك وتعالى با
بلسان استعداده ان يجعله من ورثة سيدنا ومولانا
محمد صلى الله عليه وسلم بحسب النشآت الثلث و
كمالاتها المختصة بكل عنها فعبر عن سواله بميراثه

اور اس صورت کی زبان سے بیان ہوئے معارف اور احکام
واسطہ ہے درمیان حق کے اور اسکی مخلوق کے اور سبب ہے مخلوق کے
قرب کا حق سے اور ظاہر ہوا اس سے جو ہمنے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے واسطے تین عالم ہین کلیہ اور تین قسم کے ہین توسطات موافق
تین نشآت کے تو اول وہ مرتبہ جسکو قوم حقیقت محمدیہ کہتی ہے
اور وہ ایک تعین کلی ہے خارج مین واسطے احکام اسماء کلیہ کے
اور دوسرا انمین سے مرتبہ ہے جسکا نام انکے نزدیک روح محمدی ہے اور وہ
تعین مجازی ہے حقیقت محمدیہ کیوقت منفسہ ہونے انسان کلی کیطرف
اپنے مظاہر اور تقیدات کی اور تیسرا انمین نشاۃ ناسوتیہ ہے جس سے
وابستہ ہین کمالات ظاہری بعد نبی ہونیکے خلقت کیطرف جب عمر
مبارک چالیس برس کی ہوئی کہ گمراہونکو راہ پر لاتے اور اندھونکو
بکنائی اور بہرونکو کان اور دلونکو ہدایت بخشنے کیواسطے
تاکہ وہ وحدانیت الٰہی پر گواہی دین اور تہذیب پائین
اور جانین اللہ کے حکم جو متعلق افعال مکلفین کے تھے اور اسکے سوا
اور معارف جلیلہ اور اکمل الاولیا وہ شخص ہے جو قلب خاتم الانبیا
صلے اللہ علیہ وسلم پر ہے ان تینون عالم مین لیکن حقائق
جزئیہ مستعدہ واسطے کمالات محبت و محبوبیت اور جو ان دو
کے مانند ہین نہین متعین ہوتی مگر بعد حیز اختیار کرنے
انسان کلی کے اسکے مقابل مین پس اول تعین ان حقائق جزئیہ کا
خارج مین مشابہ اور ہمروش ہے تعین روحی کے جو حقایق کلیہ سے
ہے پس نہین ظاہر ہوتی مدد حقیقت محمدیہ کے جو واصل ہے طرف
حقائق جزئیہ کے مگر وقت اسکے تعین کے اور جامعیت کے میراث
حقیقت محمدیہ کے اور منعقد ہونا استعداد کا یہان باعتبار
میراث روح محمدیہ سے تو ہوا مرتبہ عطایا کا واحد اور اسرار انکے
وجود کے متعدد جب یہ بات بیان ہولی تو اب ہم کہتے ہین کہ شیخ
قدس سرہ تضرع و زاری کرتا ہے رب تبارک و تعالی سے بزبان

من الكمالات الناسوتية وبقوله اللهم اجعل الحجاب
الاعظم حيوة روحي اعني بها الروح المنفوخة
في البدن المدبرة له المريدة للحس والحركة وهي في
الافراد والجزئية المستعدة لكمالات الجزئية التي
اشرنا اليها بازاء الصورة الناسوتية في الافراد
الكلية المستعدة للكمالات الجمعية ولا يخفى حسن
تشبيه المدد الواصل منه صلى الله عليه وسلم
الى روح هذا المستفيد بالحيوة التي هي كمال اول للروح
وعبر عن سواله ميراثه من الكمالات الروحية بقوله
وروحه سر حقيقي وذلك لان الحقايق الجزئية انما
تنشاء من حيث تتعين الارواح الكلية ولا يخفى ما
في التعبير عن المدد الواصل منه صلى الله عليه وسلم
الى حقيقة هذا المستفيد بالسر الذي يفهم منه
الخفاء والمصدرية للاثار والكمالات وتعين
الاستعدادات مستمرا دائما على نمط واحد من
الحسن والبراعة وعبر عنه سواله وميراثه بحسب
الكمالات التي ورثتها الحقيقة المحمدية وان لم تظهر
الا فيما دون تلك المرتبة بقوله وحقيقته جامع عوالمي
وذلك لان الاكملية بهذا الوجه تلازم ظهور
دقائق كثيرة بازاء النشآت الخارجية كل دقيقة
اجمال نشاة ومعرفة لاحوالها فالمدد الواصل منه
صلى الله عليه وسلم في هذه المرتبة الى حقيقة
المستفيد صورته جمع العوالم بهذا المعنى اجعل
ذلك كذلك بتحقيقك والتحقيق جعل الشيء متحققا في
الخارج والمراد منه الفيض المقدس ولا يخفى ما في
وضع المظهر مكان المضمر من الاشعار بان التحقيق

ایک مین ہین پس تعبیر کیا اپنے سوال سے میراث کو اسکے کمالات ناسوتیہ
سے اس قول کے ساتھ کہ اللھم اجعل الحجاب اعظم حیوۃ روحی کہ مراد
اس سے روح ہے جو بدن مین پھونکی گئی ہے جو بدن کی مدبر ہے
اور اسکی حس و حرکت کے ارادہ کرنیوالی ہے اور وہی افراد جزئیہ
مین مستعد ہے واسطے کمالات جزئیہ کے جسکا ہمنے اشارہ کیا ہے
بمقابل صورت ناسوتیہ کے بیچ افراد کلی کے جو مستعد کمالات جمعیت کے
ہے اور کچھ چھپا ہوا نہین ہے حسن تشبیہ اس مدد کا جو واصل ہے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے طرف روح اس مستفید کے ساتھ حیات
کے ایسی حیات کہ وہ کمال اول ہے واسطے روح کے اور تعبیر کیا ہمنے
اپنے سوال سے میراث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات روحیہ سے
ساتھ اس قول کے کہ وروحہ سر حقیقی اور یہ اسواسطے کہ حقائق جزئیہ
بیشک ظہور کرتے ہین اس جا سے کہ جہان متعین ہوتی ہے
ارواح کلیہ اور پوشیدہ نہین وہ شے کہ بیچ تعبیر مدد کے ہے ایسی مدد جو
واصل ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے طرف حقیقت اس مستفید کے
ساتھ اس سر کے جس سے خفا سمجھا جاتا ہے اور مصدریت واسطے آثار
و کمالات اور تعین استعدادات مستمر و دائم نمط واحد پر حسن و براعت ہے
اور تعبیر کیا اس سے سوال اسکا میراث اسکی موافق ان کمالات
کے جسکی وارث ہوئی ہے حقیقت محمدیہ اگرچہ نہین ظاہر ہوئی
مگر بیچ سوائے اس مرتبہ کے جو اسکا قول ہے وحقیقت جامع
عوالم ہے اور یہ امر اس لیے ہے کہ اکملیت ساتھ اس وجہ کے لازم ہوتی ہے
ظہور دقائق کثیرہ کے بمقابلہ نشآت خارجیہ کے ہر دقیقہ اجمال ہے
ایک نشاۃ کا اور اسکے احوال کی معرفت تو مدد جو واصل ہے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے اس مرتبہ مین طرف مستفید کے اس کی صورت
جمع عوالم ہے ساتھ اس معنی کے اجعل ذلک کذالک بتحقیقک اور
تحقیق گردانا شے کا متحقق ہے خارج مین اور مراد اس سے
فیض مقدس ہے اور مخفی نہین وضع مظہر سے مکان مضمر مین

صادر منه من جهة كونه حقا اي متحققا بذاته محققا
لغيره واول الاشياء فانه وجود الموجودات و
ماهية الماهيات **تحقيق** للعارف وصول الى
الذات ووصول الى الاسماء والتجليات سواء قلنا
بان الوصول الى الذات علم بها وادراك لها
اولا وما يوهم خلاف ما ذكرنا من كلام المحققين
في هذه المسئلة فمعناه نفي العلم والاحاطة لا نفس
الوصول وتفصيله ان السالك اذا وصل الى الحقيقة
التي يعبر عنها بانا وجودها عما دونها ووقع له التفات
الى التحقيق والتقرر والوجود واصل ذلك كله الوجود
المطلق وله تنزلات شتى وملابس كثيرة فيعرف
في ضمن هذا الالتفات كل تنزل ولبسة لحاسة
ذلك التنزل وتلك اللبسة فلا يدرك المثال الا
بالمثال ولا الروح الا بالروح وهكذا يرجع متصاعدا
حتى يدرك الحقيقة التي لا حقيقة وراءها بتلك الحقيقة
بعينها فهناك وصول وليس هناك علم الا بانا ولا ادراك
الا بانا وما احسن قول الشيخ العارف عفيف الدين
التلمساني مشيرا الى هذه النكتة **شعر** دعوا منكري
فوزي بها يتفطروا ۞ يحق لها بتك القلوب انفطارها
وماذا على من صار خالا لخدها ۞ اغار ابوها ام
تنبه جارها ۞ فالكمل يتحقق لهم الوصول الى
الذات بالفعل وكذلك باصول الاسماء والتجليات
فناء وبقاء وتحقق لا يجوز ان يكون لهم حالة
منتظرة في ذلك نعم بعد ذلك احكام خاصة
بكل نشأة من النشآت يعتورها الانسان مرة بعد
مرة وكانه قد احاط بها اجمالا في ديناك الوصولين

کہ اشعار ہے اس بات کا کہ تحقیق صادر ہے اس سے
بسبب اسکے ہونیکے حق یعنی متحقق بذاتہ محقق لغیرہ اور
اول اشیا پس بیشک وہ وجود الوجودات و ماہیت
الماہیات ہے **تحقیق** عارف کو ذات اور اسماء و تجلیات
تک پہنچنا برابر ہے اسکے جو کہا ہمنے کہ وصول الی الذات علم ذات
اور اسکا ادراک ہو یا نہو اور وہ جو وہم ہوتا ہے ہمارے بیان کے خلاف
محققین کے کلام سے اس مسئلہ مین تو اسکے معنی ہین نفی علم کی
اور احاطہ کی نہ نفس وصول کی اور اسکی تفصیل یہ ہے کہ سالک
کو جب وصول ہوتا ہے طرف حقیقت کے وہ حقیقت جس سے عبارت
آتا ہے اور وہ حقیقت مجرد کر دیتی ہے اپنے ماسوا سے تو واقع ہوتی ہے
اس سے التفات طرف تحقیق و تقرر و وجود کے اور اس سبکی اصل
وجود مطلق ہے اور اسکے واسطے تنزلات ہین بہت اور لباس ہین
کثیر پس پہچانتا ہے اس التفات کی ضمن مین ہر تنزل و ہر
لباس کے ساتھ حاسہ اس تنزل اور اس لباس کی تو نہین ادراک
ہوتی مثال مگر ساتھ مثال کے اور نہ روح مگر ساتھ روح کے
اور اسیطرح رجوع کرتا ہے صعود کرتا ہوا یہانتک کہ دریافت کرتا ہے
اس حقیقت کو کہ اسکے پرے کوئی اور حقیقت نہین ہے ساتھ اس
حقیقت کے بعینہا پس وہان وصول ہے اور علم نہین وہان مگر
انا کا اور کوئی ادراک نہین مگر انا کا اور کیا خوب قول ہے شیخ
عارف عفیف الدین تلمسانی جو اشارہ کرتے ہین اس نکتہ
کیطرف **شعر** دعوا منکری فوزی بہا یتفطروا ۞ یحق لہا
بتک القلوب انفطارہا ۞ وماذا علی من صار خالا لخدہا ۞
اغار ابوہا ام تنبہ جارہا ۞ پس کاملونکیواسطے وصول متحقق ہے طرف
ذات کے بالفعل اور اسیطرح ساتھ اصول اسما اور تجلیات کے فنا و بقا
و تحققا نہین جائز یہ کہ ہو انکے واسطے حالت منتظرہ اس امر مین
ہان اسکے بعد احکام خاص ہین ہر نشاء کے نشات مین سے کہ برتتا ہے

وما یبقی الا التفصیل فترقیات الکمل غیر متناهیة
بهذا المعنی **تحقیق** اعلم ان الاول جل مجده
یعلم الاشیاء بوجهین احدهما الوجه الاجمالی بیانه
انه لما علم ذاته علم اقتضاء ذاته لنظام الوجود لان
العلم بالعلة التامة یکفی فی العلم بالمعلول وهذا الاشیاء
هنالك موجودة بوجود الهی لانه وجود امکانی
لان کل شیء انما تحقق بتحقق الواجب او انما وجد
بایجاد الواجب ایاه فبازاء کل شیء کمال للواجب
واقتضاء وهذه الکمالات مبداء صدور هذه
الاشیاء ولکنه حقائقها فکل کمال یقتضی شیأ بخصوصه
وکل شیء یحتاج الی کمال بخصوصه کان هذه الکمالات
والاشیاء امرا واحدا غیر ان هذه من لازم الواجب
واعتبار انه الذاتیة بمنزلة العلم والقدرة والحیاة
وتلك معلولات لها صادرة منه وثانیهما الوجه التفصیلی
بیانه ان کل موجود فانما هو معلول الواجب فلا
یکون معلولا لا یمکن ان یتحقق و لیست حاجة
هذه المعلولات الیه تعالی مثل حاجة البناء الی
البناء بل حاجتها واصلة تقررها وجوهرها تحققها
وتقومها مستمرة مادامت موجودة وایجاده لها
و تحقیقه ایاها هو کونه وجودها و تحققها لا غیر
وانما منشا امتیاز الماهیات بعضها من بعض امتیاز
بعضها لحاء الایجاد والتحقق والتقوم من بعض
فهذا الارتباط اقوی من ارتباط الصورة بمحلها
یقتضی حضورها لاشیاء لفاعلها فیعلم الاول تعالی
الاشیاء بتلك الاشیاء بحضورها المرتسمة فی ذاته
وهذا علم الواجب لها بوجودها الامکانی سواء

وصولوں ہیں اور نہیں باقی رہی مگر تفصیل پس کا ہونی
ترقیات کو انتہا نہیں اس معنی سے **تحقیق** اب جانا چاہیے
کہ تحقیق اللہ جل مجدہ کو اول علم اشیاء کا دو وجہوں سے ہے ایک وجہ
تو اجمالی ہے اسکا بیان یہ ہے کہ جب اس نے اپنی ذات کو جانا تو ذات
کی اقتضا کو جانا واسطے نظام وجود کے اسواسطے کہ علت تامہ کا علم کافی ہے
معلول کے علم کو اور یہ اشیاء وہاں ہیں جو ہیں ساتھ وجود الٰہی کے نہ ساتھ وجود امکانی
کسلیے کہ ہر شے متحقق ہوتی ہے واجب کے یا پائی جاتی ہے ساتھ ایجاد
واجب کے پس مقابل ہر شے کے کمال ہے واسطے واجب کے اور اقتضا اور یہ کمالات
مبدا ہیں ان اشیاء کے صدور کا اور نہ ہیں انکے حقایق کا تو ہر کمال
مقتضی ہے کسی شے کا بخصوصہ اور ہر شے محتاج ہے ہر شے کسی کمال کی
بخصوصہ گویا یہ کمالات اور اشیاء امر واحد ہیں سوا اسکے کہ یہ لوازم
واجب سے ہیں اور اعتبار ذات اسکی ذاتیہ بمنزلہ علم کے ہیں اور قدرت
اور حیات کے اور یہ معلولات ہیں واسطے اسکے کہ صادر ہوئی ہیں اس سے
اور دوسری وجہ اجمالی سے وجہ تفصیلی ہے بیان اسکا یہ ہے کہ ہر موجود
معلول واجب کا ہے اور جو نہیں ہے معلول نہیں ممکن ہے کہ متحقق
اور نہیں ہے حاجت ان معلولات کی طرف اللہ کو مثل حاجت
معمار کی طرف مکان کی بلکہ حاجت معلولات کی واصل کی تقرر
اور جوہر اور تحقق اور تقوم کی مستمر ہے جبتک کہ موجود ہیں
ایجاد واجب کا ہے واسطے انکے اور تحقق کرنا اسکا انکو کہ ہے
انکے وجود کا اور انکے تحقق کا نہ کچھ اور چیز اور نیست کہ منشا
امتیاز ماہیات کا بعض سے بعض کو امتیاز ہے بعضے اقسام ایجاد کا
اور تحقق اور تقوم بعض سے پس ارتباط بہت قوی ہے ارتباط صورت کا
اپنے محل سے مقتضی ہے حضور اشیاء کا واسطے اپنے فاعل کے پس جانتا ہے
اول اللہ اشیاء کو ساتھ ان اشیاء کے انکی صور مرتسمہ فی الواجب ہے
اور علم واجب کا واسطے انکے ساتھ انکے وجود امکانی کے ہے برابر ہے
اسمیں باقیات اور مجردات پس حق یہ امر ہے کہ کچھ

فی ذلك المادیات والمجردات فالحق انه لا حاجة
الی توسیط الجواهر العقلیة المرتسم فیها صور الاشیاء
الا فی المفروضات التی لا تحقق لها الا فی فرض
الفارض کانیاب الاغوال فتدبر الکلام حق التدبر

مشهد آخر اعلم ان الملل والمذاهب
بالحقیقة یقال ملة حقة ومذهب حق وینظر الناظر
فی وصف احدهما بذلك الی مطابقة الواقع له
فتأمل حقیقة هذا الواقع الذی وافقته الشیء
کان حقا والا کان باطلا فوجدنا میزین احدهما اجلی
والآخر دقیق یحسن بعد اما الجلی فان یکون
کل مسئلة من الاعتقادیات مطابقة لما علیه
المعتقد فی الخارج مثلا یحکم بان الله یغضب
ویکون الامر کذلك وبان الحشر الجسمانی کائن وهو
کذلك وکل مسئلة مما یحکم فیها بوجوب وحرمة
مطابقة لما علیه الامر المعتقد فی الملاء الاعلی فمثلا
یحکم بان الصلاة واجبة ویکون فی الملاء الاعلی نازل
مثالی من قضاء مضمونه تحسین من تلبس بها وتزیینها
مستلزمة ترقیة تشبثت بذیل نعمته فی الدنیا
والاخرة وتکفیر هیآت ظلمانیة عن نفسه حاصلة
من قبیل الاستغراق فی الاحکام البهیمیة کما یستلزم
اکل الزنجبیل تسخین البدن واذالة البرودة عنه
فهذا النازل هناك مطابق للحکم بوجوبها وکل
مسئلة فیها توقیت او تحدید مطابقة لقواعد
الملة کتوقیت الصلوة بالاوقات الخمس وتحدید
الزکوة بمأیتی درهم وبالحول یکون بحیث یثبت
بین الاصل وبین هذه الاشیاء وجود تشابهی

حاجت نہیں وسط میں لانے جواہر عقلیہ کے جو مرتسم ہیں
اشیاء کی صور تو ہیں مگر مفروضات میں جو متحقق نہیں ہوتے
مگر فرض کرنے والے کے ذہن میں جیسے دیو کے دانت پس
غور کر اس کلام کو جیسا حق ہے اسکے غور کرنے کا۔

مشہد آخر جاننا چاہیئے کہ ملتیں اور مذہب وصف
کی جاتی ہیں ساتھ حقیقت کے کہا کرتے ہیں کہ ملت حق اور
مذہب حق اور ناظر نظر کرتا ہے وصف میں ایک ان دونوں کے
پس ہمنے تامل کیا حقیقت کو اس واقع کی اگر موافق ہوا وہ اس شے
کے تو حق ہے اور نہیں تو باطل تو ہمنے دو معنے پائے ایک تو ظاہر اور
روشن اور دوسرا دقیق بعد باریک کے بعد میں معلوم ہونگے تو ظاہر
روشن تو یہ نہیں کہ اگر ہو ہر مسئلہ اعتقادیات سے مطابق واسطے
اس شے کے جسپر اعتقاد کیا ہے خارج میں مثلاً حکم کیا جاوے کہ اللہ خشم
کرتا ہے اور غضب ہوتا ہے اور ہے امر یونہیں اور یہ کہا جاوے
کہ حشر جسمانی ہونیوالا ہے اور یہ یونہیں ہے اور جو مسئلہ ہو وے
کہ اسمیں حکم وجوب و حرمت و حرمت ہو مطابق واسطے اس
چیز کے کہ جسپر معتقد ہے امر ملاء اعلےٰ میں مثلاً کہا جاوے کہ نماز فرض ہے
اور ہو بیچ ملاء اعلےٰ کے نازل مثالی ادا کے مضمون اسکی تحسین
اس شخص کو جو متلبس ہو اس سے اور اسکا ہونا مستلزم ہونا اسکی
ترقی کا چنگل مارنے سے اسکے دامن نسمہ میں بیچ دنیا و آخرت
کے اور تکفیر ہیئت ظلمانیہ کے نسمہ سے کہ وہ ہیئت ظلمانیہ حاصل
ہوئی ہے استغراق سے احکام بہیمیہ میں جیسا مستلزم ہے
زنجبیل کا کھانا تسخین بدن کو اور دور کرنے برودت
کو انسان سے تو یہ نازل وہاں مطابق ہے واسطے علم اسکے فرضیت کے
اور جو مسئلہ کہ اسمیں توقیت ہو یا تحدید مطابق واسطے قواعد
ملت کے جیسے نماز کے پانچ وقت اور زکوٰۃ کو دو سو درہم اور برس
بھر گذرنا اور ہو اس حیثیت سے کہ ثابت ہو درمیان اصل اور درمیان

فی مدارک الملاء الاعلیٰ فیکون هذا ذاک وذاک
هذا بهذا الاعتبار فاذا کانت الملة کذلک قبل
انها حقة وکذلک معنی حقیة المذهب ان یکون
احکامه مطابقة لما قاله رسول الله صلی الله علیه
وسلم فی نفس الامر او لما کان علیه القرون المشهود
لها بالخیر وان کانت المسئلة لا نص فیها او ادرایة
فحقیقتها ان تکون محفوفة بقرائن تورث غالب
الظن بان النبی صلی الله علیه وسلم لو تکلم فی المسئلة
لما نطق بغیر هذا القول ولن یکون وجه الاستخراج
والاستنباط ظاهرا لاریب فیه المحیط باسالیب الکلام
ومقاصد الشارع فی شرع الاحکام فهذا معنی
حقیقة المذاهب واما الدقیق الذی یریٔ من بعد
فان یکون الحق علم جمع شمل امة من الامم بان یلهم
مصطفی من عباده باقامة ملة من الملل فیصیر
خادما لارادة الحق منصبا لظهور تدبیره ومورد
لفیض مدده الغیبی فیقال فیه من اطاع هذا العبد
فقد اطاع الله ومن عصاه فقد عصی الله وقضاء
الرضی مقصورا فی موافقة هذا التدبیر والسخط
فی مخالفته ومنافاته وان کان کذلک صار احکام
الملة جمیعا حقة والمنظور فی وصفها بالحقیة
حینئذ ظهور التدبیر الالهی فی هذا النسج الغریب
وکذلک المذهب بما یکون العنایة المتوجهة
الی حفظ ملة حقة متوجهة بحسب معدات
الی حفظ مذهب خاص بان یکون حفظ تلک
المذهب یومئذ هم القائمین بالذب عن الملة
او یکون شعارهم فی قطر من الاقطار هو افشاء

مدارک ملاء اعلیٰ میں تو یہ وہی اور وہ یہ ہے اس اعتبار سے
پس جب ہو ملت ایسی تو کہا جائیگا کہ ملت حقہ ہے اور ایسی
طرح معنی حقیت مذاہب کے ہیں کہ ہوئے احکام مطابق
واسطے اُس چیز کے کہ کہا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نفس الامر
میں اور مطابق ہوں واسطے اُس چیز کے اُسپر ہیں وہ قرون جنکے
واسطے شہادت ہے خیر کی اور اگر ہو مسئلہ ایسا جسمیں نص نہ ہو اور نہ
روایت تو اسکی حقیت محتاج قرائن کی ہے جو موجب ہوں غالب ظن کے ساتھ
اسطرح کی اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے اس مسئلہ میں تو یہی فرماتے
اور یہ وجہ اسکے استخراج کی اور استنباط کی ظاہر ہو ایسی کہ شک نکرے
وہ شخص کہ محیط ہو اسالیب کلام کا اور مقاصد شارع کا پس شرع احکام
کے پس یہ معنی ہیں حقیت مذہب کے اور وہ جو دقیق و باریک
معنی ہیں کہ بعد میں معلوم ہوتے ہیں وہ یہ ہیں کہ ہو اللہ تعالیٰ نے
جانا کسی امت کی چھوٹی ہوئی کو ملانا اور جمع کرنا اسطرح سے
کہ الہام کرے کسی برگزیدہ کو اپنے بندوں میں سے واسطے اقامت
کسی ملت کے کہ وہ برگزیدہ خادم ہو ارادہ حق کا اور منصہ ہو
اسکے ظہور تدبیر کا اور اشیان ہو اسکے فیض مدد غیبی کا جسکو کہا
جائے کہ جس نے اسکی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے
اسکی نافرمانی کی اللہ کی نافرمانی کی اور ہو رضا موقوف اس تدبیر کی موافقت پر اور
غضب اسکی مخالفت اور منافات پر اور جب ایسا طرح ہو تو ہونگے
احکام ملت کے سب کے سب حق اور اس وقت اُسکے حق کہنے میں منظور
ظہور تدبیر الٰہی ہے بیچ اس جسم و قالب کے
نہ سوا اس کے اور اسی طرح مذہب ہے کہ اکثر
اوقات عنایت الٰہی متوجہ ہوتی ہے حفظ ملت
حقہ کی متوجہ بحسب معدات کے طرف حفظ مذہب
خاص کے اسطرح سے کہ نگہبان مذہب کے اس دن ہوتی
ہیں قائم واسطے برائی دور کرنیکے یا اُنکا شعار ہوتا ہے

بین الحق والباطل فحینئذ ینعقد وجود تشبیہ فی الملاء الاعلیٰ والسافل بان ملۃ ھی ھذا المذھب	اطراف کے کسیطرف مین فارق درمیان حق و باطل کے تو اسوقت منعقد ہوتا ہے وجود تشبیہی ملاء اعلیٰ مین یا ملاء سافل مین ساتھ اسطرح کے کہ ملت یہی مذہب ہے

تمت

دیگر تصنیفات خاندان ولی اللہی جو مشتہر سے ملسکتی ہین اور جنکا حق طبع فقیر کی ملکیت ہی کوئی تاجر کتب یا صاحب مطبع بلا اجازت تحریری کتب ذیل کے چھاپنے کے مجاز نہین تھوڑے لکھے کو زیادہ تصور فرمائین اور بجائے فائدہ کے نقصان نہ اٹھائین ہان جسقدر جلدین مطلوب ہون فقیر سے طلب فرمائین تاجران کتب کے ساتھ خاص رعایت کیجائیگی **فقیر** سید عبد الغنی جعفری ولی اللہی نواسہ و جانشین حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ و نواسہ و سجادہ نشین حضرت خواجہ شیخ کلیم اللہ صاحب شاہجہان آبادی رحمۃ اللہ علیہ و مالک مطبع احمدی متعلق مدرسہ عزیزی۔ دہلی کلان محل

تصانیف حضرت مولانا شاہ عبد الرحیم صاحب رح مورث اعلیٰ		وصیت نامہ معہ شرح قاضی صاحب	۲/	خلفاے اربعہ اور اہلبیت کے فضائل	۳/
		خمسہ رسائل انسان العین وغیرہ	۴/	عجالہ نافعہ در اصول حدیث	۲/
انفاس رحیمیہ فارسی	۴/	فیوض الحرمین معہ ترجمہ سعادات الکونین	۱۲/	تحقیق الرویا مترجم	۴/
ارشاد رحیمیہ فارسی	۴/	ہوامع شرح حزب البحر فارسی	۴/	عملیات مجربہ خاندان عزیزیہ	۸/
تصانیف جد امجد حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ		ہوامع شرح حزب البحر اردو	۴/	کرامات عزیزی ہر سہ حصہ اردو	۶/
		اسرار المکتوم فی اسباب تدوین العلوم	۲/	میزان العقائد عربی محشی	۶/
		تصانیف حکیم الامت حضرت مولانا شاہ اہل اللہ صاحب برادر خورد حضرت شاہ صاحب ممدوح رح		مجموعہ خمسہ رسائل اردو	۴/
انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ مترجم	۱۲/			کتب مطبوعہ غیر جو فرمایش پر ہمسے بھی ملسکتی ہین بذریعہ کارڈ طلب فرمائین	
الطاف القدس فارسی معہ ترجمہ اردو	۸/				
اچھا عقیدہ معہ اصل عربی حسن العقیدہ	۱/	تکملہ ہندی فارسی در علم طب	۴/	انصاف معہ ترجمہ کشاف	۱۰/
تاویل الاحادیث عربی معہ ترجمہ اردو	۸/	تکملہ ہندی اردو در علم طب	۴/	شرح رباعیتین	۳/
تفہیمات الٰہیہ عربی و فارسی	۶/	تصانیف جد امجد حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ		قصیدۃ الحبیب النغم فی مدح	۴/
در الثمین فی مبشرات نبی الامین مترجم	۱/			قرۃ العین فی تفضیل الشیخین فارسی	عہ/
سطعات معہ جزء اللطیف فارسی	۲/			بستان المحدثین فارسی	۸/
مجموعہ ارشاد علی اسم الاسناد عربی	۴/	عزیز الاقتباس فی فضائل		سر الشہادتین معہ ترجمہ اردو	۲/
فیصلہ وحدۃ الوجود والشہود عربی معہ ترجمہ اردو	۳/	اخبار الناس فارسی معہ ترجمہ اردو مضمون	۰۳/	تحفہ اثنا عشریہ فارسی سے ر ایضاً اردو	للعہ/

فرمائشین اور خط و کتابت بنام **سید عبد الغنی جعفری سجادہ نشین خانقاہ کلیمی کلان محل دہلی**

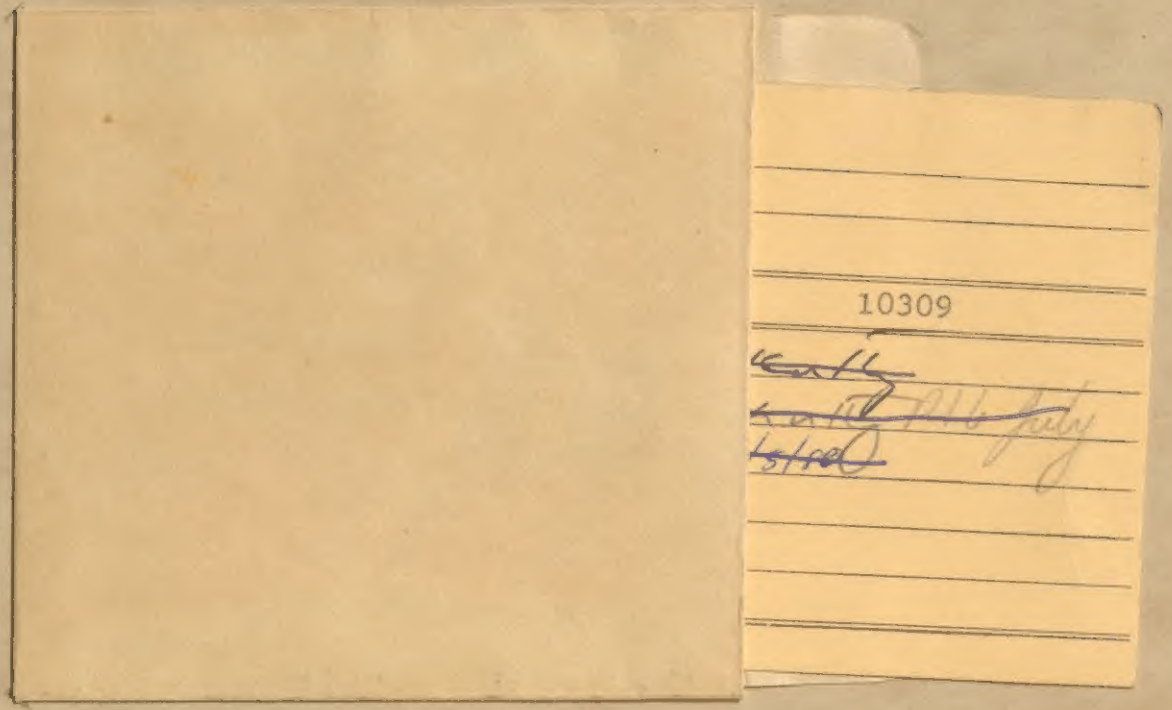
10309